شجرکاری کے فوائد

شریعت اور سائنس کے آئینے میں

تصنیف:
شیخ الحدیث علامہ نور محمد صاحب شہید نور اللہ مرقدہ

Ketabton.com

ترتیب: مولانا ڈاکٹر تاج محمد حقانی
خطیب جامع مسجد و مہتمم جامعہ دار العلوم وزیرستان وانا

(c) ketabton.com: The Digital Library

(c) ketabton.com: The Digital Library

شجرکاری شریعت اور سائنس کے آئینے میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	صالحین کی ابتلاء کیوں؟	
2	دنیا اور آخرت کی نعمتوں میں فرق	
3	آج کے مسلمان اور کافر کا تقابلی موازنہ	
4	کفار کی ترقی اور مسلمانوں کی پسماندگی کے دور رس نتائج	
5	مسلمانوں کی موجودہ ابتری کے اسباب اور اس کی تلافی	
6	وہ گناہ جس کی پاداش میں آج مسلمان خوار و ذلیل ہیں	
7	امت مسلمہ کا اجتماعی گناہ	
8	باغات کی اہمیت	
9	نسل انسانی کیلئے منشور ابراہیمی علیہ السلام	
10	دعائے ابراہیمی سے ثابت شدہ امور	
11	ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنا حضور ﷺ سے سیکھ لیجئے	
12	شجر کاری اور زراعت کے مختلف النوع فضائل	

(c) ketabton.com: The Digital Library

13	دنیا میں باغات لگانے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ بہشت میں باغات تیار کرتا ہے	
14	مرنے سے پہلے کرنے کا کام شجر کاری ہے	
15	قیامت قائم ہونے سے پہلے کرنے کا کام	
16	چند لمحات میں بے حساب ثواب حاصل کرنا	
17	شجر کاری کے فضائل کی اجمالی فہرست	
18	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ۳۰۰ پودے لگائے ہیں۔	
19	دنیا کے میوے بہشت کے میووں کی شبیہ اور یادگار ہیں	
20	باغبانی اور شجر کاری باعث خیر و برکت ہے	
21	فضائل کسب حلال	
22	بعض گناہ حلال مزدوری کے سوا کسی عبادت سے معاف نہیں ہوتے	
23	حلال دولت کمانے کیلئے سفر راہ خدا میں جہاد کے سفر سے افضل ہے	
24	حلال کمائی کیلئے زمین کے کونوں تک جا پہنچنا نہ صرف جائز بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے	

(c) ketabton.com: The Digital Library

25	حضور ﷺ نے ایک مزدور کے کھردرے خاک آلودہ ہاتھوں کو چوم کر کیا بشارت دی؟	
26	قرآن کریم کا فرمان، کاشتکاری کے بارے میں	
27	زمین کی مقبوضات میں کمی اور بیشی کا راز	
28	ایک مثال اور مشاہدہ	
29	فاتح مصر حضرت عمرو ابن العاص کا ریکارڈ باغ	
30	باغبانی اور کاشتکاری کیلئے گھر سے نکلنا راہ خدا میں نکلنا ہے۔	
31	اہل وعیال کیلئے نان ونفقہ اور ضروریات زندگی ذخیرہ کرنے کا حکم	
32	شریعت میں متوکل اور تیار خور کا حکم	
33	مفت خور دونوں جہانوں میں خوار	
34	مفت خور عبادت گزار سے محنت کش مسلمان افضل ہے	
35	آسمان کی طرف سے رزق اور آسمانی فیصلوں کی اقسام	
36	آج مسلمانوں کے مذہبی حلقے بھی تیار خوری کا باعث بنتے جا رہے ہیں	
37	آخر زمانے میں انسان کیلئے مفید تر چیز کون سی ہوگی؟	
38	حضرت سفیان ثوریؒ کا مقام اور شخصیت	

(c) ketabton.com: The Digital Library

39	باغات میں اعلیٰ ترین پودے لگانا شرعاً مطلوب ہے	
40	کسب وصنعت میں کمال پیدا کرنے والے کیلئے حضور ﷺ کی دعا	
41	درخت بھی انسان کا قدیم ترین محسن اور وفادار دوست ہے	
42	انسانیت کی موجودہ ترقی میں درخت کا کردار	
43	سائنسدانوں کا نظریہ	
44	درخت اور سبزہ زار زندگی کیلئے روح رواں ہے	
45	انسان اور حیوان کی آکسیجن خرچ کرتے ہیں اور ہوا کی آلودگی میں کتنا اضافہ کرتے ہیں	
46	سائنسی ایجادات کی آلودگی ماحولیات	
47	درخت آکسیجن پیدا کرنے او آلودگی ختم کرنے کے قدرتی کارخانے ہیں	
48	درخت طوفانی ہواؤں کیلئے بریکر ہیں	
49	درخت طوفانی سیلابوں اور بارشوں سے قدرتی حصار ہے	
50	جنگلات باران رحمت اپنی طرف کھینچتے ہیں	
51	ازروئے شریعت درختوں کا تحفظ اور زمین کی اہمیت	

50	تحفظ حیوانات کے متعلق اسلامی تعلیمات	

(c) ketabton.com: The Digital Library

51	موذی نقصان دہ حیوانات کی تخلیق کی حکمت	
52	ایک سبق آموز لطیفہ	
53	حضرت نوح علیہ السلام اور تحفظ حیوانات	
55	منشور ابراہیمی اور تحفظ حیوانات	
56	جملہ انبیاء علیہ السلام نے اپنے اپنے علاقوں میں حیوانات کو تحفظ دیا ہے	
57	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی شخصیت	
58	طائف کا محفوظ علاقہ	
59	پرندوں اور دیگر حیوانات کی منفعت اور اہمیت	
60	حضرت سلیمان علیہ السلام کا سفیر "ہد ہد"	
61	تیشہ دار پرندہ	
62	کوا اور انسانیت پر اس کا احسان	
63	کوے کی مثالی حیا اور ادب	
64	کوا اور کھیتی باڑی	
65	الّو اور چوہے	
66	الّو کی امتیازی خصوصیات	

(c) ketabton.com: The Digital Library

67	سانپ اور چوہے	
68	چمگادڑ اور اس کی خدمت	
69	ایک دلدوز منظر	
71	حیوانات ماحول کو پاک رکھتے ہیں	
72	پودوں میں نر اور مادہ اور ان کی شادی بیاہ	
73	مکئی کا پودہ اور عجائبات قدرت	
74	قدرتی کی موسیقی	
75	بے رنگ و بو پودے اور ان کی شادی بیاہ	
76	پشتون قوم کی معکوس ذہنیت	
77	پرندوں میں نقصانات بھی ہیں مگر فوائد کی نسبت بہت کم	
78	چینیوں کی پرندوں کے خلاف مہم اور اس کا نتیجہ	
79	چند اشکالات اور ان کا حل	
80	مال و دولت کی برائی اور اچھائی میں خطا امتیاز	

81 ایک فقہی تحقیق

82 کھیتی باڑی کی مذمت حدیث سے ثابت ہے

83	نیم ملاخطرہ ایمان	

(c) ketabton.com: The Digital Library

84	ان پڑھ سننے والے جب فتویٰ دینے لگتے ہیں تو فساد پھیلاتے ہیں	
85	زارعون اللہ ہی کی صفت ہے	
87	دنیا کمانے کی نیت سے بھی زمین آباد کرنا عبادت اور ثواب ہے	
88	زمین کو غیر آباد چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے	
89	کم پیداوار اور آمدنی کے جرم کی صورت میں قیامت کے دن باز پرس ہوگی	
90	زمین کی پیداوار میں یورپ خود کفیل اور مسلمان گداگر کیوں؟	
91	زمین اور باغات ایک سال بار آور اور ایک سال بے بر کیوں؟	
92	کسان اور باغبان کی حقیقی کامیابی کا ایک اہم اصول	
93	تقویٰ کی حقیقت	
94	زمین کی حاصلات میں حصۂ خدا	
95	عشر و زکوٰۃ خرچ کرنے کا مسنون اور افضل طریقے	
96	موجودہ دور میں عشر و زکوٰۃ کس طرح خرچ کی جائے	
97	فرقہ واریت ہے سیاست میں مگر بدنام علماء ہیں	
98	عشر و زکوٰۃ کی ادائیگی کی صحت الگ چیز ہے اور قبولیت الگ ہے	

(c) ketabton.com: The Digital Library

99	مزارع اور مزدور کو زکوۃ دینے کی رسم	
100	کیا اسلامی مدارس پر زکوۃ وعشر کی رقم خرچ کرنا جائز ہے؟	
101	اسلام مسلمانوں کو اپنی مدد آپ کی تعلیم دیتا ہے	
102	عمر فاروقؓ کا ایک سبق آمیز واقعہ	
103	حقیقی ہمدردی	
104	ناواقفوں کی ہمدردی مسلمانوں کی بربادی	
105	دینی خدمات کی ادائیگی میں علماء کرام کو تبلیغی جماعت کی نقل کرنا چاہیے	
106	ایک علاقے کا عشر اور زکوۃ دوسرے علاقے میں نہ بھیجنے کی حکمت	
107	علماء کرام کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ	
108	خویش واقارب پر زکوۃ وصدقات صرف کرنے کے آداب	

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنہائے گفتنی

بنی نوع انسانی بنیادی طور پر دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کے باغی اور منکر ہیں اور ان کا امتیازی نام کافر ہے۔دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو کفار کے برعکس اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کو بدل و جان تسلیم کرتے ہیں اور اسکے وفادار ہیں ان کا امتیازی نام مسلمان ہے۔عقل اور نقل اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں کی نعمتیں ، آسائشیں، عزتیں اور خوشحال زندگی اصالۃً اپنے دوستوں اور وفادار بندوں کیلئے ہی پیدا کی ہیں۔البتہ اس دنیا میں وفاداری کا ثبوت پیش کرنے کیلئے مسلمان قوم کو ابتلاء اور امتحان کی بھٹی سے گزرنا پڑتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات و بشر الصابرین.

''اور میں ضرور تمہارا امتحان لوں گا تھوڑا سا خوف ، بھوک اور جان و مال اور میوہ جات کی کمی کے ساتھ (اور ان عارضی اور وقتی تکلیفات

(c) ketabton.com: The Digital Library

پر) صبر کرنے والوں کو (دائمی خوشحالی کی) بشارت دو"

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

واذابتلی ابراھیم ربه بکلمات فاتمهن ، قال انی جاعلک للناس اماما.

" جب ابراہیم کا اس کے رب نے چند باتوں کے ساتھ امتحان لیا ،تو اس نے ان باتوں کو پورا کر دیا (تب) اللہ نے فرمایا کہ میں تجھے لوگوں کیلئے امام اور لیڈر اور قائد بنانے والا ہوں

صالحین کی ابتلاء کیوں؟

انبیاء علیہم السلام اور نیک بندوں کی عارضی تکلیفات کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مسلمان پیدا ہی اس لئے ہیں کہ اس نے اس دنیا میں ذلت و خواری کی زندگی گزارنا ہے جیسے بعض سادہ لوح مسلمان انبیاء اور صالحین کی تکلیفات سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ درحقیقت مذکورہ عارضی تکلیفات سے مسلمانوں کی اندرونی استعداد اور کمالات کو جلا بخشنا مقصود ہوتا ہے۔

گر دلت بشکست دلبر مستی افزوں کن کمال
کز شکست جام مجنون قصد لیلیٰ دیگر است

(c) ketabton.com: The Digital Library

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

قولہ تعالیٰ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة.

"اے ہمارے رب ہمیں اس دنیا میں اچھائی اور بھلائی عطافرما اور آخرت میں بھی اچھائی اور بھلائی عطافرما"

کسی بھی عالم دین سے آخرت کی "حسنة" کے متعلق اگر دریافت کیا جائے کہ اس سے کون سے اچھائیاں اور بھلائیاں مراد ہیں تو وہ بلا تأمل کہے گا کہ اس سے جنت کے باغات، حسین وجمیل حوریں، عالی شان محلات ، لذیذ خوراک اور نفیس پوشاک وغیرہ مراد ہیں اور جب دوبارہ اسی جواب دینے والے سے دنیا کے "حسنة" کا معنی اور مفہوم پوچھا جائے تو سابقہ بیان کردہ معنی اور تفصیل کے سوا کوئی اور معنی بتا دے گا مثلاً عبادت اور نیک عمل کرنے کی توفیق وغیرہ، حالانکہ دونوں جگہ ایک ہی لفظ ہے، لہذا معنی اور مفہوم میں اگر فرق ہوگا تو دائمی اور وقتی یا عام اور خاص کا ہوگا یعنی اتنا فرق کہ قیامت کے انعامات سب کے سب دائمی ہیں۔ "**واکلها دائم**" جنت کے کھانے دائم ہوتے ہیں۔اور دنیا کے فانی ہوتے ہیں۔"کل من علیها فان".

نیز جنت کے انعامات عام ہیں کہیں بھی ممانعت نہیں ہے مگر دنیا

(c) ketabton.com: The Digital Library

کی نعمتوں میں آزمانے کیلئے بعض خواہشات کی تکمیل پر بندشیں ہوتی ہیں۔اس فرق کے سوا کوئی وجہ نہیں کہ ایک ہی لفظ '' حسنة'' کا دنیا کے اعتبار سے ایک مفہوم ہو اور آخرت کے اعتبار سے دوسرا ،ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ۔اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے ہی پیدا فرمایا ہے جو کچھ زمین میں ہے نیز فرمایا'' و جعلنا لکم فیھا معایش'' اور ہم نے پیدا کیا تمہارے لئے زمین کے اندر جملہ معاشی ضروریات۔

وسخر لکم ما فی السموٰت و ما فی الارض جمیعاً منه

''اور اس نے تمہارے لئے تابع بنا دیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کے حکم سے''۔

تشریح:

ان جیسی آیات میں " لکم "یعنی تمہارے لئے کی ضمیر مخاطب اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کرۂ ارض کے اوپر اور اس کے اندر ظاہر اور پوشیدہ تمام سامان تعیش اصالۃً مسلمان کیلئے ہے۔.

واسبغ علیکم نعمه ظاهرة و باطنة .

''اور اس نے تمہارے اوپر اپنی ظاہری اور مخفی نعمتوں کی تکمیل

(c) ketabton.com: The Digital Library

(بھرمار) کردی''

و آتاكم من كل ما سئلتموه و ان تعدّو نعمة الله لاتحصوها.

''اور تمہیں وہ سب کچھ عطا کیا جن کا تقاضا تمہاری فطرت اور مقتضائے حال نے کیا تھا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکو گے''۔

نیز ان آیات میں "**مافی السموت و ما فی الارض**" اور "**ظاهرة و باطنة**" وغیرہ ایسے جامع اور ہمہ گیر الفاظ ہیں کہ قیامت تک ظہور میں آنے والی تمام زمینی اور آسمانی انعامات اور ترقیات، خلائی تسخیر، نت نئی ایجادات وغیرہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ دو جملوں میں سمو دیا ہے۔ پس از روئے نقل (شریعت) ثابت ہوا کہ دنیا میں جنت نظیر زندگی اور نعمتیں بھی مسلمان کیلئے ہیں۔ اور عقل تو یہی کہتی ہے کہ آقا کے احسانات وفادار غلام ہی کیلئے ہوتے ہیں نہ کہ باغی کیلئے۔

دنیا اور آخرت کی نعمتوں میں فرق

اللہ تعالیٰ نے اگر چہ دونوں جہانوں کی نعمتیں مسلمان ہی کیلئے پیدا کیں ہیں مگر ایک فرق کے ساتھ کہ اس دنیا کے انعامات سے کافر کو بھی

(c) ketabton.com: The Digital Library

طفیلی طور پر مستفید ہونے کا پورا موقع اور اجازت دی گئی ہے لیکن آخرت کے انعامات سے باغیوں کو محروم کر کے کلی طور پر اپنے وفادار بندوں کیلئے مخصوص کئے ہیں۔ارشاد ہے

''کل نمدھولاء و ھولاء من عطاء ربک و ما کان عطاہ ربک محظورا''

''ہم ہر ایک (مسلم،غیر مسلم) کے ساتھ دنیا کی کامیابی کے حصول کی جدوجہد میں مدد کرتے ہیں اور ہمارا یہ دنیاوی فیض ورحمت اور مدد کسی کیلئے ممنوع نہیں۔

'' قل من حرم زینت اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیاۃ الدنیا خالصۃً یوم القیامۃ''

''آپ کہہ دیجئے! کہ کون ہے وہ جس نے حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ کی وہ زیب و زینت جو کہ اس نے اپنے بندوں کی منفعت کیلئے پیدا کی ہے اور کھانے کی صاف ستھری چیزیں،تو کہہ دے کہ یہ جملہ نعمتیں اصل میں تو ایمان والوں کے واسطے ہیں۔دنیا کی زندگی میں بھی (اگرچہ طفیلی طور پر کافر کو بھی نفع اٹھانے کی اجازت ہے) اور آخرت میں جملہ انعامات

(c) ketabton.com: The Digital Library

مؤمنین کیلئے ہی مختص ہوں گے۔''

آج کے مسلمان اور کافر کا تقابلی موازنہ

کون انکار کر سکتا ہے کہ آج دنیاوی انعامات کے اعتبار سے تو معاملہ برعکس اور الٹا ہے جس کیلئے اس حسین وجمیل کائنات کے سینوں کو مطلوبہ انعامات اور ضروریات کے خزانوں سے بھر کر مسخر کر دیا تھا وہ مہمان گرامی (مسلمان) فقر وفاقہ کا کچکول لئے اپنی ضروریات کی تکمیل کیلئے دربدر بھیک مانگ رہا ہے۔ زمین کا اصل خلیفہ اور حکمران ظلم وفساد کا قلع قمع کر کے عدل وانصاف قائم کرنے والا خود پابرہنہ، سر ننگا اپنی مظلومیت کی فریادرسی کیلئے ظالموں کے سامنے دامن عجز ونیاز پھیلائے ہوئے ہے اور عدل وانصاف کی بھیک مانگنے کیلئے روتے کھڑا ہے۔

عجز و نیاز پیش جفا کیش ابلہی است
اشک کباب باعث طغیان آتش است

دوسری طرف اللہ تعالی کا باغی اور دنیاوی انعامات میں طفیلی (کافر) زمین کی حکمرانی اور تسخیر کائنات کی بھاگ دوڑ اور زمام اختیار سنبھالے ہوئے ہر چیز میں خودکفیل دندناتا پھرتا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

کفار کی ترقی اور مسلمانوں کی پسماندگی کے دوررس نتائج

کافر اپنی دنیاوی ترقی کو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف دوطرفہ طور پر بھرپور انداز میں استعمال کرر ہے ہیں۔ ایک طرف تو انہوں نے ہر جگہ مسلمانوں کی جنگی قوت وصلاحیت مفلوج کرنے اور ان کی نسل کشی کا بازار گرم کرر کھا ہے دوسری طرف بھرپور انداز میں اسلام کے خلاف یہ پروپیگنڈہ مہم چلانے کیلئے اپنے تمام تر نشریاتی اداروں کو وقف کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی پسماندگی کا واحد سبب مسلمانوں کی قدامت پرستی، رجعت پسندی، بنیاد پرستی اور ملاّ ازم ہے۔ ان تمام مختلف عنوانات کا مطلب اور مفہوم ایک ہی ہے یعنی قرآن وسنت پر سو فیصد عمل کرنا اور کروانا۔

ے خونِ قتیل بےسر و سامان بپائے خویش
مالید آنگار حنا را بہا نہ کرد

مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی اور ابتری کے نتیجے میں ملت مسلمہ تین طبقوں میں تقسیم ہوتی جارہی ہے۔

اوّل طبقہ: ان مسلمانوں کا ہے جو کفار کے مذکورہ پروپیگنڈہ کو ایک حقیقت سمجھنے لگے ہیں اور اس پروپیگنڈہ کی رو میں بہہ گئے ہیں، آج کل عام

(c) ketabton.com: The Digital Library

طور پر مسلمانوں کے حکمران اسی گروہ کے ہمنوا ہیں۔ ان لوگوں کو مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی کا دکھ بھی ہے اور اس کیلئے فکرمند بھی ہیں مگر وہ اس زبوں حالی کا مداوا اور مسلمانوں کی ترقی کا راز ملّا ازم، بنیاد پرستی اور رجعت پسندی کے علمبردار قوتوں اور طاقتوں کی بیخ کنی اور انہیں نیست و نابود کرنے میں مضمر سمجھتے ہیں اس لئے وہ علماء اسلام اور اسلامی نظام نافذ کرنے کے متمنی حضرات کے خلاف طاقت اور لالچ صرف کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے اور یہی وجہ ہے کہ آج ہر ملک میں ان کے خلاف بازار ظلم گرم ہے۔

وہ ظلم ڈھائیں کہ غیروں کو آ گیا رونا
عجیب رنگ یہ اپنوں نے اختیار کیا

طبقۂ دوم: یہ طبقہ ان لوگوں کا ہے جو رہبانیت اور بدھ مت (جوگی پن) کی تعلیمات سے غیر شعوری یا لاعلمی کیوجہ سے بری طرح متاثر ہیں۔ ان کا زعم ہے کہ دین داری اور دنیا داری دو سوکنوں کی مانند ہیں۔ دونوں کی خوشنودی ناممکن ہے۔ دنیا نجس ہے، مسلمان پیدا ہی اس لئے ہوئے ہیں کہ وہ جملہ دنیاوی اسباب ترک کر کے مسبب الاسباب اپنانے کی کوشش کرے اور اس دنیا میں اللہ اللہ کرتے کرتے جتنی خواری، مشقتیں، بھوک، پیاس، ذلت و مظلومیت اور صبر و استقامت سے برداشت کرے اتنا ہی اللہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اور دوسرے جہاں کی کامیابی مقدر ہوگی اور یہی ہے متوکلین علی اللہ کی پہچان۔ اس زعم اور عقیدے کے حامل لوگ بڑے اطمینان اور بے فکری کی زندگی گزار رہے ہیں، مسلمان قوم پر کسی مصیبت کے آنے پر بظاہر ان کا کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہوتا بشرطیکہ مسلمان اسے جرأت و استقلال کے ساتھ سہتے رہیں اس لئے کہ ان کے زعم میں یہ دنیاوی مشکلات اور تنزلات اخروی ترقیات کا زینہ ہیں تو گویا امت مسلمہ روز افزوں رو بہ ترقی ہے۔

بہت خوش ہوں خدایا د آرہا ہے اس مصیبت میں
میری کشتی کو اے طوفان یونہی زیروزبر رکھنا

طبقۂ سوم:

اس طبقے کا عقیدہ ہے کہ دنیاوی ناز و نعم، کرۂ ارض پر حکمرانی اور کائنات کی تسخیر مسلمان کی میراث تھی مگر شومئی قسمت کہ مسلمانوں نے نماز، روزہ، زکوٰۃ و حج جیسی عبادات کی پابندی چھوڑ دی نہ خود کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی دعوت وتبلیغ کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان سے اللہ ناراض ہے اور موجودہ ذلّت و پستی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی جیتی جاگتی تصویر ہے اور یہ حضرات یقیناً مسلمانوں کی موجودہ ذلت اور رسوائی پر نوحہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

کناں اور مسلمان قوم کی سابقہ شوکت وجلال کیلئے شب و روز گریہ کناں ہیں۔

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک تھی ناگوار
گستاخئ فرشتہ ہمارے حضور میں
بہت بے آبرو ہو کر تیری دنیا میں رہتے ہیں

اگرچہ ہر ایک گروہ کے اپنے دعویٰ پر دلائل بھی ہیں اور بظاہر ان کی بات قابل التفات بھی معلوم ہوتی ہے مگر مسلمانوں کی زبوں حالی کے مرض کی تشخیص اور اس کے علاج و مداوئی کے سر رشتہ کی دریافت سے کوسوں دور ہیں۔

مسلمانوں کی موجودہ ابتری کے اسباب اور اس کی تلافی

مسلمانوں کے مذکورہ تین طبقوں کا نظریاتی تجزیہ کرتے قت ہمیں معلوم ہوا کہ

طبقۂ اول کے زعم کے مطابق مسلمانوں کی زبوں حالی اور ترقی کے حصول میں رکاوٹ ملاازم، رجعت پسندی اور بنیاد پرستی کے عناصر یعنی حقیقی اسلام اور قرآن وسنت پر مبنی نظام ہے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے مسلمان ترقی کے بام عروج پر پہنچے اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

پوری دنیا میں واحد سپر پاور کے طور پر ابھرے اور آج کا ترقی یافتہ یورپ اس دور میں جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہا تھا اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ انسان کو قرآنی تعلیمات نے ہی دنیاوی ترقی سے روشناس کرایا ہے یورپی سکالروں کی تصنیفات اس حقیقت کی گواہ ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیں فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان کی تالیف ''تمدن عرب'' اور مسٹر رابرٹ بریفالٹ کی تالیف ''تشکیل انسانیت''۔ نیز جناب غلام جیلانی برق کی تالیف ''یورپ پر اسلام کا احسان'' اور علامہ شہاب الدین ندوی کی ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرآن کی نظر میں'' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طبقۂ اول والوں کا مذکورہ نظریہ اور تجزیہ یا تو تاریخ سے بے علمی اور یا خواہشات نفس کی تکمیل کیلئے راہ ہموار کرنے کی ایک دیدہ و دانستہ کوشش ہے۔

نیز یہ بھی واضح ہوا کہ طبقۂ دوم کا نظریہ ''سوءِ علم'' یعنی غلط علم اور ناسمجھی پر مبنی ہے۔ ان کے اطمینان کی حیثیت خودفریبی سے زیادہ کچھ نہیں ہے ان کی مثال ایسی ہے جیسے درد و کرب میں مبتلا مریض کی حس کو مفلوج کرنے کے لئے نشہ آور دوائی کھلا دی جائے یا ٹیکہ لگوایا جائے، جس میں مریض کے جسم میں مرض جوں کا توں موجود ہوتا ہے مگر وہ بے حسی کے عالم

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں میٹھی نیندسو رہا ہوتا ہے۔ یہ نظر یہ بھی قطعی نصوص اور عقل کے بھی خلاف ہے۔

طبقۂ سوم کی بات کو اگر کلی طور پر درست تسلیم کر لی جائے تو دو برائیوں میں سے ایک برائی قبول کرنا پڑے گی۔ یا تو تسلیم کرنا ہوگا کہ موجودہ ترقی یافتہ غیر مسلم اقوام کے نیک اعمال اور عبادات بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ ہیں اور ان کے گناہ اور نافرمانیاں بہ نسبت مسلمانوں کے کم ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ ان سے (نعوذ باللہ) راضی ہے وران پر دنیاوی انعامات کی بارش کررکھیہے۔ مسلمانوں سے اللہ ناراض ہے اس لئے ان پر ذلت ومسکنت مسلط کردی ہے اور یہ ماننا ہوگا کہ یہ دنیا کافروں کیلئے ہے مسلمانوں کیلئے دوسرے جہاں کی ابدی خوشیاں ہوں گی۔ یہ باتیں رہبانیت کی تعلیمات ہیں، حالانکہ قرآن کریم کی صریح آیات ہم پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کی نعمتیں اصالۃً مسلمانوں کیلئے پیدا کی ہیں، کفار اس میں طفیلی ہیں۔ البتہ طبقۂ سوم کی یہ بات ایک حد تک درست ہے کہ مسلمانوں کی زبوں حالی ان کی نافرمانی کا نتیجہ ہے مگر کسی نافرنی کا؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

وہ گناہ جس کی پاداش میں آج مسلمان خوار و ذلیل ہیں

عام طور پر ہر ملت والے دانستہ یا نا دانستہ طور پر اللہ تعالیٰ جیسی عظیم ذات کا تصور بھی ایک جانبدار ہستی کے طور پر پیش کرنے میں پس و پیش نہیں کرتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم کسی برائی کا ارتکاب بھی کریں تو اللہ تعالیٰ فلاں فلاں وجوہات کی بناء پر یقیناً ہمیں معاف فرمائیں گے لیکن اگر کوئی دوسری ملت کا پیروکار اسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو ان کے خیال میں اسے اللہ تعالیٰ ضرور سزا دے گا مگر قرآن کریم ایسے نظریے اور خوش فہمی کی سختی سے تردید کرتا ہے۔

'' لیس بامانیکم و لا امانی اهل الکتاب من یعمل سوء یجز به ''

'' تمہارے اور اہل کتاب کی خواہشات کی بات نہیں ہے، جس کسی نے بھی برائی کی اسے ضرور برائی کا بدلہ ملے گا۔''

اس اصول کے پیش نظر آج جس گناہ کی پاداش میں امت مسلمہ کو اجتماعی سزا دی جارہی ہے۔ یہ گناہ لامحالہ امت کا اجتماعی گناہ ہے نہ کہ انفرادی اور شخصی گناہ، اور کفار کے کفر کے باوجود وہ اجتماعی طور پر اس گناہ میں مبتلا نہیں ورنہ انہیں بھی اس اجتماعی گناہ کی دنیاوی سزا (دنیاوی ذلت

(c) ketabton.com: The Digital Library

وخواری) سے نہیں بچنا چاہیے۔

امت مسلمہ کا اجتماعی گناہ: امت مسلمہ کی عبادات یا گناہ بعض انفرادی ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ، ان کا ترک کرنا بھی انفرادی گناہ ہے۔ ان کے کرنے کا ثواب اور ترک کا وبال اسی فرد تک محدود ہوتا ہے، دوسرے لوگ اس کے وبال کی زد میں نہیں آتے۔

"ولا تزر وازرة وزر اخریٰ"

"کوئی بھی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ (سزا) برداشت نہیں کرے گا"۔

دوسری قسم کی عبادات وہ ہیں جو امت مسلمہ کا اجتماعی فریضہ ہیں یعنی اس کام کو عملاً کرنا تمام امت کا فریضہ ہے۔ پوری امت اس کام کو عملی وجود بخشے یا بعض، اجر سب کو ملے گا یعنی پوری امت فرمانبردار اور مواخذے سے بری الذمہ ہوگی اور اگر اس کام کو کسی نے بھی سرانجام نہیں دیا تو پوری امت اللہ تعالیٰ کے دربار میں مجرم اور مستحق سزا ہوگی تاوقتیکہ اس کام کو عملاً سرانجام نہ دیں۔ مثال کے طور پر امت کا اجتماعی فریضہ ہے کہ خوراک اور معاش، صحت اور دفاع میں خودکفیل ہو، مستحکم اسلامی حکومت قائم ہو اور اسلامی اقدار اور روایات کی پاسداری کی جاتی

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہو۔ان امور کیلئے باغبانی ،زراعت، پوشاک،علاج معالجہ، دعوت تبلیغ اور عسکری قوت کی ضرورت ہے اوران تمام ضروریات کا قرآنی نام ''علم الاسماء'' یا ''علوم آدمؑ'' ہے جس کو دور جدید میں سائنس وٹیکنالوجی، جوہری توانائی یا تسخیر کائنات کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔یہی وہ علوم وفنون ہیں جو زمین پر خلافت اور حکمرانی کی چابیاں ہیں۔بدقسمتی سے مسلمانوں نے ان چابیوں کو جب سے کھو دیا تب سے اس جرم کی سزا بھگت رہے ہیں اور بھگتے رہیں گے۔کافروں نے مسلمانوں کی گم کردہ چابیوں کو ڈھونڈ پایا، لہذا مسند حکمرانیٔ کائنات پر بلکہ میراث مسلمان پر براجماں ہیں۔ان مسائل کی تفصیل میری تالیف ''علوم الانبیاء اور تسخیر کائنات'' میں موجود ہے۔مطالعہ مفید رہے گا۔

امت کے اجتماعی فرائض میں سے اولین اور اہم ترین مسئلہ خوراک کا ہے جس کے بغیر انسان کا وجود باقی نہیں رہ سکتا اور جب وجود باقی نہ ہو تو دین کہاں؟

لہذا میں اس مختصر سے رسالہ میں '' شجر کاری اور زراعت'' پر اسلامی زاویۂ نگاہ سے نظر ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ واللہ المیسر وعلیہ التکلان۔

بندہ نور محمد

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

باغات کی اہمیت

الحمد لله و کفی وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ

اما بعد .

عربی دان حضرات جانتے ہیں کہ عربی میں " جَـــــنَّة " اور اس کی جمع " جَـنّٰـتٌ " ہے اس کا معنی ہے باغ اور باغات ، آخرت کے باغات کا تو ہر کوئی طلبگار ہے ، آخرت کے انعامات میں سے باغات یعنی جـنّٰـت نکال دیئے جائیں تو نہ جانے کہ ان انعامات کیلئے کسی دوسرے عنوانی نام میں سامعین کیلئے کوئی کشش اور جاذبیت باقی رہے گی بھی یا نہیں ۔ اسی طرح قرآنِ کریم نے اس دنیا کی نعمتوں میں سے باغات اور میوہ جات اور اس کے ضمن میں زراعت کا جن مختلف پیرایوں میں ذکر کیا ہے اگر ان تمام آیات قرآنی کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی ۔ اس لئے میں اختصار کے ساتھ بانی اسلام ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا پر اکتفا کرتا ہوں جو آپؑ نے مرکز اسلام خانہ کعبہ کا سنگ بنیاد رکھتے وقت مانگی تھی ۔

نسل انسانی کیلئے منشور ابراہیمی علی صاحبہا السلام

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب سخت امتحانات میں اعلیٰ ترین انداز سے بڑے حسن و خوبی سے سرخرو ہوئے جس کے بعد آپ کو جملہ انسانوں اور خاص کر امت مسلمہ کی امامت اور قیادت کے منصب پر سرفراز کرنے کا دور آیا، تو سب سے پہلے دین ابراہیمی کیلئے ایک مرکز کی تعمیر کی ضرورت تھی تا کہ اس کے پیروکار جہاں کہیں بھی ہوں ان کی اس مرکز سے وابستگی قائم رہے۔ اس مرکز کیلئے اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی منہدم شدہ عمارت کی جگہ بتلا کر از سر نو تعمیر کا حکم فرمایا۔ اس موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جن مطالبات کو جس عجیب و غریب ترتیب کے ساتھ درخواست کی صورت میں اللہ تعالی کے حضور پیش کیا اور اللہ تعالی نے تقریباً ان تمام مطالبات کو شرف قبولیت بخش دی۔ اس سے ہر سمجھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کیلئے عموماً اور ملت اسلامیہ کیلئے خصوصاً مطالبات ابراہیمی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اس کی اہمیت اور ضرورت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اس کے باوجود اگر کوئی ملت یا فرد اپنی زندگی کیلئے منشور ابراہیمی کو بطور رہنما اصول نہیں اپناتا وہ احمق نہیں تو اور کیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درخواست کی بنیادی دفعات قرآن کریم کے الفاظ میں نمبر وار عرض کیے دیتا ہوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

۔تفصیل کیلئے پارہ ا،سورۃ البقرہ آیت ۱۲۴ تا ۱۳۶ کا غور و تدبر سے مطالعہ کیجئے

(۱) واذ قال ابراھیم ربّ اجعل ھٰذا بلداً

جب ابراہیم نے عرض کیا کہ میرے رب اس مرکز اسلام کو شہر بنا دیجئے۔

(۲) ''آمناً'' ایسا شہر کہ جہاں انسان،حیوان،درخت اور سبزہ زار سب کچھ امن سے رہ رہے ہوں۔

(۳) ''وارزق اھله من الثمرات ''اور اس شہر کے رہنے والوں کے لئے کھانے کیلئے پھل اور میوہ جات کا انتظام فرما۔

(۴) واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل ربنا تقبل منا۔ اور ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ مرکز اسلام کی تعمیر اونچی کرتے ہوئے دعا بھی کرتے تھے کہ اے ہمارے رب ہماری خدمات اور طلب کو شرف قبولیت بخش دے۔

(۵) ربنا واجعلنا مسلمین لک . اے پروردگار ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا دیجئے۔

(۶) و من ذریتنا امة مسلمة لک .

(c) ketabton.com: The Digital Library

''اور ہماری اولاد میں سے ایک مسلمان امت بنادیجئے''۔

(۷) وارنا مناسکنا .

''اور ہمیں بتا ہمارا طریقۂ عبادت و حج''۔

(۸) و تب علینا.

''اور ہمارے حال پر رحم فرمائے''۔

(۹) ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتک یعلمھم الکتاب والحکمة و یزکیھم .

اے پروردگار! ہماری اولاد کی امت مسلمہ میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمادے جوان کو تیری آیات پڑھ کر سنایا کرے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیا کرے اور ان کے دل و دماغ کا تزکیہ اور صفائی کرتا رہے۔

(۱۰) و من یرغب عن ملة ابراھیم الا من سغه نفسه . اور ابراہیم علیہ السلام کے دین (اس منشور) سے کون روگردانی کرسکتا ہے بجز اس کے جو نہایت احمق ہو۔

دعاء ابراہیمی سے ثابت شدہ امور

(c) ketabton.com: The Digital Library

جب قرآن کریم کسی نبی کی دعا نقل کرتا ہے تو یہ مسلمانوں ملت کیلئے شریعت اسلامی کی حیثیت رکھتا ہے۔ علامہ شیخ عزالدین بن عبد السلامؒ اپنی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں تصریح فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کسی نبی کی دعا نقل کرتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ اس پیغمبر کی طلب کردہ چیزیں امت مسلمہ کے لئے مشروع ہیں یعنی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے کہ تم بھی ایسا کرو۔ اس بالواسطہ حکم کی تعمیل امت کیلئے وجوب اور استحباب کے درجے کے درمیان ہوتی ہے۔

'' اذا اخبر عن دعاء الرسول بحصوله فهو دليل على مشروعيته المشتركة بين الوجوب والندب .

(تفسیر: الاتقان فی علوم القرآن۔ ج ۲ص ۱۴۰)

(۱) پس ابراہیمؑ کا کابیت اللہ کے مقام کو شہر (بلد) بنانے کی دعا سے شہریت اور اس کے جملہ لوازمات وانتظامات کیلئے ایک شرعی ماخذ بنایا جاسکتا ہے۔

(۲) حرم شریف کے امن کی درخواست حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا، اس امن سے صرف انسانوں کیلئے امن نہیں بلکہ انسانوں اور دیگر حیوانات اور نباتات سب

(c) ketabton.com: The Digital Library

کیلئے امن طلب کیا تھا اور آج بھی حرم کے چاروں اطراف میں کئی میل تک شکار کھیلنا اور جنگلی درخت کاٹنا ممنوع ہے تو گویا کہ مسلمانوں کیلئے یہ دعاء ابراہیمی آج بھی شہری حقوق کیلئے شرعی قانون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس میں سرفہرست انسانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ ہے اور دوسرے نمبر پر حیوانات اور جنگلات کے تحفظ کا قانون ہے مگر یاد رہے کہ خواہ قوانین کتنے ہی اچھے اور مفید بنائے جائیں جب تک اس کے پیچھے قوت نافذہ نہ ہو تب تک قوانین سے مطلوبہ نتائج اخذ نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے دعاء ابراہیمی سے اقتضاءً یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شہر و بلد کی انتظامیہ کیلئے لازمی ہے کہ انسانوں، جنگلی حیوانات اور جنگلی درختوں کے تحفظ کیلئے قوت بھی مہیا کرے وغیرہ وغیرہ۔

(۳) اہالیان شہر مکۃ المبارکہ کیلئے رزق ثمرات کی جو درخواست کی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شجر کاری اور زراعت سنت اور تمنائے ابراہیمی ہے اور اللہ کو پسندیدہ اور مقبول ہے اور کسی علاقے کے باشندوں کیلئے امن کا مسئلہ دیگر تمام مسائل پر مقدم بھی ہے حالانکہ متصوفین اور زاہدان خشک سے آج بھی اس درخواست ابراہیمی کی بات کی جائے تو وہ کہہ دیں گے یہ ضروریات نہیں، بلکہ خواہشات ہیں یعنی

(c) ketabton.com: The Digital Library

مذموم فعل ہے میں نے چونکہ اسی خاص سنت ابراہیمیؑ پر کچھ کہنا ہے اس لئے درخواست ابراہیمی کی مزید دفعات پر یہاں کچھ لکھنے سے گریز کر کے اپنے موضوع پر انحصار کرتا ہوں۔

ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنا حضور علیہ السلام سے سیکھ لیجئے

خانہ خدا کا سنگ بنیاد رکھنے یا تعمیر نو کا افتتاح کرنے ،اور لوگوں کی امامت اور قیادت کرنے کا منصب سنبھالنے کی تقریب کے موقع پر ابراہیم علیہ السلام نے دربار الٰہی میں جو دعائیں مانگیں یا بالفاظ دیگر شہنشاہ مطلق کے دربار خاص (بیت اللہ) میں جو سپاسنامہ پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں صرف دو ترمیمات کر کے باقی مطالبات حرف بحرف قبول کر لئے یہ گویا جملہ انسانیت اور خاص کر امت مسلمہ کیلئے حضرت ابراہیم کی طرف سے اعلان شدہ منشور ہے تا کہ ملت ابراہیمی کا ہر رکن اس منشور کی روشنی میں زندگی گزارے۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے اس عمرانی منشور کی جملہ دفعات اپنی ترمیمات کے ساتھ قرآن کریم کا جزء بنا کر شائع کیا تا کہ مسلمان اسے اپنائیں مگر افسوس! کہ مسلمان قرآن کریم میں اسکو پڑھتے پڑھاتے ہیں ،لیکن اپناتے نہیں،

(c) ketabton.com: The Digital Library

شاید اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم ہمیں ایک قصۂ پارینہ اور ماضی بعید کا ایک تاریخی واقعہ مستند حیثیت سے سناتا ہے اور بس، حالانکہ قرآن کریم انہیں اس حیثیت سے سناتا ہے کہ یہ ملت اسلامی کے بانی کی طرف سے اسلامی منشور ہے اگر دنیا میں مسلمان بن کر رہنا ہے تو اس منشور کو اپنانا ہوگا۔

آیئے دیکھیں کہ صاحب قرآن خاتم النبیین ﷺ نے منشور ابراہیمی سے کیا مطلب سمجھ لیا تھا؟

عن ابن عباس ؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي حرم و اني قد حرمت المدينة كما حرم ابراهيم مكة.

''ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کا حرم (محفوظ علاقہ جہاں انسانوں، جنگلی چرندوں، پرندوں اور خودرو درختوں اور جڑی بوٹیوں کو امن) ہوتا تھا۔ بے شک میں نے مدینہ منورہ کو ایسا ہی علاقۂ محفوظ بنا دیا ہے جیسا کہ ابراہیمؑ نے مکہ مکرمہ کو علاقۂ محفوظ بنایا ہے۔''

(کنز الاعمال ج ۱۲، ص ۲۴۴)

وضاحت:

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعلان کردہ منشور کو ہر نبی اور اس کے پیروکاروں نے ہر دور میں اپنے بود وباش کے علاقوں میں نافذ کیا تھا۔

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال النبی صلی الله علیه وسلم اللهم ! ان ابراهيم خليلك و نبيك وانك حرمت مكة علی لسان ابراهيم ، اللهم ! و انا عبدك و نبيك و انی احرم ما بين لا بيتها.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ بے شک ابراہیم تیرا خلیل اور نبی تھا اور تو نے مکہ کو ابراہیمؑ کے کہنے پر زمین حرم بنایا۔ اے اللہ میں تیرا بندہ اور نبی ہوں اور مدینہ کے دو اطراف کے درمیانی علاقہ کو علاقۂ محفوظ بناتا ہوں۔''

(کنز العمال ج ۱۲، ص ۲۴۳)

عن سعدٍ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی احرم بين لا بتی المدينة ان يقطع عضاهها او يقتل صيدها الخ.

''حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام

(c) ketabton.com: The Digital Library

نے فرمایا کہ میں مدینہ منور کے دونوں اطراف کے درمیان درخت کاٹنا اور شکار کھیلنا ممنوع قرار دیتا ہوں۔''

(مسلم ج ا، فضائل المدینہ)

عن ابی هريرة قال قال النبی علیه السلام اللهم ان ابراهيم عبدک و خليلک و نبيک و انی عبدک و نبيک و انه دعاک لمكة و انا ادعوک للمدينة بمثل ما دعاک لمكة و مثله معه الخ.

''حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ! ابراہیم تیرا بندہ خلیل اور نبی تھا اور میں تیرا بندہ اور نبی ہوں، اس نے تجھ سے مکہ کیلئے مانگ لیا تھا اور میں تجھ سے مدینہ منورہ کے لئے اس سے دوچند مانگتا ہوں۔''

(مسلم ج اص ۴۴۲)

خلاصہ: ان احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مرکز اسلام کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امن عامہ، تحفظ حیوانات اور تحفظ نباتات کے جو قوانین نافذ کئے تھے اس کا مطلب یہی تھا کہ فرزندان توحید زمین کے چپے چپے پر اپنے شہروں اور قصبوں کو صحت افزا بنانے، اسے معاشی اور روحانی و ایمانی جلا بخشنے کیلئے منشور

(c) ketabton.com: The Digital Library

ابراہیمی کی نہ صرف نقل کریں گے بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ترقی دینے کیلئے جدوجہد کریں گے اور یہی تمام انبیاء علیہم السلام کا طریقہ، شریعت اسلامی کا تقاضہ اور اعلیٰ ترین عبادات میں سے ہے۔

شجرکاری اور زراعت کے مختلف النوع فضائل

عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علی وسلم ما من غارس يغرس غرساً الا كان ما اكل منه له صدقة و ما سرق منه صدقة و ما اكل السبع فهو له صدقة و ما اكلت الطير فهو له صدقة ولا يزرؤه احد الا كان له صدقة.

'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی بھی مسلمان جب کوئی پودا لگاتا ہے تو جو کچھ اس کے میوہ سے خود کھالیتا ہے وہ اس کیلئے صدقہ شمار ہوتا ہے اور اگر اس سے کوئی چوری کر لیتا ہے وہ بھی اس کیلئے صدقہ ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے درندے کھا لیتے ہیں وہ بھی اس کیلئے صدقہ ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے پرندے کھا لیتے ہیں وہ بھی اس کیلئے صدقہ ہوتا ہے اور اگر کوئی اس کو گزند پہنچائے وہ بھی اس کیلئے صدقہ ہوتا ہے۔''

(c) ketabton.com: The Digital Library

(کنز العمال ج ۳، ص ۸۹۴)

وضاحت:

یاد رہے کہ شریعت میں ہر خیرات کو صدقہ کی حیثیت حاصل نہیں ہے بلکہ خاص اس خیرات کو صدقہ کہا جاتا ہے جو کسی مستحق مسکین کو محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے دیا جائے اس کے سوا کوئی دیگر محرک نہ ہو، ایسی خیرات کے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مسکین کے ہاتھ میں پڑنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ صدقہ کھجور کے آدھے حصے کے برابر ہوتو قیامت کے دن وہ احد کے پہاڑ سے بڑھ کر ہوگا۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک پودا لگانے سے صدقات کا ڈھیر حاصل کیا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ اگر اسے قدرتی آفات یا دوباراں، مضر کیڑے مکوڑے اور بیماریوں کے جراثیم کھا کر ضائع کریں یا گزند پہنچائیں تو بھی پودا لگانے کا پورا ثواب ملے گا۔

دنیا میں باغات لگانے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ بہشت میں باغات تیار کرتا ہے

عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال قا رسول اللہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

صلی اللہ علیہ وسلم من غرس شجرۃ فاینعت غرس اللہ لہ بھا شجرۃ فی الجنۃ۔

''ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص پودا لگا کر اس کی آبیاری کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ تیار ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کیلئے جنت میں درخت لگاتا ہے۔''

(کنز العمال ج ۳ ص ۸۹۶)

تشریح:

جزا و سزا کے قوانین میں یہ بات ملحوظ ہوتی ہے کہ دنیاوی عمل اور اس کے اخروی ثمرات اور نتائج میں لفظی اور ظاہری مشابہت ہوتی ہے اگرچہ ان کی حقیقتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے اس بناء پر دنیا میں باغات لگانے اور شجر کاری کے عمل کا بدلہ جنت کے باغات میں ملنا ہی بہترین بدلہ ہوسکتا ہے گویا دنیا میں اپنے لئے جنت بنانے والے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی جنت عطا فرماتا ہے۔

مرنے سے پہلے کرنے کا کام شجر کاری ہے

عن ابن ثابت رضی اللہ عنہ قال سمعت عمر بن الخطاب یقول لابی مایمنعک ان تغرس ارضک ؟ فقا ل

(c) ketabton.com: The Digital Library

ابی و انا شیخ کبیر اموت غداً فقال له عمر اعزم علیک لتغرسها فلقد رأیت عمر یغرسها بیده مع ابی.

'' ابن ثابت کہتا ہے کہ میں نے عمر فاروق کی بات سنی کہ آپ میرے والد سے فرما رہے تھے کہ تو کیوں اپنی زمین پر باغ نہیں لگاتا ہے؟ میرے والد نے جواب میں کہا کہ ''میں بوڑھا آدمی ہوں، کل مرنے والا ہوں'' عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ میں تجھے قسم دلاتا ہوں کہ ضرور اپنی زمین میں باغ لگاؤ۔ ابن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کہ میرے والد کے ساتھ اسی زمین پر اپنے ہاتھ سے پودے لگا رہے تھے۔''

(کنزالعمال ج ۳، ص ۹۰۹)

قیامت قائم ہونے سے پہلے کرنے کا کام

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان قامت الساعة و فی ید احدکم فسیلة فان استطاع ان لا یقوم حتی یغرسها فلیغرس.

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر قیامت قائم ہونے لگے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہو، اگر اسے اتنی فرصت مل سکے کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے اس پودے کو کھیت میں لگا سکے تو ضرور اسے لگا دے۔''

(کنز العمال ج ۳ ص ۸۹۲)

تشریح:

آج کل کی رسمی اور مصنوعی دین داری اور زہد وتقویٰ کی تعلیمات تو یہی ہیں کہ جوانی میں نہ سہی بڑھاپے میں تو دنیا کے کام کاج، کھیتی باڑی اور کمانے کے دیگر ذرائع اور پیشوں کو طلاق دی جائے اور بقیہ زندگی نوافل، ذکر واذکار، تلاوت وتسبیح، فضائل اور مستحبات کیلئے وقف کی جائے اور یہی کام اسلام وایمان کا نشاں اور توکل علی اللہ کی علامت سمجھی جاتی ہے اور اگر کوئی بوڑھا جس کے سر پر قیامت صغریٰ (موت) منڈلا رہی ہو اور وہ تیار خوری کی عبادت پر رزق حلال کمانے کیلئے کسب حلال کو ترجیح دے اور اس کیلئے وقت نکالتا رہے تو ایسی روش اپنانے کو آج کل بے دینی بلکہ خاتمہ کی خرابی اور بربادی کی علامت سمجھا جاتا ہے اور اگر بالفرض قیامت کبریٰ قائم ہونے کی علامات ظاہر ہونے لگیں اور اس حالت میں مسجد کو دوڑنے کی بجائے اگر کوئی شجر کاری کیلئے دوڑنے لگے یا سجدہ میں گر کر گریہ وزاری کی بجائے پودے لگانے کیلئے گڑھے کھودنے لگے تو نہ جانے

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہ ایسے شخص پر کیا کیا فتوے لگائے جائیں گے کہ بھلا اسے دیکھو تو سہی دنیا کی ساری زندگی کا تناسب قیامت کی زندگی کی مناسبت سے آنکھ جھپکنے کی حیثیت نہیں رکھتی ہے اس کے باوجود یہ احمق ان چند لمحات میں بھی فانی زندگی کیلئے کمانے میں مصروف ہے۔ یہ ہیں ہماری آج کی اسلامی سوچ مگر چاروناچار ہر مسلمان کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حقیقی دین داری اور تقویٰ وہی ہے جس کی دعوت و تعلیم مزاج شناس شریعت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک بوڑھے صحابی کو دے رہے ہیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ میوہ دار پودے لگانے میں چابکدستی سے تھوڑے لمحات کو طویل ترین عبادتمیں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ نفلی عبادت میں افضل ترین عبادت وہ ہے جس کی نافعیت اور افادیتتمام حیوانات کیلئے وسیع تر اور طویل تر ہو، یہی ہے ہماری سمجھ اور حضور ﷺ کی خیر اندیشی کے مابین نقطہ امتیاز۔

ے بہ بین تفاوت راہ از کجا است تا بکجا ؟

چند لمحات میں بے حساب ثواب حاصل کرنا

عن ابی ایوب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من رجل یغرس غرسا الا کتب الله

(c) ketabton.com: The Digital Library

له من الاجر قدر ما يخرج من ثمر ذالک الغرس.

''ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جوکوئی آدمی پودا لگاتا ہے تو اللہ اس کیلئے پودا لگانے پر اتنا ثواب لکھتا ہے جتنی صلاحیت اس پودے کے اندر میوہ جات وغیرہ دینے کی ہو یعنی اتنی مقدار میں گویا اس شخص نے راہ خدا میں صدقہ کیا ہے۔''

(کنز العمال ج ۳ ص ۸۹۲)

تشریح:

چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم موجود اور غیر موجود اشیاء پر یکساں ہے لہذا اس پودے میں جوانی سے لے کر تا دم موت جتنا پھل اور دیگر افادیت انسانوں اور حیوانوں کیلئے ہوسکتی ہے، پودا لگانے والے کو پودا لگاتے ہی اللہ تعالیٰ اتنے بے پایاں صدقات کا ثواب لکھ دیتا ہے۔

نقطۂ راز:

پچھلی حدیث شریف میں حضور علیہ السلام نے قیامت قائم ہوتے وقت بھی شجرکاری کی جو تاکید فرمائی ہے وہ اسی بناء پر ہے کہ پودا لگاتے ہی لمحہ بھر میں لاتعداد قبول شدہ صدقات جاریہ اور فیض رسانی کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

مزاج شناس شریعت:

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گزشتہ حدیث میں حضرت ثابتؓ پر اپنی زمین میں بڑھاپے کی عمر میں باغ لگانے کی جو تاکید کی تھی وہ اس لئے کہ دنیا سے جاتے جاتے بھی ایک لا تعداد قبول شدہ صدقات کا خزانہ ساتھ لے جاسکیں۔

شجر کاری کے فضائل کی اجمالی فہرست

اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ مذہب حنفی کے جملہ علماء کرام سات طبقوں اور درجوں میں تقسیم ہیں۔

درجۂ اوّل:

یہ درجہ اور مقام امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے جسے طبقہ اولیٰ کہا جاتا ہے۔

درجۂ دوم:

حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام محمد، امام زفر، حسن ابن زیاد وغیرہم رحمہم اللہ کا ہے جنہیں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی شاگردی کا براہ راست شرف حاصل ہے۔ ان حضرات کو طبقۂ ثانیہ کہا جاتا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

درجہ سوم:

جن علماء کرام کا مقام تیسرے نمبر پر آتا ہے ان علماء کی فہرست میں علامہ شمس الدین السرخسیؒ صاحب ''المبسوط'' بھی شمار کیا جاتا ہے۔ اس سے علامہ موصوف کے علو مقام اور درجۂ علمیت کا اندازہ بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔ علامہ سرخسیؒ کسب حلال کے مختلف ذرائع کی فضیلت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سب سے افضل اور زیادہ ثواب والا پیشہ زراعت یعنی کاشت کاری اور شجر کاری ہے ۔آپؒ لکھتے ہیں:

و اکثر مشائخنا رحمهم الله علی ان الزراعة افضل من التجارة لانها اعم نفعا(الی ان قال) وقال علیه السلام خیر الناس من هو انفع للناس فالاشتغال بما یکون نفعه اعم یکون افضل ولان الصدقة فی الزراعة اظهر فلا بد ان یتناول مما یکسبه الزراع الناس والدواب والطیور و کل ذالک صدقة له قال علیه السلام ما غرس مسلم شجرة فتناول منها انسان او دابة او طیر الا کانت له صدقة الخ.

''ہمارے اکثر مشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ شجر کاری اور کاشتکاری حلال تجارت سے بھی افضل ہے اس لئے کہ اس کا نفع اور فائدہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

بہت عام ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں افضل ترین انسان وہ ہے جو دوسرے لوگوں کیلئے مفید تر ہو، لہذا کوئی ایسا پیشہ اختیار کرنا جس کی منفعت بہت عام اور وسیع ہو کہیں زیادہ افضل ہے کہ اس کے نتیجے میں جو صدقات وجود میں آتے ہیں وہ بہت پاکیزہ ہوتے ہیں، کاشت کار کی کاشت سے لوگ بھی کھاتے ہیں اور زمینی حیوانات بھی کھاتے ہیں اور اڑنے والے حیوانات بھی اور یہ سب کچھ اس کیلئے صدقہ شمار کیا جاتا ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمان درخت کاشت کرتا ہے پھر اس درخت سے انسان یا زمینی حیوانات یا اڑنے والے حیوانات کوئی بھی نفع حاصل کریں۔ یہ سب درخت کاشت کرنے والے کیلئے صدقہ ہوگا۔''

(المبسوط للسرخسی ج ۳۰،ص ۲۵۹)

تشریح:

انسان عام ہے خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم اور دابۃ اس چیز کو کہا جاتا ہے جو زمین پر حرکت کرسکتی ہو۔ (**ما یدب علی الارض**) مگر اس عموم میں یہاں انسان داخل نہیں ہے اس لئے کہ اس کا ذکر الگ ہو چکا ہے، انسان کے سوا جملہ زمینی حیوانات کو یہ لفظ شامل ہے خواہ وہ حیوانات کھلی آنکھ سے نظر آسکتے ہوں یا عینک، دوربین اور خوردبین کی وساطت

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے دیکھے جاسکتے ہوں نیز (طیر) اڑنے والے زندہ اجسام میں بھی مذکورہ عموم ملحوظ ہوگا، لہذا اس عموم میں وہ تمام جراثیم اور بیکٹیریا بھی داخل ہوں گے جو درخت اور دیگر نباتات وغیرہ پر پھلتے پھولتے ہیں خواہ وہ اشجار وغیرہ کیلئے مفید ہوں یا مضر اور درخت کی منفعت میں اس کا پھل، پھول، پتیاں، شاخ، سایہ، بارش سے بچاؤ، درخت کی لکڑی کا تعمیرات میں استعمال یا ان سے جلانے وغیرہ کا کام لینا، سب مذکورہ صدقہ میں حساب ہوں گے۔ کوئی نہ سمجھے کہ اس فہرست میں جراثیم تک شامل کرنا بلا دلیل شاہ زوری ہے اس لئے کہ یہی حیوانات اجسام کے لحاظ سے تو یقیناً نا قابل دید ننھے ذرات ہیں، مگر ان کی قوت کی عظمت سے خدا کی پناہ جو درحقیقت ایٹمی ذرات جیسے تباہ کن قوت کے حامل زندہ اور متحرک اجسام ہیں۔

انسان کو دیکھئے کہ اونٹ، بھینس اور گائے جیسے حیوانات تک سب کچھ کھا جاتا ہے مگر جراثیم اور بیکٹیریا جیسے حیوانات اندر ہی اندر انسان کو کھانے میں مصروف ہیں، یہاں تک کہ قبر میں بھی اسکا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ کتنے بڑے ضخیم درخت ہوتے ہیں جنہیں یہی ننھے حیوانات کھا کر ضائع کرتے ہیں، حدیث مذکور کو جب اس زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے تو

(c) ketabton.com: The Digital Library

یوں دکھائی دیتا ہے کہ لسان نبوت قرآنی آیت کی تفسیر اور بیان کرتا ہے۔

قوله تعالیٰ : و ما من دابة في الارض ولا طائر يطير بجناحيه الا امم امثالكم ط ما فرطنا في الكتب من شئي .

''اور نہیں ہے کوئی حرکت کرنے والا زمین پر اور نہ کوئی اڑنے والا جو کہ اپنے دو بازوؤں پر اڑتا ہے مگر ہر ایک نوع تمہاری جیسی امت ہے، ہم نے نہیں چھوڑی کتاب میں کوئی چیز''۔

(پارہ ۷، الانعام، آیت ۳۸)

حضور علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے تین سو پودے لگائے ہیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ ایک طویل داستان ہے۔ تاریخ میں اس کی تفصیل پڑھی جاسکتی ہے، تلاش حق کیلئے فارس سے مدینہ منورہ پہنچ تو گئے مگر یکے بعد دیگرے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے گئے۔ مدینہ منورہ میں ایک یہودی کی غلامی میں گرفتار ہو چکے تھے۔ یہودی نے حضرت سلمان کی آزادی کیلئے کئی شرائط لگادی تھیں جن میں سے ایک شرط یہ تھی کہ سلمان اپنے یہودی آقا کیلئے کھجور کے تین سو پودے لگائے گا اور ان کی یہاں تک پرورش کرے گا کہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

ان سب پر پھل لگ جائیں، چنانچہ نبی علیہ السلام نے سلمان سے فرمایا کہ پودوں کیلئے گڑھے بناؤ اور پودے لگانے کیلئے مجھے اطلاع دینا۔ اطلاع ملنے پر حضور علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے ان سب پودوں کو لگایا اور اسی سال سب بارآور ہوئے بجز ایک پودے کے، حضور علیہ السلام نے جب اس پر پھل نہ لگنے کا سبب دریافت کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ پودا میں نے لگایا تھا۔ تو حضور علیہ السلام نے اسے نکال کر دوبارہ لگا دیا اور اسی سال اس پر بھی پھل لگا۔ اس طرح حضور علیہ السلام کے قول وعمل سے بھی شجر کاری اور باغبانی کا عمل ثابت ہے، مگر کاش! کہ اس سنت کو بطور عبادت اپنا کر ہر مسلمان اپنی زمین میں یا کسی دوسرے بے سہارا مسلمان کے ساتھ بطور معاونت زندگی بھر میں تین سو پودے لگانے کی سنت زندہ کر دیتا تو آج مسلمان اس دنیا میں بھی جنت کی شبیہہ سے مستفیض ہوتا۔

دنیا کے میوے جنت کے میووں کی شبیہہ اور یادگار ہیں

عن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لما اهبط الله آدم من الجنة علمه صنعة کل شئی و زوّده من ثمار الجنة غیر ان ثمر تکم تتغیر و

(c) ketabton.com: The Digital Library

ثمر الجنة لا يتغير .

''حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو اسے ہر صنعت کا علم دیا اور اسے جنت کے میوے عطا کئے سو تمہارے باغات کے میوے جنت کے میووں میں سے ہیں مگر اس فرق کے ساتھ کہ تمہارے میوے وقت گزرنے کے ساتھ گل سڑ جاتے ہیں اور جنت کے میووں میں کوئی تغیر نہیں آتا ہے''۔

(کنز العمال ج ۱۴، ص ۲۴۲)

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

واوتوا به متشابها .

''جنت اور دنیا کے میوے ایک دوسرے کی شبیہ ہیں''۔

(پارہ ۱، بقرۃ آیت ۲۵)

باغبانی اور شجرکاری باعث خیر و برکت ہیں

عن الحسن ابن علی قال قال النبی صلی الله علیه وسلم النخل و الشجر برکة علی اهله و علی عقبهم بعدهم اذا کانوا الله شاکرین .

''حسن بن علی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

کھجور اور دوسرے درخت بونے والے کے موجودہ اہل وعیال کے لئے بھی باعث خیر وبرکت ہیں اور بعد میں آنے والی نسل کیلئے بھی بشرطیکہ وہ شکر الٰہی کرتے رہیں''۔

(کنزالعمال ج ۱۲،ص ۳۴۰)

فضائل کسب حلال

چونکہ زراعت اور شجرکاری رزق حلال اور کسب حلال کا اہم ذریعہ ہے لہذا کسب حلال کے جتنے فضائل ہیں وہ سب کے سب ان حضرات کو بدرجۂ اتم حاصل ہیں جو اس پیشے کیلئے محنت ومشقت کرتے ہیں۔

کسب حلال فرض ہے

ثم بدأ محمد رحمه الله الكتاب بقوله طلب الكسب فريضة على كل مسلم، و فى رواية و قال طلب الكسب بعد الصلوٰة المكتوبة، الفريضة بعد الفريضة الخ.

و قال الله تعالىٰ فاذا قضيت الصلوٰة فانتشروا فى الارض وابتغوا من فضل الله يعنى الكسب والامر حقيقة

(c) ketabton.com: The Digital Library

للوجوب . الخ.

''امام محمد رحمہ اللہ نے پھر اپنی کتاب کی ابتداء اس قول سے کی کہ کسب حلال اختیار کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرض نماز کے بعد کسب حلال ایک فرض کی ادائیگی کے بعد دوسرے فرض کو ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم نماز جمعہ ادا کرو تو بلا تاخیر رزق حلال کمانے کیلئے زمین میں پھیل جاؤ، چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل درحقیقت واجب ہوتی ہے لہذا اس حکم کی تعمیل بھی واجب ہے''۔

(مبسوط ج ۳۰، ص ۲۴۵ و ۲۵۰)

تشریح:

واضح رہے کہ انسانی معیشت کے کسی بھی شعبے میں بقدر کفایت جدوجہد کرنا فرض ہے اور فرض عمل کی ادائیگی میں مصروف رہنا ہزاروں غیر فرض عبادات کی ادائیگی سے افضل ہے۔

بعض گناہ حلال مزدوری کے سوا کسی عبادت سے معاف نہیں ہوتے

(c) ketabton.com: The Digital Library

علامہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من الذنوب ذنوبا لا یکفرھا الصوم و لا الصلوٰۃ ، قیل فما یکفرھا یا رسول اللہ قال الھموم فی طلب المعیشۃ الخ .

''گناہوں میں سے بعض وہ ہیں جو روزوں اور نمازوں سے معاف نہیں ہوتے ، کسی نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ! پھر وہ کس عمل سے معاف ہوتے ہیں ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضروریات زندگی کمانے کیلئے محنت اور جدوجہد کرنے پر معاف کئے جاتے ہیں۔''

(مبسوط ، ج ۳۰ ، ص ۲۵۸)

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من امس کالاً من عمل یدہ ، امس مغفوراً لہ .

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حلال مزدوری کرکے رات کو تھکاوٹ کی حالت میں سو جائے تو اس کے تمام

(c) ketabton.com: The Digital Library

گناہ راتوں رات بخش دیئے جاتے ہیں''۔ (ترغیب ج ۲/ص ۵۲۴)

علامہ امام غزالیؒ لکھتے ہیں

قال صلی اللہ علیه وسلم من امس وانیا من طلب الحلال بات مغفوراً له و اصبح واللہ عنه راضٍ.

''حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص پر رات آ گئی ایسی حالت میں کہ وہ حلال کمانے کی مزدوری ومشقت سے تھکا ہوا تھا تو راتوں رات اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ ایسی حالت میں صبح کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا''۔ (احیاء العلوم ج ۲/ص ۹۰)

حلال دولت کمانے کیلئے سفر راہ خدا میں جہاد کے سفر سے افضل ہے

علامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے

من مات دائبا فی طلب الحلال مات مغفوراً له ، و کان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنه یقدم درجة الکسب علی درجة الجهاد فیقول لان اموت بین شعبتی رحلی اضرب فی الارض ابتغی من فضل اللہ احب الیّ من ان

(c) ketabton.com: The Digital Library

اقتل مجاهداً في سبيل الله ، لان الله تعالىٰ قدم الذين يضربون في الارض يبتغون من فضله على المجاهدين بقوله و آخرون يضربون في الارض يبتغون من فضل الله ، و آخرو ن يقاتلون في سبيل الله .

''حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ایسی حالت میں فوت ہوا کہ وہ رزق حلال کی تلاش میں گھوم پھر رہا تھا وہ بخشا ہوا جل بسا اور عمر فاروقؓ کسب حلال کو جہاد فی سبیل اللہ پر برتری دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر مجھے حلال کی کمائی کیلئے سفر کرتے ہوئے اپنے کجاوے پر موت آئے تو یہ موت مجھے محبوب ہے راہ خدا میں شہادت کی موت سے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم (سورۃ مزمل) میں حلال کمائی کیلئے زمین میں سفر کرنے والوں کو مقدم کیا ہے ان لوگوں پر جو راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے بعض لوگ حلال کمائی کیلئے زمین میں سفر کرتے ہیں اور بعض دوسرے راہ خدا میں لڑتے ہیں''۔

(مبسوط ج ۳۰،ص ۲۴۵)

وضاحت: قرآن کریم نے سورۃ مزمل میں حلال کمائی اور تجارت کیلئے سفر کرنے کا درجہ راہ خدا میں سفر کرنے سے جو مقدم کیا ہے موجودہ دور کے تجربات کی روشنی میں عقل اور تجربات بھی یہی کہتے ہیں کہ آج کل جنگ

(c) ketabton.com: The Digital Library

لڑنے اور جہاد کرنے کیلئے جن آلات حرب مثلاً ٹینکوں، بکتر بند گاڑیوں ،ہوائی اور بحری جہازوں اور میزائلوں کی ضرورت ہوتی ہے، ان کیلئے اربوں نہیں کھربوں روپے کی ضرورت پڑتی ہے، اس لئے جب تک اسلامی حکومت اور مسلمان قوم کی مالی پوزیشن انتہائی مستحکم نہ ہو تب تک کسی طاغوتی قوت کے ساتھ پنجہ آزمائی یا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، آج طاغوتی قوتوں نے کشمیر، فلسطین، بوسنیا، افغانستان، عراق اور برما میں مسلمانوں کے خلاف اور ان کی عبادت گاہوں کیخلاف ننگی جارحیت شروع کی ہے لیکن مسلمان ممالک ٹس سے مس نہیں ہوتے اسلئے کہ امریکہ بہادر فوراً مالی امداد بند کرنے کی دھمکی دیتا ہے۔ یہ ہے قرآن کا اعجاز اور فاروقی بصیرت کی دوراندیشی۔

حلال کمائی کیلئے زمین کے کونوں تک جا پہنچنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اللہ کا حکم ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الملک میں فرماتا ہے۔

فامشوا فی مناکبها و کلوا من رزقه ط

''حلال کمائی کیلئے زمین کے کونے کونے تک جا پہنچو اور اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاتے رہو''۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

تشریح: آج کل بے علمی اور رسمی دین داری کے غلبے کے ماحول میں کتنے نوجوان ہیں جو مجبوری کے ہاتھوں اہل وعیال کے گزر اوقات کیلئے دور دراز ممالک میں گھر کی جدائی کے دن گن گن کر کاٹتے ہیں، دن بھر خون پسینہ ایک کرتے ہیں اور رات بھر مادر وطن کے در و دیوار خواب میں دیکھتے ہیں ،اگر کوئی ان کے زخمی دلوں پر قرآن کریم کی آیات کا اتنا سا مرہم لگاتا کہ میرے محنت کش بھائیو! تم ایک عظیم عبادت اور اہم فریضہ ادا کر رہے ہو، تم اللہ کے محبوب بندے اور حضور علیہ السلام کے عزیز ترین امتی ہو، تو کم از کم یہ پردیسی کچھ تو سکھ کا سانس لیتے، مگر ستم ظریفی دیکھئے کہ قرآنی تعلیمات سے بیگانہ زاہدان خشک اوپر سے انہیں تہمت اور تشنیع وتنقید کا ہدف بھی بنائے رکھتے ہیں کہ دیکھو دنیا کیلئے بیوی بچے چھوڑ دیئے ہیں اور دین کیلئے کچھ بھی نہیں کرتے، گویا ان کے نزدیک ضرورت کی کمائی دین نہیں ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: " التاجر الصدوق الامین یحشر مع النبیین والصدیقین و الشھداء "

" سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھے گا"۔ (ترمذی، الترغیب والترہیب)

حضور علیہ السلام نے ایک مزدور کے کھردرے خاک

(c) ketabton.com: The Digital Library

آلودہ ہاتھوں کو چوم کر کیا بشارت دی؟

وفی الحدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صافح سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ فاذا یداہ قد اکتتب فسئلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذالک فقال اضرب بالمر والمسحات لانفق علی عیالی فقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ وقال کفان یحبھما اللہ تعالیٰ''

''حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ہاتھ ملایا تو حضور علیہ السلام نے ان کے دونوں ہاتھ داغدار اور کھردرے پائے، حضور علیہ السلام نے سوال کیا کہ یہ کیوں؟ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول (زمین کی مشقت کے اوزار) بیلچہ وغیرہ کے ساتھ مزدوری کرتا ہوں۔ اہل وعیال کے نان ونفقہ کیلئے، یہ سن کر حضور علیہ السلام نے ان کے ہاتھ چومے اور بشارت دی کہ یہ دونوں ایسی ہتھیلیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے''۔

(مبسوط، ج ۳۰/ص ۴۴۵)

نیز حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام سے مصافحہ کیا تو ان کی ہتھیلی کچھ کھردری اور داغدار نظر آئی۔ حضور علیہ السلام

(c) ketabton.com: The Digital Library

نے دریافت فرمایا کہ یہ داغ کیسے ہیں؟ آپ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نعل بندی کا کام کرتا ہوں اور اس سے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہوں، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور خوشخبری دی۔

" ھذہ ید ان لا تمسھما النار" ..... ''یہ وہ ہاتھ ہیں جسے آگ نہیں چھوسکتی'' (اسدالغابہ)

قرآن کریم کا فرمان، کاشتکاری کے بارے میں

امام ابوبکر جصاص حنفی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''احکام القرآن ج ۲ص ۶۵'' میں آیات قرآنی (**واستعمر کم فیھا** پارہ ۱۲، ہود، آیت ۶۱) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ زمین کو آباد کرنا اس میں کاشتکاری، زراعت وغیرہ واجب ہیں۔

آیات کی تشریح:

" **استعمر** " دو ٹکڑوں سے بنا ہے۔ " **ا، س، ت** " جن کا مجموعہ است ہے اور " ع۔م۔ر " **عمر** ، " **استعمر** " اس جملہ میں بنیادی لفظ " **عمر** " ہے۔ عربی لغت میں جس فعل اور کام کے صیغے اور لفظ کی ابتداء میں ''است'' مرکب کر دیا جاتا ہے تو اس کا معنی طلب اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

مطالبہ ہوتا ہے یعنی مخاطب سے اس کام کے کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اس ترکیب کا اصطلاحی نام ''باب استفعال'' ہے۔ جسے علم صرف کا مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے۔ دوسرا بنیادی لفظ "عمر" کے معنی اور مفہوم کی وضاحت امام لغت القرآن راغب اصفہانی، یوں فرماتا ہے، "**العمارة نقیض الخراب ،یقال عمر ارضه**"

عمارت کا معنی ہے''خراب اور ویران'' کا مقابل اور جانب مخالف جب غیر آباد اور بنجر زمین کوئی آباد کرتا ہے تو عربی میں کہا جاتا ہے "**عمر ارضه**" اس نے اپنی زمین کو آباد کیا۔ پس آیت مذکورہ کا معنی یہ ہوا کہ ''اللہ تعالیٰ تم سے زمین کی آبادی کا مطالبہ کرتا ہے''تو ازروئے شریعت اس کام کو کرنا فرض اور واجب ہوتا ہے اور اس کام کو وجود میں لانے کیلئے جتنی محنت اور مشقت، خرچ واخراجات کرنے پڑتے ہیں، وہ سب کچھ اعمال صالحہ اور راہ خدا میں شمار ہوتے ہیں اور اس کے برعکس زمین کی غیر آبادی، ویرانی اور بنجر پن کے جتنے اسباب ودواعی ہیں مثلاً تیار خوری، سستی و کاہلی یہ سب کچھ فساد فی الارض (زمین کے اندر خرابی اور بربادی) میں شمار ہونگے۔

علامہ جامیؒ نے اپنی کتاب "**نفخات الانس**" مطبوعہ کلکتہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے صفحہ ۸۰۵ پر مشہور صوفی بزرگ شیخ ابو المکارم سمنانی ؒ کا قول نقل کیا ہے کہ:

''خدا نے زمین کو زراعت، منفعت اور آبادی کی حکمت کیلئے پیدا فرمایا ہے جو شخص زمین کی زراعت اور آبادی کو چھوڑ دیتا ہے اس کو اگر اس گناہ کا علم ہو جائے جو زمین کے بنجر اور ویرانی کی وجہ سے اس سے سرزد ہوا تو وہ ہرگز زمین کو خالی نہ چھوڑتا، اگر کسی زمین سے سالانہ ہزار من غلہ وغیرہ پیدا کیا جا سکتا ہے مگر مالک کی سستی اور غفلت سے نو سو من غلہ پیدا ہوا تو قیامت میں اس شخص سے ایک سو من غلہ کم پیدا ہونے کی باز پرس ہوگی''۔

زمین کی مقبوضات میں کمی اور بیشی کا راز

ایک وہ زمانہ تھا جب اسلامی سلطنت اور مسلمانوں کی مقبوضات ایک چھوٹی بستی مدینہ منورہ سے شروع ہوئیں اور رفتہ رفتہ مسلمانوں کی مقبوضات ایک طرف یورپ (سپین سسلی) تک جا پہنچیں اور دوسری طرف چین اور روس تک پھیل گئیں ۔ آج بھی قرطبہ کی تعمیرات گواہی دے رہی ہیں کہ مسلمانوں نے زمین کی تعمیر و اصلاح، امن و امان اور فنون و ترقی کا وہ حق ادا کیا کہ یورپین اقوام مسلمانوں کی نقل اتارنے کو

(c) ketabton.com: The Digital Library

باعث فخر سمجھنے لگی تھیں تفصیل کیلئے دیکھیں فرانسیسی محقق ڈاکٹر لی بان کی کتاب'' تمدن عرب''، مسٹر بریفالٹ کی ''تشکیل انسانیت'' اور غلام جیلانی برق کی کتاب ''یورپ پر اسلام کا احسان'' اور آخر کار زمین کا ۴۳ فیصد رقبہ مسلمانوں کے قبضہ اور تصرف میں آ گیا مگر گردش دوران نے ایسا پلٹا کھایا کہ مسلمانوں کی مقبوضات سمٹنا شروع ہو گئیں اور قدرت الٰہی روز افزوں مسلمانوں کی مقبوضات غیر مسلم اقوام کے حوالے کر رہی ہے۔ اس تنزلی اور زوال کے کئی اسباب گنے جا سکتے ہیں مگر اس کا معقول سبب حسب ذیل مثال سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔

ایک مثال اور مشاہدہ:

اگر فرض کیا جائے کہ کسی مالک زمین نے دو مزارع اور کاشت کاروں کو مساوی رقبہ زمین ایک جیسے معین حصہ پر دیا۔ سال گزرنے کے بعد ایک کاشتکار نے مالک زمین کو اس کے حصہ کے ایک ہزار روپے دیئے اور دوسرے نے پانچ سو روپے دیئے ۔ظاہر بات ہے کہ مالک زمین پانچ سو روپے کی کمی دریافت کرے گا۔

عذر گناہ بدتر از گناہ:

اس باز پرس کے جواب میں وہ کہنے لگتا ہے، جناب! میرے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ساتھی نے جو زیادہ آمدنی حاصل کر لی ہے، اس کی بنیادی وجہ ہے کہ وہ تو چوبیس گھنٹوں میں آپ کی سلامی کیلئے یا کسی قسم کی نئی ضروری خدمات سرانجام دینے کے احکام حاصل کرنے کی غرض سے محض چند منٹ کیلئے حاضر ہو جاتا تھا اور باقی تمام اوقات کو کھیتی باڑی اور اس کی نگہداشت پر صرف کر رہا تھا اور جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے تو تمام اوقات آپ کی خوشامد، ثناء خوانی، مدح سرائی اور آپ کی تعریف کرنے کیلئے وقف کر لئے تھے، مجھے تو زمین میں کھیتی باڑی اور اس کی نگہداشت کی فرصت ہی نہیں ملتی تھی۔ اس لئے میری آمدنی کم ہوئی ہے۔ نتیجۃً ہر مالک زمین ایسے حالات میں یہی فیصلہ کرے گا کہ جناب بے شک آپ میرے مداح ہیں، مگر میں نے زمین سے آمدنی حاصل کرنی ہے لہذا آپ کے قبضے میں جتنی زمین ہے اس سے میں تجھے بے دخل کر کے آپ کے محنتی ساتھی کے حوالے کر رہا ہوں اور کوئی بھی سنجیدہ شخص مالک زمین کے اس فیصلے کو خلاف توقع قرار نہیں دے سکتا ہے۔

حاصل مثال:

جب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کھلے الفاظ کے ساتھ حکم دے رہا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے۔ (واستعمرکم فیھا) اللہ تعالیٰ تم سے زمین کی تعمیر، اصلاح اور آباد کرنے کا مطالبہ کرتا ہے اور بقول مفسر قرآن علامہ جصاصؒ اس آیت کے حکم کے تحت زمین کی آبادی اصلاح اور تعمیر فرض اور واجب ہے تو اس آیت پر یقین کرنا ''ایمان'' کہلاتا ہے اور اسی آیت کا تقاضا اور مطالبہ خداوندی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہدایات کے مطابق پایۂ تکمیل تک پہنچانا عمل صالح ہے۔اور ایسا کرنے والے اللہ کے نیک بندے (عباد اللہ الصالحین) ہونگے اور اگر مؤمنین تعمیر اور اصلاح زمین چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ اس دنیا کی تعمیر کی مطلوبہ حکمت کے حصول کی خاطر غیر مسلم اقوام کو یہی ذمہ داری حوالہ کر دیں گے کیونکہ اس دنیا میں غیروں سے دنیا کی آبادی بلکہ دین کی بہبودی کا کام لینا بھی ممنوع نہیں ہے۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان اللہ لیؤید ھذالدین بالرجل الفاجر ،او کما قال علیہ السلام

''بے شک اللہ تعالیٰ دین اسلام کی خدمت فاجر اور جہنمی لوگوں سے کرواتا ہے''

موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون سے کروائی،حضور علیہ السلام کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

نگہداشت کی خدمت ابو طالب سے لی۔ ایک جہاد میں ایک جہنمی شخص سے جہاد کی ایسی خدمت لی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اسکی بہادری کی گواہی دینے لگے، جس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب کچھ درست ہے مگر یہ شخص جہنمی ہے اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر خودکشی کر گئے۔ جب تک مسلمان ''علوم الانبیاء علیہم السلام'' کے دونوں شعبوں (علوم العبادات اور علوم المادیات) کی تکمیل کو دینی اور مذہبی فریضہ سمجھتے تھے اور زمین کی تعمیر، اصلاح اور آبادی کیلئے کوشاں تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یکے بعد دیگرے مختلف ممالک کی فتح اور قبضہ کی کنجیاں حوالہ کرتے رہے، مگر جب سے مسلمانوں نے مادیات کی ترقی، زمین کی آبادی، باغبانی اور کاشتکاری کو عبادت، بندگی، تقویٰ اور عمل صالح کے منافی قرار دے دیا اور اپنی زندگی کو مستحبات، نوافل اور فضائل کے حصول کیلئے وقف کر دیا اور اسی میں قرآن کی تعلیمات اور انبیاء علیہم السلام کی پیروی کو محدود اور منحصر سمجھنے لگے۔ تب سے اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین کی تعمیر اور ترقی بلکہ خلافت زمین کے منصب سے بے دخل کرنا شروع کر دیا ہے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا بھر میں کسی مذہب کے پیروکار اپنی مقبوضات سے اتنی کثیر تعداد میں بے دخل نہیں کئے جا رہے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہیں جتنے کہ مذہب اسلام کے پیروکار، مسلمان مہاجرین کی تعداد کروڑوں تک جا پہنچی ہے، ہندوستان، کشمیر، برما، افغانستان، فلسطین، بوسنیا اور روس کی مسلم ریاستوں سے مظلوم مسلمان ملت کی نسل کشی سے بچنے کیلئے مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے جائے پناہ کیلئے حیران اور سرگرداں ہیں۔

نہ جائے رفتن و نہ یارائے ایستادن

فاتح مصر حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کا ریکارڈ باغ

حضرت عمرو ابن العاص ایک جلیل القدر صحابی، عظیم مجاہد، فاتح مصر تھے، حضور علیہ السلام، خلفاء راشدین اور امیر معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور خلافت میں گورنر رہ چکے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ کی کمان میں مسلم افواج نے مصر کو فتح کیا۔ ان اہم خدمات کے سرانجام دینے کیساتھ ساتھ آپ نے زمین کی تعمیر و آبادی کے شعبے میں بھی منشاء ایزدی کی تکمیل کیلئے تاریخ ساز اور قابل تقلید کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ امیر شکیب ارسلان اپنی کتاب "**خشبة الارتسامات**" صفحہ ۱۱۵ پر لکھتے ہیں:

عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی (وھط) نامی زمین پر جو کہ طائف میں واقع تھی، اس قدر انگور کے باغات لگائے تھے کہ ان کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

بیلوں کو چڑھانے کیلئے ان کو دس لاکھ ڈنڈے نصب کرنے پڑے۔

ے قیاس کن زگلستان من بہار مرا

باغبانی اور کاشتکاری کیلئے گھر سے نکلنا راہ خدا میں نکلنا ہے

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں صحیح احادیث اور فقہ حنفی کی معتمد اور قوی ترین کتاب ''المبسوط'' کے حوالہ سے عرض کیا گیا ہے کہ تمام پیشوں میں افضل ترین اور بابرکت پیشہ شجرکاری اور باغبانی ہے اور یہ بھی ہم پڑھ چکے ہیں کہ کسب حلال کا مقام راہ خدا میں نکلنے سے بڑھ کر ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو کسب حلال کی تلاش میں موت پالینے کو راہ خدا میں شہادت پر ترجیح دیتے تھے اور ذکر شدہ دلائل کے بعد اگرچہ اس مسئلہ کے کسی پہلو میں بھی تشنگی باقی نہیں رہی مگر قرآن وحدیث کے صحیح علوم سے بیگانگی اور اس کی جگہ ضعیف روایات اور بے سند حکایات اور قصے کہانیوں سے عوام الناس کے اذہان میں اس حد تک بگاڑ آچکا ہے کہ ایسی آیات اور احادیث کے ماننے کیلئے بلکہ سننے کیلئے بھی کوئی تیار نہیں جو ان خود ساختہ دین داری کی چند رسوم کے خلاف ہو لہذا اس امید پر کہ

ے شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضور علیہ السلام کا ایک فتویٰ بھی سن لیجئے!

عن كعب بن عجرة رضى الله عنه قال مرّ على النبى صلى الله عليه وسلم رجل فراى اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من جلده و نشاطه فقالوا يا رسول الله لو كان هذا فى سبيل الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان كان خرج يسعى على ولده صغاراً فهو فى سبيل الله وان كان خرج يسعىٰ على ابوين شيخين كبيرين فهو فى سبيل الله وان كا ن خرج يسعىٰ على نفسه يعفّها فهو فى سبيل الله وان كان خرج يسعىٰ رياءً و مفاخرة فهو فى سبيل الشيطان رواه الطبرانى و رجاله رجال الصحيح.

'' حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا حضور علیہ السلام پر سے گزر ہوا جو مزدوری اور کسب حلال کیلئے گھر سے نکلا تھا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی قوت اور چستی دیکھ کر کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا کاش کہ اس شخص کی قوت وچابکدستی راہ خدا میں خرچ ہوتی، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر یہ شخص گھر سے نکل کر اپنی اولاد کی ضروریات کیلئے دولت کمانا چاہتا ہے تو یہ راہ خدا میں نکلا ہوا ہے

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور اگر گھر سے نکل کر بوڑھے ماں باپ کی ضروریات کیلئے دولت کماتا ہے تو بھی راہ خدا میں نکلا ہوا ہے اور اگر یہ شخص گھر سے نکل کر اپنی ذات کیلئے کماتا ہے تا کہ سوال اور گداگری سے محفوظ رہے تو بھی راہ خداہ میں نکلا ہے اور اگر یہ شخص گھر سے نکل کر دکھاوے اور فخر وغرور کی نیت سے دولت کمانا چاہتا ہے تو اس کا نکلنا راہ شیطان میں ہے ''۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ص ۵۲۴)

توضیح:

مسلمان کیلئے اس سے بڑی خوش نصیبی اور خوش خبری کیا ہو سکتی ہے کہ باغبانی اور کسب حلال کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بیان کردہ فضائل پر جب یقین کرتا ہے تو یہ عمل اس کیلئے ''ایمان'' بن جاتا ہے اور جب مذکورہ مقاصد کے حصول کیلئے جدوجہد اور خرچ کرنا شروع کرتا ہے تو یہ سب کچھ اس کیلئے اعمال صالحہ جہاد فی سبیل اللہ اور راہ خدا میں نکلنا لکھ دیا جاتا ہے۔

اہل وعیال کیلئے نان ونفقہ اور ضروریات زندگی ذخیرہ کرنے کا حکم

(c) ketabton.com: The Digital Library

آج کل عام طور پر سننے میں آتا ہے کہ ضروریات زندگی اور اہل وعیال کیلئے منصوبے کے تحت آنے والے حالات کے پیش نظر ذخیرہ اندوزی کرنا اور مال و دولت جمع کرنا اسلامی تعلیمات کے منافی اور توکل علی اللہ کے خلاف ہے، نیز اللہ تعالیٰ پر ایمان کی کمزوری کی علامت ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر یاد رہے کہ اس قسم کی باتیں وہ لوگ کرسکتے ہیں جو قرآن و سنت کے حقیقی اور صحیح علوم سے بے خبر ہیں چند حکایات اور اولیاء اللہ کے مخصوص واقعات، مجاہدات یا غیر مستند روایات، واعظوں کے قصوں اور کہانیوں کو دین اسلام کا معیار اور سند سمجھتے ہیں حالانکہ اسلامی تعلیمات کا ایک بنیادی اصول منصوبہ بندی ہے۔ **وکل شئی عندہ بمقدارٍ** اللہ کے ہاں ہر ایک چیز پیشگی منصوبے کے تحت ہے۔ تفصیل کیلئے بندہ کی تالیف ''علوم الانبیاء اور تسخیر کائنات'' کا مطالعہ فرمائیں۔

علامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں:

فان اکتسب زیادۃ علی ذالک ما یدخرہ لنفسہ و عیالہ فھو فی سعۃٍ من ذالک لما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادخر قوت عیالہ لسنۃ بعد ما کان نھیٰ عن ذالک علی ما روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبلال

(c) ketabton.com: The Digital Library

رضی اللــه عنه انفق بلالاً ولا تخش من ذی العرش اقلالاً، والمتاخر یکون ناسخاً للمتقدم .

'' اگر کوئی شخص ضرورت سے زیادہ مال و دولت کمانا چاہتا ہے تا کہ اسے اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کیلئے ذخیرہ کرے تو بھی جائز ہے اس لئے کہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی بیویوں اور اہل وعیال کی ضروریات کے مطابق سال بھر کیلئے ذخیرہ جمع کیا تھا حالانکہ ابتداء اسلام میں حضور علیہ السلام ذخیرہ اندوزی سے منع کیا کرتے تھے جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا تھا کہ اے بلال! جو کچھ تیرے پاس ہے سب کچھ خرچ کرو، کل کیلئے نہ چھوڑو اور یہ خوف نہ کرو کہ عرش والے کے پاس کسی چیز کی کمی ہے یا وہ کم کردے گا چونکہ حضور علیہ السلام کا ذاتی عمل یعنی سال بھر کیلئے ذخیرہ اندوزی کا عمل حضور علیہ السلام کی آخری زندگی کا عمل ہے لہذا یہ حکم ناسخ ہے۔ اس حکم کیلئے جو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیا تھا''۔

(مبسوط ج ۳۰، ص ۲۵۶)

شریعت میں متوکل اور تیار خور کا حکم

علامہ سرخسیؒ توکل کی بحث کے ضمن میں مزاج شناس شریعت

(c) ketabton.com: The Digital Library

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

و قد تبین هذا عمر رضی الله عنه فی حدیثه حیث مر بقوم من القرّاء فراٰهم جلو ساًقد نکسوا رؤسهم فقال من هولاء فقال هم المتوکلون فقال کلا و لکنهم المتأکلون یاکلون اموال الناس الا انبئکم من المتوکلون فقیل نعم فقال هو الذی یلقی الحب فی الارض ثم یتوکل علی ربه عزّ وجل و فی روایة اخری عنه ، قال یا معشر القرّاء ارفعوا رؤسکم واکسبو لانفسکم .

'' توکل کا مطلب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک حدیث میں بیان فرما دیا ہے کہ جب آپ کا گزر ہوا قراء کی ایک ایسی جماعت پر جو اپنے سروں کو نیچے جھکا کر بیٹھے تھے تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں ؟ کسی نے بتایا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے ہیں ،عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ یہ لوگ مفت خور ہیں ۔ لوگوں کا مال و دولت کھاتے رہتے ہیں اور پھر آپ نے فرمایا کہ میں آپ کو اللہ پر توکل کرنے والے لوگ بتا دوں ؟ کسی نے عرض کیا کہ ضرور بتا دیجئے ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (از روئے

(c) ketabton.com: The Digital Library

شریعت) توکل کرنے والا وہ ہے جو زمین میں کھیتی باڑی کیلئے تخم ریزی کرنے کے بعد اللہ عزوجل پر توکل کرلیتا ہے۔ ایک روایت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے قراء کی جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اپنے سروں کو اونچا کرو اور اپنے لئے حلال کمانے کی خاطر کسب ومشقت کیا کرو''۔

(مبسوط ج ۳۰ ص ۲۴۸)

حاصل کلام:

حضور علیہ السلام کی گھریلو ضرویات کی پیشگی منصوبہ بندی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ثابت ہوا کہ دونوں جہاں کے مستقبل کو روشن تر اور کامیاب بنانے کیلئے ممکنہ اسباب اختیار کرنا اور قبل از وقت مستحکم بنیادوں پر منصوبہ بندی کرنا اور پھر نتائج اور ثمرات اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا نہ تو ایمان کی کمزوری کی علامت ہے اور نہ توکل کیخلاف ہے بلکہ ایسا کرنا عین اسلام اور شریعت کے مطابق ہے۔

دیکھئے کہ مفت خوروں کی یہ دلیل کہ ہمیں روزی کی فکر نہیں کرنی چاہیے، روزی کی ذمہ داری روزی رساں ذات نے اپنے ذمے لے رکھی ہے بعینہ یہی گمراہ کن دلیل بے دین لوگ پیش کرتے ہیں کہ دین اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

(قولہ تعالیٰ) انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون○
(پارہ الحجر، آیت ۹)

''بے شک ہم نے قرآن نازل کیااور بے شک ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

لہذا جس دین کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھی ہے تو ہم کون ہیں کہ اس کی حفاظت کے لئے دوڑ دھوپ کرتے پھریں نیز یہی لوگ کہتے ہیں کہ تقدیر کے قلم نے اہل جنت اور اہل دوزخ کی جو لسٹ بنا رکھی ہے اس میں کسی تبدیلی، کمی اور بیشی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لہذا ہمیں اللہ تعالیٰ پر توکل بھروسہ کر لینا چاہیے، عبادات سے کچھ نہیں ہوتا، حالانکہ اس قسم کی ذہنیت خواہ دین کے بارے میں ہو یا دنیا کے بارے میں اسلامی تعلیمات کے منافی ہے اسلامی تعلیمات یہی ہیں کہ دونوں جہانوں کی ترقی کیلئے اسباب اختیار کرنے میں بھرپور کوشش اور جدوجہد کرنا انسان کا فریضہ ہے اسباب کے نتائج نہ ہمارے اختیار میں ہیں اور نہ ہم اس کے مکلّف ہیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اعمل لدنیا ک کانک تخلد ابداً. و اعمل لاٰخرتک

(c) ketabton.com: The Digital Library

کانک تموت غداً.

''دنیاوی معاش کیلئے (ایسے مستحکم منصوبے کے ساتھ) کام کرو جیسے تو نے ابدالآباد تک یہاں رہنا ہے اور آخرت کیلئے اس قدر چابکدستی سے کام کرو جیسے کہ تم نے کل مرنا ہے''۔

(سائنس اور اسلام ص ۲۱۱ تالیف مولانا شمس الحق افغانیؒ)

مفت خور دونوں جہانوں میں خوار

فطرت کے اٹل اور نا قابل تغیر قوانین میں سے ایک قانون ''قانون مجازات'' ہے یعنی جو بوئے گا وہی کاٹے گا بقول شاعر

ز گندم جو ز جو گندم نزاید
ز مردم سگ ز سگ مردم نزاید

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وان لیس للانسان الا ما سعیٰ

''انسان کیلئے وہی کچھ ہے جو اس نے عمل کیا ہے''۔

قولہ تعالیٰ: لھا ما کسبت .

'''ہر ایک نفس کیلئے وہی ہے جو اس نے کسب کر لیا ہے''۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ۝ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره .

'' سوجس نے ذرہ بھر اچھائی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ بھی اسے دیکھ لے گا''۔

(پ۳۰، الزلزال)

قدرت کا یہ قانون مجازات عام اور مطلق ہے نہ تو کسی ایک جہاں کے ساتھ خاص ہے اور نہ ہی کسی مخصوص جماعت اور فرد کے ساتھ۔ جس کا خلاصہ یہی ہے کہ تیار خور دار دنیا میں ذلیل و خوار رہے گا اور دار آخرت میں بھی محتاج اور بے کس۔

مفت خور عبادت گزار سے محنت کش مسلمان افضل ہے

عن ابی قلابة رضی الله عنه ان ناساً من اصحاب النبی علیه السلام قدموا یثنون علی صاحب لهم خیراً ، قالوا ما رأینا مثل فلان هذا قط ما کان فی سیرٍ الا کان فی قراء ة ولا نزلنا فی منزل الا کان فی صلوٰة قال فمن یکفیه ضیعته حتی ذکر ومن کان یعلف جمله او دابته؟ قالوا نحن قال فکلکم خیر منه.

(c) ketabton.com: The Digital Library

" حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے پاس اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین آ گئے اور اپنے ایک ساتھی کی تعریف کرنے لگے کہ ہم نے اس فلاں جیسے عبادت گزار انسان کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔ جب ہم دوران سفر ہوتے تھے تو یہ مسلسل قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے اور جب اتر کر ٹھہرتے تو یہ شخص نوافل پڑھنے لگتا۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر اس شخص کی کھیتی باڑی کی ضروریات کون سرانجام دیتا؟ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اس کے اونٹ اور سواری کے جانوروں کو چارہ وغیرہ کون کھلاتا؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم اس کی تمام ضروریات سرانجام دیتے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اس عبادت گزار سے بہت بہتر اور افضل ہے"۔

(الترغیب والترہیب ج۳ص۳۹۲)

روی ان عیسی علیہ السلام رای رجلا ، فقال ما تصنع؟ قال اتعبد ،قال من یعولک؟ قال اخی ، قال اخوک اعبد منک .

(c) ketabton.com: The Digital Library

" روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی دیکھا تو اس سے دریافت کیا کہ تو کیا کام کرتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے اپنی ساری زندگی عبادت کیلئے وقف کر لی ہے۔عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تیری گھریلو ضروریات کون سرانجام دیتا ہے؟ اس نے بتایا کہ سب کچھ میرا بھائی کرتا ہے تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھ سے کہیں زیادہ عبادت گزار ہے۔

(احیاء العلوم ج ۲ ص ۶۲)

تشریح:

(الف) جو کچھ وجود میں آتا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسباب وغیرہ کسی چیز کا محتاج نہیں چاہے کسی کی پیاس پانی پیئے بغیر بجھا دے اور کسی کی پیاس مسلسل پانی پی کر بھی نہ بجھائے۔

(ب) اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ یہی ہے کہ جو کچھ کرتا ہے وہ اسباب اور علل کی وساطت سے کرتا ہے مثلاً دن لاتا ہے سورج کے طلوع ہونے کے نتیجے میں، اندھیری رات وجود میں لے آتا ہے سورج غروب ہونے کے نتیجے میں، اسی طرح ہر چیز، ہر قول و عمل میں اللہ تعالیٰ نے اچھے یا برے نتائج اور اثرات رکھے ہیں جس کسی نے جو کوئی قول و عمل کیا اس کے مخصوص نتائج اور ثمرات اسکے پاؤں کی زنجیر بنیں گے، لہٰذا دونوں جہانوں کی اچھائیاں

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور برائیاں اچھے یا برے اعمال کے کسب کی مرہون منت ہیں۔

(ج) بعض اوقات بغیر ظاہری اسباب وعلل کے اللہ تعالیٰ کسی چیز کو وجود بخش دیتا ہے جیسے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا یا عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا یا کسی ولی اللہ کے گھر کا تنور خود بخود روٹیوں سے بھر گیا یا خود بخود چکی چلنے لگی اور دانے ڈالے بغیر آٹا چھننے لگی یا موسیٰ علیہ السلام بمعہ بنی اسرائیل بغیر ظاہری اسباب کے دریائے قلزم پار کر گئے۔

اور کبھی کبھار ظاہری اسباب اپنے مخصوص اور معروف نتائج کے برعکس الٹے نتائج دیتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ نے جلایا نہیں بلکہ آپ کی سلامتی اور تحفظ کی خدمت سرانجام دی، جب اللہ تعالیٰ اس نوعیت کا کوئی کام کرتا ہے تو اسے ''خرق عادت'' یعنی خلاف عادت کہا جاتا ہے۔ ایسا شاذونادر ہوا کرتا ہے۔

شاید اس قسم کی قدرت کے اظہار میں انسانوں کو یہ سمجھانا بھی مقصود ہو کہ تم زندگی بھر چیزوں اور اعمال واقوال میں جو تاثیرات اور خصوصیات دیکھتے چلے آئے ہو یہ نتائج اور ثمرات ان کے ذاتی نہیں ہیں بلکہ میں نے ان میں ودیعت کر دی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ میں نے جب آگ سے حرارت اور گرمی چھین لی تو وہ میرے دوست کو نہ جلا سکی، لہذا

(c) ketabton.com: The Digital Library

مادہ پرست نہ بنو بلکہ خدا پرست بنے رہو۔

(د) جب کوئی خلاف عادت کام کاظہور کسی نبی کے ہاتھوں ہوجاتا ہے تو اسے معجزہ کہا جاتا ہےاور جب ایسا ہی کوئی کام کسی ولی اللہ کے ہاتھوں ظاہر ہوجاتا ہے تو اسے کرامت کہا جاتا ہے۔معجزہ اور کرامت کسی انسان کی قدرت اور اختیار میں نہیں ہوتا۔لہذا نہ تو شریعت اسلامی انسانوں کو معجزات اور کرامات کے ظہور کے انتظار کی تعلیم دیتی ہے اور نہ ہی انسان اس کا مکلّف ہے بلکہ انسان کو اسباب اختیار کرنے کا مکلّف بنایا گیا ہے،انسان کا فرض ہے کہ وہ خود اپنی اور اپنے زیر کفالت اہل وعیال کی زندگی کو دنیاوی اور اخروی تکلیفات سے بچانے کے مقدور بھر اسباب اختیار کرے اور معجزات و کرامات کے ظہور کے لئے اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے نہ بیٹھے۔

فرمان فاروقی:

مزاج شناس شریعت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لا یقعد احدکم عن طلب الرزق یقول اللھم ارزقنی فقد علمتم ان السماء لا تمتر ذھبا و لا فضۃ "

" تم میں سے کوئی بھی مفت خوری کی روش نہ اپنائے کہ رزق حلال کے حصول کیلئے محنت ومشقت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دست

(c) ketabton.com: The Digital Library

دعا پھیلاتا رہے کہ اے اللہ ! مجھے کھلا دیجئے ، کیونکہ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے سونا چاندی نہیں برساتا''۔

(احیاء العلوم ج ۴ص ۶۲)

آسمان کی طرف سے رزق اور آسمانی فیصلوں کی اقسام

آسمان کی طرف سے نزول رحمت یا آسمانی فیصلے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک بطور ''خرق عادت''یعنی بلا اسباب ظاہری جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے حواریوں کیلئے آسمان سے تیار کھانا ''مائدہ''نازل ہوا جسے وہ مفت میں کھا لیتے تھے یا بعض دوسرے انبیاء اور اولیاء کیلئے اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف سے خلاف عادت ضروریات زندگی مہیا فرما دیئے۔ دوسری قسم کا رزق وہ ہے جو عادت اللہ یعنی دنیاوی اسباب کے تحت نازل ہوتا ہے۔

مثلاً سورج کی کرنیں سمندر اور زمینی دریاؤں سے پانی کے ڈول بھر بھر کر ہواؤں کے دوش پر لادتی رہتی ہیں اور پانی سے لدی ہوئی ہوائیں قدرت کی طرف سے نامزد کردہ علاقوں تک پانی لے جا کر بادل بنا دیتی ہیں۔ بادل اسی پانی کو قطروں کی شکل میں برسا کر نہریں، ندیاں اور چشمے بہا دیتے ہیں اور پھر حضرت انسان محنت و مشقت سے اس نازل

(c) ketabton.com: The Digital Library

کردہ پانی کو استعمال میں لا کر بے شمار نعمتوں سے جھولی بھر لیتا ہے۔ گویا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفصیل اور مفہوم سمجھا رہے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: و فی السماء رزقکم و ما توعدون.

''اور تمہاری روزی آسمان میں ہے اور وہ سب کچھ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے''۔

(پارہ ۲۶، الذاریات، آیت ۲۲)

اس آیت کریمہ میں اس بات کی گنجائش ہے کہ ممکن ہے کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ جب آسمان سے روزی بھیجی جاتی ہے اور ہماری قسمت اور مقدر کے فیصلے آسمانوں پر کئے جاتے ہیں تو ہم کیوں روزی کی تلاش اور کسب معاش کے پیچھے گھومتے پھریں؟ اور ہم کیوں تقویٰ اور عبادت اپنانے اور گناہ چھوڑنے کیلئے مجاہدات اور تکلیفات جھیلتے رہیں؟ کیوں نہ ہم دونوں جہانوں کی نعمتوں سے جھولیاں بھرنے کیلئے بیٹھے بیٹھے اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں؟۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس زعم باطل کو رد فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے روزی نازل فرماتا ہے تمام فیصلے آسمان سے نازل کرتا ہے مگر ''خرق عادت'' یعنی اسباب کے خلاف نہیں بلکہ اسباب

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور کسب و عمل کے نتیجے میں ،لہذا تلاش رزق کیلئے مقدور بھر جدوجہد کرنا ہوگی، معجزات اور کرامات کے ظہور کے انتظار میں نہ بیٹھیں کیونکہ تمہارا مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے سونا چاندی نہیں برساتا۔

آج مسلمانوں کے مذہبی حلقے بھی تیار خوری کا باعث بنتے جارہے ہیں

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ محققین علماء کی قلت اور وعظ کرنے والوں کی کثرت ہوگی۔ آج کل وعظ اور قصہ گوئی کا دور دورہ ہے، سامعین کو یہی باور کرایا جاتا ہے کہ اسباب و مادیات میں کچھ نہیں سب کچھ خالق کائنات کرتا ہے، اولیاءاللہ کی حکایات سنا دیئے جاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے خلاف عادت ان کے ہاتھوں کرامات کا ظہور فرمایا مثلاً یہ کہ فلاں ولی اللہ سے بیوی نے کہا کہ کہیں جا کر مزدوری کر کے کچھ کھانے کیلئے لے آؤ، اس نے کہا کہ ٹھیک ہے تو تنور گرم کر، میں کچھ لاتا ہوں، ولی اللہ صلوٰۃ حاجت پڑھنے کیلئے مسجد گئے اور ادھر تنور روٹیوں سے بھر گیا لہذا سب کچھ چھوڑ کر صلوٰۃ حاجات پڑھو، فلاں فلاں اوراد و وظائف پڑھو، تمہاری دنیا اور آخرت کے کام غیب سے فرشتے سرانجام دیں گے اور کروڑوں خرچ کرنے کے ثواب و درجات

(c) ketabton.com: The Digital Library

ملیں گے نیز تمہارے جسم پر جہنم کا دھواں تک اللہ تعالیٰ حرام کردے گا، نتیجہ یہ نکلا کہ آج مسلمانوں میں دنیا کیلئے محنت و مشقت کا جذبہ ختم ہوا اور وہ چند مستحبات اور نوافل کو دونوں جہانوں کی کامیابی کی کنجی سمجھنے لگے۔اب ایسے انجانوں کو کون سمجھائے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے، تمام انسان مل کر گندم کا ایک دانہ زمین سے پیدا نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی اپنے عمل سے جنت حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے کرتا ہے مگر ان اسباب اور اعمال کے نتیجے میں جو اللہ تعالیٰ نے دنیاوی مقاصد کے حصول کیلئے متعین فرما دیئے ہیں اگر کوئی اولاد چاہتا ہے تو مسنون طریقہ اپنانا ہوگا یعنی نکاح کر کے بیوی سے ہم بستری کرنا ہوگی اور اگر خاوند اور بیوی میں نامردی یا بانجھ پن کی بیماری ہو تو اس کا بھی علاج کرنا ہوگا، اس طویل کسب و عمل کے بعد اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دعا کرنا ہوگی کیونکہ رحم مادر کے اندر نطفۂ منی سے انسان بنانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل سے وجود میں آتا ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص اللہ کے عطا کر دینے کا یہ مطلب سمجھتا ہے کہ اولاد مانگنے کیلئے مسنون طریقہ اپنانے کی ضرورت نہیں بلکہ اللہ پر توکل

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور ایمان کی قوت اور نیک عمل سے اولا د حاصلکی جا سکتی ہے مثلاً صلوٰۃ حاجت پڑھ پڑھ کر مسجد میں سجدوں پر سجدے کرتا رہتا ہے، میدان جنگ میں یا میدان عرفات میں دعاوزاری کرتا رہتا ہے یا ختم قرآن، ختم بخاری شریف اور ختم خواجگان پڑھتا ہے کہ یا اللہ تو وہی قادر مطلق ہے جس نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا، لہذا میں کمزور ایمان والا نہیں بنا چاہتا مجھے بھی بغیر کسب وعمل اور بغیر بیوی کے اولا د سے نواز دے تو کیا ایسے شخص کو پوری دنیا احمق اور دیوانہ نہیں سمجھے گی؟ یہی ہے وہ نقطہ اور راز جس سے اللہ پر توکل کرنے اور بندہ کے کسب وعمل کرنے کے بارے میں قرآن واحادیث کی بظاہر متضاد نصوص کی مشکل گتھی سلجھ سکتی ہے۔اسی پر دنیا کی ترقی اور نعمتوں اور آخرت کی نعمتوں اور جنتوں کے حصول کے مسائل قیاس کئے جا سکتے ہیں، سب کچھ دینے والا اور کرنے والا اللہ ہی ہے مگر مفت میں نہیں محنت ومشقت کے نتیجے میں اور اسباب اختیار کرنا ضروری ہے۔

ے محنت ہی پہ موقوف ہے آسائش گیتی
کوئی میری راحت میری راحت طلبی نے

(c) ketabton.com: The Digital Library

یہ محنت چونکہ اللہ کے دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ایک قانون ہے، لہذا اللہ تعالیٰ نے جس نعمت کے دینے کیلئے جو محنت اور ذریعہ مقرر کیا ہے اور جس مقدار میں مقرر کیا ہے وہی محنت اسی مقدار میں بروئے کار لانا ہوگی تب اللہ کے دینے کیلئے بہانہ یا شرط موجود ہوئی، اب اللہ سے دعا مانگو اور دینے کی امید رکھو بلکہ غالب امید رکھو مثلاً پیاس بجھانے کیلئے پانی پینے کی مطلوبہ محنت کرو اور بھوک ختم کرنے کیلئے کھانے کی چیز کیلئے مطلوبہ محنت وکسب کرو۔ تب اللہ تعالیٰ آپ کی چاہت کو پورا فرمائے گا اگر آپ نے پیاس بجھانے کیلئے پانی پینے کی بجائے کھانا کھانا شروع کیا تو یقیناً نتیجہ الٹا نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پیاس کو مزید بڑھائیگا اگرچہ اللہ اس پر قادر ہے کہ روٹی کھانے سے آپ کی پیاس بجھادے مگر ایسا نہیں کرے گا اس لئے کہ یہ عادت اللہ کے خلاف ہے۔

آخر زمانہ میں انسان کیلئے مفید تر چیز کون سی ہوگی؟

عن ابی بکر بن مریم قال كانت لمقداد بن معد یکرب جارية تبيع اللبن و يقبض المقداد ثمنه فقيل له سبحان الله أ تبيع اللبن و تقبض الثمن فقال نعم و ما باس بذالک سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

(c) ketabton.com: The Digital Library

لیأتین علی الناس زمان لا ینفع فیه الا الدینار رواہ احمد.

''ابی بکر بن مریم سے روایت ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی جو حضرت مقداد کیلئے دودھ فروخت کرتی تھی اور اس کی رقم حضرت مقداد لیتے تھے۔ پس کسی نے ان سے کہا کہ سبحان اللہ تم رقم لے کر دودھ فروخت کرتے ہو، آپ نے کہا کہ ہاں اور اس میں کوئی عیب کی بات نہیں، میں نے خود حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان کو دولت کے بغیر کوئی چیز فائدہ نہیں دے گی''۔

(مشکوۃ شریف، باب الکسب وطلب الحلال ص۲۴۲)

عن سفیان الثوری قال کان المال فیما مضی یکرہ فاما الیوم فھو ترس المومن و قال لو لا ھذہ الدنانیر لتمندل بنا ھؤلاء الملوک و قال من کان فی یدہ من ھذہ شیئی فلیصلحه فانه زمان ان احتاج کان اول من یبذل دینه و قال الحلال لا یحتمل السرف. رواہ فی شرح السنة.

'' سفیان ثوری سے روایت ہے کہ ماضی میں مال و دولت کو برا سمجھا جاتا تھا مگر آج کل یہ مومن کے دین و دنیا کیلئے ڈھال ہے اور فرمایا

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہ اگر یہ دینار نہ ہوتے (یعنی اگر ہمارے پاس یہ سونا نہ ہوتا) تو موجودہ حکمران اور بادشاہان ہم سے تولیہ بنا لیتے (یعنی ہماری محتاجی سے فائدہ اٹھا لیتے) اور فرمایا کہ جس کے ہاتھ میں دولت ہو تو چاہیے کہ اسے بڑھائے (یعنی حلال کسب وتجارت سے اس میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتا رہے) کیونکہ آج کل وہ زمانہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہوا تو سب سے پہلے دین کو فروخت کرے گا اور فرمایا کہ مال حلال میں اسراف نہیں (خواہ کتنا ہی کثیر کیوں نہ ہو)''۔

(مشکوٰۃ، باب استحباب المال والعمر للطاعة ص ۴۵۱)

شارح مشکوٰۃ ملاعلی قاریؒ اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زمانہ ماضی میں مال و دولت اولیاء اللہ اور اہل حال اتقیاء کیلئے برا سمجھا جاتا تھا نہ کہ عام مسلمانوں کیلئے مگر اس زمانہ میں خواص اور عوام کیلئے ڈھال ہے حرام اور مشتبہ چیزوں، ظالم و جابر حکمرانوں، سرداروں وغیرہ کی ہم نشینی، دوستی اور ملازمت سے یہی مال حلال بچائے گا لہذا چاہیے کہ مال و دولت کو ضائع نہ کرے بلکہ تجارت کے ذریعے اس کو بڑھائے اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ طالبان حق اور مذہبی لوگ رزق حلال کیلئے کوشاں رہیں۔

(مرقات، ج ۱۰ص ۱۴۱)

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضرت سفیان ثوریؒ کا مقام اور شخصیت

هو السفيان الكوفي امام المسلمين و حجّة الله على خلقه جمع في زمنه بين الفقه والاجتهاد فيه والحديث والزهد ،والعبادة والورع والثقةواليه المنتهىٰ في علم الحديث و غيره من العلوم اجمع الناس على ديانته و زهده و ورعه و ثقته ولم يختلفوا في ذالک وهو احد الائمة المجتهدين و احد اقطاب الاسلام و اركان الدين .

''سفیان ثوریؒ کوفہ کے رہنے والے ہیں مسلمانوں کے امام اور اللہ کی طرف سے لوگوں پر حجت اور دلیل ہیں انہوں نے اپنے زمانہ میں فقہ، اجتہاد، علم حدیث، زہد و عبادت، تقویٰ اور اعتماد کو یکجا کیا (یعنی یہ تمام اوصاف آپ کی ذات گرامی میں جمع تھے) علم حدیث اور دیگر علوم کی انتہا آپ پر ہے۔ آپ کے زمانہ کے تمام لوگوں نے آپ کی دیانت، زہد و تقویٰ اور ثقہ ہونے پر اجماع اور اتفاق کیا ہے جس میں کسی کو اختلاف نہ تھا کہ آپ ائمہ مجتہدین میں سے تھے۔ اسلام کے لئے قطب اور دین کیلئے ستون تھے''۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ)

(c) ketabton.com: The Digital Library

چونکہ سہل پسندی اور تیار خوری کی وبا آج کل مسلمانوں میں بالعموم اور قبائل میں بالخصوص عام ہوتی جا رہی ہے۔ دن بھر بازاروں، ہوٹلوں، چائے خانوں اور پولیٹیکل حکام کے دفتروں میں لوگوں کا انبوہ رہتا ہے نیز مذہب سے لگاؤ رکھنے والے حضرات اپنی فرض ذمہ داریاں چھوڑ کر مستحبات اور نفلی عبادات کو فرض کا درجہ دینے لگے ہیں، بعض حضرات دنیاوی کسب وعمل کو بے دینی سمجھنے لگے ہیں اور بعض اسے عار سمجھتے ہیں بلکہ لوگوں سے سوال کر کے مانگنا اپنا حق سمجھتے ہیں کہ میں نے تو دین اور عبادت کیلئے زندگی وقف کر لی ہے اور یا اپنی حالت کا مظاہرہ اس انداز سے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ وہ صراحت کے ساتھ سوال کرنے سے زیادہ مؤثر سوال ہوتا ہے۔ بعض کے اہل وعیال مجبوری سے قرب وجوار والوں سے قرضوں کے نام سے گداگری پر مجبور ہو جاتے ہیں اور حسرت کی بات یہ ہے کہ اس غیر اسلامی روش کو انبیاء علیہم السلام کی پیروی اور عین اسلام اور دین داری کا رنگ دیا جا رہا ہے۔ اسلئے میں نے اس بحث کو ذرا طول دیا۔ شاید کسی کی نگاہ میں غیر ضروری دکھائی دے۔

باغات میں اعلیٰ ترین پودے لگانا شرعاً مطلوب ہے

ازروئے شریعت ہر نیک کام میں تین درجات ہیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

(۱) ادنیٰ (۲) متوسط (۳) اعلیٰ

شریعت چاہتی ہے کہ مسلمان ہر نیکی میں علو شان اور بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کریں ۔ باغبانی کے متعلق حضور علیہ السلام کی یہی تعلیمات ہیں اور امت سے یہی چاہتے ہیں اور ایسے عمل کرنے والے کے ساتھ آپ کی دعائیں ہیں ۔لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ شجر کاری میں اعلیٰ اور منفعت بخش پودے لگانے کا انتخاب کریں۔

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ارضکم رفعت لی منذ قعدتم الی فنظرت من ادناها الی اقصاها فخیر تمراتکم البرنیّ یذهب الداء ولا داء فیه.

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ جب سے تم میرے پاس بیٹھے ہو اس وقت سے تمہاری زمین میرے سامنے لا کر دکھا دی گئی ہے۔ میں نے اس کو آخری حدود تک اچھی طرح دیکھ لیا۔تمہارے کھجور (کے باغات) میں سے بہترین کھجور '' برنی '' ہے (جو کھجور کی ایک اعلیٰ قسم ہے) جو بیماری کے لئے شفاء ہے اور اس میں کوئی گزند نہیں ہے''۔

(کنز العمال ج ۱۲، ص ۳۴۱)

(c) ketabton.com: The Digital Library

عن محمد بن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بارک الله فی الجذامی و فی حدیقة خرج هذا منها .

''محمد بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ''جذامی'' میں برکت ڈالے اور اس باغ میں برکت ڈالے جس باغ سے جذامی کھجور نکل آتی ہیں''۔ (کنز العمال ج ۱۲، ص ۳۴۲)

جذامی ایک اعلیٰ قسم کی کھجور ہے جو علاقہ ''یمامہ'' میں پیدا ہوتی ہے وہاں سے کوئی حضور علیہ السلام کیلئے یہ کھجور بطور تحفہ لایا تھا جب آپ نے اس کی اعلیٰ کوالٹی دیکھی تو بہت خوش ہوئے اور یہ دعا دی۔

کسب اور صنعت میں کمال پیدا کرنے والے کیلئے حضور علیہ السلام کی دعا

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسجد نبوی کیلئے کچی اینٹیں تیار کر رہے تھے۔ ''حضر موت'' کا ایک شخص بڑی عمدگی سے مٹی گوندھ رہا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس کا کام دیکھ کر فرمایا۔

رحم الله امرءً حسن صنعة و قال له الزم انت هذا

(c) ketabton.com: The Digital Library

الشغل فانی اراک تحسنه".

"خدا اس پر رحم کرے جو کسی صنعت میں کمال پیدا کرے، پھر اس شخص سے فرمایا کہ تم اسی کام میں لگے رہو کیونکہ مجھے نظر آتا ہے کہ تم اسے عمدگی سے کرتے ہو"۔

(ابن ماجہ)

ذرا غور فرمائیں کہ کتنے پیار اور پرکشش انداز میں حضور ﷺ کسب وہنر میں سبقت اور مہارت کی تعلیم دے رہے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شجرکاری ہی نہیں بلکہ کسب وہنر کے ہر شعبے میں اعلیٰ ترین معیار اور کارکردگی کا مظاہرہ کرنا بھی نبوت کی منشاء ہے۔

درخت ہی انسان کا قدیم ترین محسن اور وفادار دوست ہے

ویسے تو کائنات میں انسان کے بہت سے دوست اور خدمت گزار ہیں لیکن یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ مشکل وقت پڑنے پر سب نے ساتھ چھوڑ دیا بجز درخت کے انسان اوّل حضرت آدم علیہ السلام جنت کے اندر جب بھولے سے گندم کا دانہ کھانے کی پاداش میں عتاب خداوندی کا نشانہ بنے تو تمام کائنات آپ سے بیزار ہوگئی، فرشتوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

نے خلیفہ ارض کا ساتھ چھوڑ دیا یہاں تک کہ جنتی لباس ان کے جسم سے بھاگ کر آدم اور حوا علیہما السلام کو ننگے اور برہنہ چھوڑ گئے۔

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک تھی ناگوار
گستاخئ فرشتہ ہمارے حضور میں

ایسی سخت ترین گھڑی اور بے کسی کے عالم میں اگر کسی نے ہمدردی کا ہاتھ بڑھایا تو وہ درخت ہی تھا۔

قولہ تعالیٰ: و طفقا یخصفٰن علیھما من ورق الجنۃ

"اور دونوں (آدم اور حوا) اپنی شرمگاہ درخت کے پتوں سے چھپانے لگے یعنی درخت نے ستر پوشی کیلئے پتے پیش کئے"۔

انسانیت کی موجودہ ترقی میں درخت کا کردار

اگر ہم لحہ بھر کیلئے فرض کرلیں کہ درخت اور اس کے جگر گوشے اور درخت کا خون اور پسینہ (تیل) کرۂ ارض سے نیست و نابود ہوتے ہیں تو یہی حسین و جمیل اور بہشت نما دنیا انسان کیلئے قابل نفرت اور جہنم کدہ بن کر رہ جائے گی۔

سائنسدانوں کا نظریہ

سائنس دانوں کا نظریہ ہے کہ پٹرول، ڈیزل، معدنی تیل، گیس

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور کوئلہ وغیرہ درخت ہی کے وجود کی مرہون منت ہیں۔قدیم زمانے میں جو عظیم جنگلات مختلف عوامل کے نتیجے میں زمین کی تہوں میں نیچے دب کر رہ گئے ، زمین کی اندرونی حرارت کے نتیجے میں ان کے روغنیات بہہ کر زمین کی تہوں میں چشموں اور تالابوں کی شکل میں محفوظ ہوگئے جن سے آج انسان حرارت اور انرجی کے میدان میں ان گنت خدمات لے رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

الذی جعل لکم من الشجر الاخضر ناراً.

'' اللہ وہ ذات ہے جس نے سرسبز درخت سے تمہارے لئے آگ پیدا کی''۔

ماضی میں اگر چہ درخت سے آگ وجود میں آنے کا تصور اور مفہوم بہت محدود تھا یعنی یہ کہ درخت کی خشک لکڑیوں کا جلانا ،مگر اس معنی کے لحاظ سے قرآن کریم کی قید'' اخضر''سرسبز وتازہ درخت بغیر کسی تاویل کے بظاہر بے جوڑ دکھائی دے رہا تھا مگر سائنس کے مذکورہ نظریہ کے پیش نظر درخت سے آگ پیدا کرنے کے مفہوم میں نہ صرف انتہائی وسعت پیدا ہوگئی ہے بلکہ ''شجر اخضر'' کی قید کی اہمیت اور اعجاز بھی سمجھ آنے لگا۔

درخت اور سبزہ زار زندگی کیلئے روح رواں ہیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

جس ہوا میں انسان اور دیگر حیوانات سانس لے رہے ہیں اس ہوا کے دو بڑے اجزاء ہیں۔(۱) نائٹروجن گیس ۷۸ فی صد (۲) آکسیجن گیس ۲۱ فی صد (۳) باقی ایک فیصد کاربن ڈائی آکسائیڈ یعنی دخانی اجزاء، آبی ذرات، خاکی ذرات اور اوزون گیس پر مشتمل ہوتا ہے۔

جیسے کہ کسی انجن کیلئے ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے اور ایندھن کے جلنے کے عمل سے انجن کے ہر ایک پرزے کو انرجی یعنی قوت پہنچ کر چلنے لگتا ہے اور جلا ہوا مادہ دھوئیں کی شکل میں انجن سے باہر نکلتا ہے۔

بالکل اسی طرح انسان جو کچھ کھاتا پیتا ہے اس کا ایک بڑا حصہ جسم کو قوت پہنچانے کیلئے ایندھن کا کام کرتا ہے۔اس ایندھن کو جلانے کیلئے آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے یہ آکسیجن ہم سانس کے ذریعے جسم میں داخل کرتے ہیں تو غذائی مواد سے حاصل شدہ ایندھن جلنے لگتا ہے اور نتیجۂ جسم کے جملہ پرزوں کو قوت اور حرارت ملتی ہے اور جلے ہوئے مواد کو ہم سانس کے ذریعے جسم سے باہر پھینکتے ہیں جسے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کہا جاتا ہے۔یہ ایک زہریلی گیس ہے جس میں کوئلے جیسے اجزاء شامل ہوتے ہیں۔جب ہم سانس باہر نکالتے وقت صاف آئینہ منہ کے سامنے رکھیں تو اس پر دھندلا اور کالا پن جم جاتا ہے۔یہی وہ دخانی اجزاء

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہیں جس میں کوئلے کے زہریلے اجزاء ملے ہوئے ہیں۔ آپ نے یقیناً بارہا سنا ہوگا کہ فلاں جگہ موسم سرما میں بند کمرے میں کوئلہ جلانے کے نتیجے میں اتنے لوگ مر گئے، یہ اس لئے کہ کمرے کے اندر کاربن ڈائی آکسائیڈ وافر مقدار میں جمع ہونے کے باعث دم گھٹ جاتا ہے۔ انسان کھانے پینے کے بغیر بھی کئی دنوں تک زندہ رہ سکتا ہے مگر آکسیجن کے بغیر تھوڑی دیر بھی زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسان اور حیوان ہوا کے اندر موجود آکسیجن کے ذریعے ہی اپنی زندگی کو طول دیتے رہتے ہیں۔

انسان اور حیوان کتنی آکسیجن خرچ کرتے ہیں؟ اور ہوا کی آلودگی میں کتنا اضافہ کرتے ہیں

علامہ طنطاوی المصریؒ اس بارے میں جو اعداد و شمار تحریر کرتے ہیں اس کی رو سے آج کل جبکہ انسانی آبادی تقریباً چھ ارب تک پہنچنے والی ہے، سال بھر میں کل انسان سانس اندر کھینچتے ہوئے اپنے بدن میں ۶۴۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰۔ چھ کھرب چالیس ارب مکعب میٹر (ایک مکعب میٹر برابر ۳۹ انچ) آکسیجن ہوا سے جذب کر لیتے ہیں جبکہ دوسرے حیوانات کا اندازہ اس سے چار گناہ زیادہ ہے اور ماہرین کے اندازے کے مطابق ہر انسان فی یوم ۲۵۰ گرام کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس سانس

(c) ketabton.com: The Digital Library

باہر نکالتے وقت خارج کرتا ہے۔ جسمیں ۵۷ گرام خالص کاربن عنصر (کوئلے کی اصل) شامل ہوتا ہے۔

(تفسیر الجواہر ج ۱۱، ص ۱۹)

علامہ طنطاویؒ کے اعداد و شمار کی رو سے (چھ ارب) انسان سال بھر میں ۱۷۱۴۲۸۴۰، ایک کروڑ اکہتر لاکھ، بیالیس ہزار، آٹھ سو چالیس ٹن خالص عنصر کاربن (کوئلے کی اصل) خارج کر لیتے ہیں۔ جب کہ مخلوط کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کی مقدار مذکورہ مقدار سے تین گنا سے بھی زیادہ ہے اور حیوانات کی خارج کردہ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور اس میں شامل خالص کوئلہ کا عنصر مذکورہ مقدار سے چار گنا زیادہ ہو سکتا ہے۔

سائنسی ایجادات کی آلودگی ماحولیات

ہم جانتے ہیں کہ موجود سائنسی اور صنعتی دور میں کارخانے مختلف صنعتیں، فیکٹریاں، ایٹمی بھٹیاں، تیل اور کوئلہ سے چلنے والی گاڑیاں، ایئر کنڈیشنڈ اور دیگر ان گنت آلات سے جو زہریلی گیس اور آلودگی پھیلتی جارہی ہے جس نے زمینی فضا تو کیا آسمانی حفاظتی چادر (اوزون) تک کو پھاڑنا شروع کر دیا ہے۔ اس آلودگی کا تو اندازہ لگانا بھی ناممکن ہے۔ اس طرح انسان اور حیوان جس فضا اور ہوا میں سانس لے رہے ہیں جس کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

صفائی اور پاکیزگی پر گویا کہ دو دھاری تلوار چلتی رہتی ہے۔ ایک طرف تو آکسیجن کا مذکورہ مقدار میں خرچ ہونا بلکہ اس میں روز افزوں اضافہ ہونا حالانکہ فضا اور ہوا کی صفائی کا نام ہی آکسیجن کی وافر مقدار میں موجودگی ہے اور دوسری طرف ہوا میں آلودگی کا مذکورہ تناسب سے اضافہ ہونا، یہی وہ منظر ہے جس کے پیش نظر آج کل سائنسدان اور ماہرین ماحولیات پیشین گوئی کرتے ہیں کہ فضا کی موجودہ آلودگی کی اگر روک تھام نہ کی گئی تو وہ دن دور نہیں کہ بارش کے ساتھ بالائی فضاء میں موجود آلودگی اور تابکار زہریلا مواد زمین پر لوٹ آئے گا۔ جس کے باعث فصلیں، جنگلات اور بر و بحر کے حیوانات کی زندگیاں اجیرن بن سکتی ہیں اور یہی پیشین گوئی قرآن کریم نے ۱۴سو سال پہلے کر دی ہے۔

ظهر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون .

"پھیل پڑی خرابی جنگل میں اور دریا میں، لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے چکھانا چاہیے ان کو کچھ مزا ان کے کام کا تا کہ وہ پھر آئیں"۔

(پارہ ۲۱ آیت ۴۱)

درخت آکسیجن پیدا کرنے اور آلودگی ختم کرنے کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

قدرتی کارخانے ہیں

چاہیے تو یہ تھا کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کی زہر آلودگی سے نہ صرف جملہ انسان بلکہ جملہ حیوانات بھی کب کے مر جاتے مگر موت اور تباہی کی اس یلغار کو درخت اور نباتات روکے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت دیکھئے کہ جس طرح انسان اور حیوانات کے دیگر فضلات (بول و براز) اشجار اور نباتات کی غذا اور خوراک ہیں جب کہ اشجار اور نباتات سے برآمد شدہ مواد (میوے، مشروبات، غلے، گھاس اور چارہ) انسانوں اور حیوانات کیلئے خوراک ہیں، اسی طرح درخت اور نباتات جب سانس اندر کھینچتے ہیں تو ہوا کے اندر موجود زہریلی گیس کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر لیتے ہیں اور یہی کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس ان کی بقاء کیلئے اتنی ہی اہم اور ضروری عنصر ہے جیسے انسان اور حیوان کیلئے آکسیجن اور جب سانس خارج کر دیتے ہیں تو اس کے ساتھ آکسیجن گیس خارج کر دیتے ہیں درخت وغیرہ نباتات کا ہوا کو صاف رکھنے کے اس دوطرفہ عمل کے نتیجے میں کرۂ ارض پر محیط ہوا انسان اور حیوانات کیلئے روح رواں اور زندگی بخش ہیں۔ اگر فرض کیا جائے کہ روئے زمین پر سبز پتا نیست و نابود ہو جاتا ہے تو بہت

(c) ketabton.com: The Digital Library

قلیل مدت میں ہوا کے اندر موجود آکسیجن گیس ختم ہو جائے گی اور کرۂ زمین کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس سے بھر کر زندگی کے خاتمے کا باعث بنے گی۔

درخت عموماً رات کو سوتے ہیں، سونے کی حالت میں وہ آکسیجن خارج نہیں کرتے البتہ چونکہ کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس درخت کی خوراک ہے وہ درخت کے آس پاس بکثرت موجود ہوتی ہے۔ اس لئے طبی نقطۂ نگاہ سے رات کو درخت کے نیچے سونا صحت کیلئے مضر ہے مگر دن کو باغات سبزہ زار میں چلنا، پھرنا یا ورزش کرنا درختوں کے نیچے سونا صحت کے لئے مفید تر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ایسے مواقع میں آکسیجن بکثرت موجود ہوتی ہے۔ جو زندگی کیلئے مفید اور روح افزاء ہوتی ہے۔

درخت طوفانی ہواؤں کیلئے بریکر ہیں

بعض اوقات تیز طوفانی ہوائیں فصلوں اور آبادیوں کیلئے انتہائی تباہی کا باعث بنتی ہیں خاص کر ہموار، چٹیل میدانوں اور ساحلی علاقوں میں کہ ایسے مواقع میں ہوا کی رفتار کیلئے کوئی رکاوٹ اور مزاحمت نہیں ہوتی چونکہ درخت اور باغات ہوا کی رفتار کیلئے قدرتی بریک کا کام دیتی ہیں عین ممکن ہے کہ بعض درخت اس مزاحمت میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو

(c) ketabton.com: The Digital Library

بیٹھیں، مگر آبادیوں کیلئے تحفظ فراہم کریں گے۔

درخت طوفانی سیلابوں اور بارشوں سے قدرتی حصار ہے

بسا اوقات طوفانی سیلاب قیمتی زمین بلکہ دیہات تک بہا کر لے جاتے ہیں نیز طوفانی اور تیز بارشیں زمین کی سطح کا زرخیز حصہ بہا کر اسے بنجر تہہ میں تبدیلی کر دیتی ہیں، بارش کے اس دست برد اور ظلم سے درخت کی جڑیں زمین کے تحفظ کیلئے قدرتی جنگلے کا کام دیتی ہیں۔

جنگلات باران رحمت اپنی طرف کھینچتے ہیں

جن علاقوں میں درخت کے جنگلات کثرت سے ہوں، وہاں بارشیں کثرت سے برستی ہیں۔ سائنسی نقطۂ نگاہ سے تو اس کی توجیہہ یہی کی جاتی ہے کہ درخت کے اندر ہوا سے نمی جذب کرنے اور بادل کے اندر برقی رووٴں کے کھینچنے کی قوت جاذبہ موجود ہے۔ اس لئے بجلی عموماً درختوں پر گرتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف " **رب الانسان** " ہی نہیں بلکہ " **رب العٰلمین** " یعنی پوری کائنات کا پالنے والا بھی ہے ۔چونکہ جنگلات کو پانی کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے اور وہ خود بے پروپا ہونے کی وجہ سے چل کر پانی تک پہنچنے سے قاصر ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمت بادلوں کو پانی سے بھر کران کی طرف ہانک کران پر

(c) ketabton.com: The Digital Library

پانی برساتی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ شجر کاری کے ان گنت منافع اور فوائد میں سے بعض وہ فوائد ہیں جن سے بیشتر لوگ یا تو بے خبر ہیں اور یا نفع پہنچانے اور فیض رسانی کے عظیم مقام اور ثواب کے بارے میں بے حس ہیں۔ شجر کاری کا یہی لا متناہی عام منفعت کی بناء پر تو فقہاء احناف ؒ نے اس پیشے اور کسب کو جملہ پیشوں پر فضیلت اور ترجیح دی ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم ''مبسوط'' کے حوالہ سے پڑھ چکے ہیں۔

ازروئے شریعت درختوں کا تحفظ اور اس کی اہمیت

کسی چیز کا حصول نہ تو اتنا ضروری ہوتا ہے نہ اہم جتنا کہ اس کی حفاظت اور نگرانی، مسلمانوں پر کسی کا مسلمان بنانا نہ تو فرض ہے اور نہ واجب مگر کسی کافر کا اسلام لانے کے بعد اس کیلئے ایمان اور اسلام کا تحفظ فرض ہے، اگر وہ مرتد ہونا چاہتا ہے تو کسی قیمت پر اس کے ایمان کو ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔

قرآن کریم کا یاد کرنا نہ فرض ہے اور نہ واجب، مگر جب ایک مرتبہ قرآن کو یا بعض سورتوں اور آیات کو اچھی طرح یاد کیا، اب لا ابالی پن اور غفلت سے اگر بھلا دیا تو یہ عظیم کبیرہ گناہ ہوگا۔ ایسا ہی

(c) ketabton.com: The Digital Library

شجر کاری اور اس میں سے نفع بخش اور مفید تر کا انتخاب اگر چہ شرعاً مطلوب اور عقلاً ناگزیر ہے مگر اس سے کہیں بڑھ کر ان کا تحفظ اور نگہداشت ضروری اور اہم ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ پہاڑی اور دشوار گذار علاقوں میں معیشت کی مصنوعی ترقیاں، کارخانے اور فیکٹریاں وغیرہ نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی اس لئے قدرت عموماً وہاں قیمتی درختوں کے خودرو جنگلات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ پیدا فرماتا ہے اور پہاڑی علاقوں میں ہموار زمینوں میں قیمتی پھل اور میوہ جات کے باغات کیلئے بہ نسبت نشیبی علاقوں کے موزوں اور مناسب آب وہوا کا انتظام فرماتی ہے۔

لیکن بدقسمتی سے تیار خور قبائلی باشندوں اور خودغرض متعلقہ حکام کی ملی بھگت کے نتیجے میں اس عظیم ملی اور قومی سرمایہ کا ایسی بے دردی سے ضیاع کیا گیا کہ کوئی سنجیدہ دشمن بھی ہرگز ایسا نہیں کرتا۔ ستم ظریفی یہ کہ اپنوں کو اس کی دینی اور دنیاوی تباہی کا احساس تک نہیں ہے۔ کوئی بھی مذہب پسند، تقویٰ شعار اور اسلامی تعلیمات کا علمبردار شخص نہ تو اس اجتماعی منکر کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اور نہ ہی اس ضیاع کو گناہ سمجھ کر خدا سے استغفار مانگتا ہے، حق تو یہ تھا کہ جنگلات کے اس بے دریغ اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

غیر ضروری کٹائی کی تلافی کیلئے ان پہاڑوں میں نئے پودے لگائے جاتے اور ان کے تحفظ کیلئے قومی انتظامات کئے جاتے مگر یہ ناعاقبت اندیش مسلمان اور دین ابراہیمی علی صاحبہا السلام کے پیروکاران تلف کردہ درختوں کی خودرو نسل اور بچوں کے قتل عام کیلئے برائے نام قیمت کی وصولی کی خاطر کلہاڑیاں تیز کر چکے ہیں۔ اس لئے بطور نصیحت مناسب سمجھتا ہوں کہ درختوں کی تحفظ کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی ایک جھلک ہدیۂ ناظرین کرلوں۔

عن علی رضی الله عنه قال قال لی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم اخرج فاذن فی الناس من الله لا من رسوله لعن الله قاطع السدرة.

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ لوگوں میں یہ اعلان کردو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے نہ حضور ﷺ کی ذاتی رائے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیج دی ہے بیر کا درخت کاٹنے والے پر''۔

(کنز العمال، ج ۳، ص ۸۹۵)

عن معاویه رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قاطع السدرة یصوب الله راسه فی النار.

(c) ketabton.com: The Digital Library

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بیر کا درخت کاٹنے والے کو اللہ تعالیٰ سر کے بل جہنم میں ڈال دے گا''۔ (حوالہ مذکور)

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبتٍ ینبت الا ویحمہ ملک موکل بہ حتی یحصدہ فایّما امرئ وطئ ذالک النبت یلعنہ ذالک الملک .

'' حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک اگنے والے پودے کی حفاظت اور پرورش کیلئے ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے پس جو شخص کسی نوزائیدہ پودے کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالتا ہے تو وہ باغبان اور مالی فرشتہ اس پر لعنت بھیجتا ہے اور اس کیلئے بد دعا کرتا ہے''۔

(کنز العمال ج ۳، ص ۹۰۵)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حول المدینۃ اثنیٰ عشر میلا حمیٰ.

'' حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضور ﷺ نے مدینہ منورہ کے اردگرد ۱۲ میل علاقہ محفوظ قرار دیا تھا۔ جس میں خودرو درخت اور جڑی بوٹیوں کا کاٹنا ممنوع قرار دیا تھا''۔

(کنزالعمال ج ۱۴، ص ۱۳۴)

عن صالح ان سعداً وجد عبيداً من عبيد المدينة يقطعون من شجر المدينة فاخذ متاعهم و قال يعنى لمواليهم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى ان يقطع من شجر المدينة شيئى وقال من قطع منه شيئا فلمن اخذه سلبه.

'' حضرت صالح نے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے غلاموں میں سے چند غلام درخت کاٹتے ہوئے پکڑ لئے اور ان سے ان کا سامان چھین لیا جب ان غلاموں کے مالکان نے حضرت سعدؓ سے بات کی تو آپ نے انہیں بتایا کہ میں نے خود حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے درخت کاٹنے سے ممانعت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ جس نے کسی کو مدینہ کے اطراف میں درخت کاٹتے ہوئے پکڑ لیا تو درخت کاٹنے والے کا سارا سامان پکڑنے والے کا ہے''۔ (رواہ ابوداؤد)

عن عبد الكريم ان عمر ابن الخطاب قال لغلام

(c) ketabton.com: The Digital Library

قدامة انت علی هولاء الحطّابين فمن وجدته احتطب من بين لابتی المدينة فلک فاسه و حبله.

''حضرت عبدالکریم سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت قدامہ کے غلام کو جلانے کیلئے لکڑی کاٹنے والوں پر نگران مقرر کیا اور اس کو حکم دیا کہ اگر کسی کو مدینہ کے اطراف (۱۲ میل علاقہ محفوظ) میں لکڑی کاٹتے ہوئے پالیا تو اس کا جملہ ساز و سامان ضبط کر لینا''۔ (کنز ج ۱۴)

احادیث مذکورہ کے متعلق ضروری وضاحت

مذکورہ یا بعد میں ذکر کی جانے والی احادیث کے متعلق محدثانہ تحقیقات یا مذاہب کے ائمہ اور فقہاء کرام کے فقہی اختلافات اور موشگافیوں کو چھیڑنا میرا موضوع بحث نہیں بلکہ مذکورہ احادیث سے جو چیز بلا تأمل ثابت ہوتی ہے وہ ہے درختوں اور سبزہ زاروں کی حفاظت اور نگہداشت۔ جس سے بلا تأمل شہری اور دیہاتی آبادیوں میں افزائش جنگلات کی شرعی اہمیت اور ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

نیز جن درختوں اور پودوں کے کاٹنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ ان سے مراد خودرو اور جنگلی درخت ہیں کسی انسان کے کاشت کردہ مملوک درختوں کا کاٹنا مالک کیلئے ممنوع نہیں ہے۔ اس فرق کی بنیادی وجہ یہی

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے کہ جو شخص محنت و مشقت سے کسی درخت کو پالتا ہے وہ بغیر کسی شدید ضرورت اور اہم مصلحت کے ہرگز اسے نہیں کاٹتا اس لئے اس کے کاٹنے پر شرعی پابندی لگانے کی کیا ضرورت؟ البتہ قدرت کے لگائے ہوئے اور پالے ہوئے درختوں کو جاہل لوگ مال غنیمت سمجھ کر بیدردی سے ضائع کر تے ہیں ، جس کے نتیجے میں پوری آبادی نہ صرف عظیم فوائد سے محروم ہو جاتی ہے بلکہ بے شمار نقصانات سے بھی دوچار ہو جاتی ہے جن کا ذکر پچھلے صفحات میں بطور نمونہ ہم پڑھ چکے ہیں ۔ اس لئے شریعت نے ایسے درخت اور جڑی بوٹیوں کے کاٹنے کی ممانعت کی تعلیم و تربیت دی ہے۔

تحفظ حیوانات کے متعلق اسلامی تعلیمات

اللہ تعالٰی حکیم ذات ہے اور لفظ حکیم کا مفہوم اور معنی ہی یہی ہے کہ اس کا کوئی کام فائدہ سے خالی نہیں ہوتا ۔ زمین پر چلنے والے ہوں یا رینگنے والے ، ہوا میں اڑنے والے ہوں یا پانی میں تیرنے والے ، جملہ حیوانات کی تخلیق اللہ تعالٰی نے انسان کی خدمت اور نفع پہنچانے کیلئے کر دی ہے یہ اور بات ہے کہ ہماری نادانی اور بے علمی کے سبب سے ہمیں ان فوائد کا علم نہیں یا ان حیوانات سے مطلوبہ فوائد حاصل کرنے اور انہیں خادم بنانے سے ہم بے دست و پا ہیں ۔ ذرائع ابلاغ سے یہ بات واضح

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے کہ آج کل سائنسدان حیوانات سے کیا کیا خدمات لینے کی ابتداء کر چکے ہیں ، جن کے ذکر سے غیر ضروری طوالت کے سبب اعراض ہی مناسب ہے البتہ حیوانات میں سےبعض موذی اور ضرر رساں بھی ہیں جن کے مارنے کا شریعت نے حکم دیا ہے مثلاً مکھی ، مچھر ، بھڑ ، بچھو اور بعض سانپ وغیرہ مگراس کی تخلیق میں بھی انسانوں کیلئے بے شمارفوائد ہیں وہ یہ کہ ہر چیز میں جب بدبو اور بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے تو اس میں زہریلے مواد بننے لگتے ہیں۔ یہ زہریلے مواد جب خشک ہوکر ہوامیں گردوغبار کے ساتھ اڑتے ہیں اور فضا میں پھیل جاتے ہیں تو انسان اور دیگر حیوانات کے بدن میں سانس لینے اور کھانے پینے کی اشیاء کی وساطت سے داخل ہوکرمہلک وبائی امراض کے پھیلنے کا سبب بنتے ہیں۔ انسان کوان مہلک امراض سے بچانے کی خاطر اللہ تعالیٰ مذکورہ زہریلے مواد سے مکھی وغیرہ پیدا فرمادیتا ہے ۔اس طرح گویا قدرت نے مذکورہ زہریلے مواد کو فضا میں پھیلنے سے روک کران کے عام ضرر اور نقصان کومحدود کردیا اور پھران اڑنے اور چلنے والے زندہ اور موذی اجسام کا شکار کرنے کیلئے مختلف شکاری پرندے اورحیوانات پیدا کئے اور ساتھ ہی انسان کوبھی ان کے مارنے کی اجازت دی ۔اس طرح قدرت نے انسانوں کو بے شمار

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہلاکتوں اور بیماریوں سے محفوظ کیا۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس چیز کی پیدائش کو انسان بے کار اور ضرر رساں سمجھتا ہے اس کے پیدا کرنے میں خدا تعالیٰ کی کتنی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

موذی نقصان دہ حیوانات کی تخلیق کی حکمت

مگر یا درہے کہ مذکورہ موذی اور نقصان دہ حیوانات کی کثرت ان علاقوں اور آبادیوں میں ہوتی ہے۔جہاں کے لوگ صفائی کیلئے مقرر کردہ اصول اور قوانین پر عمل نہیں کرتے جن شہروں ، دیہاتوں ، گلی کوچوں اور گھریلو استعمال کی چیزوں میں اور ارد گرد کے ماحول، بول براز اور دیگر غلاظتوں کی صفائی کا کوئی اصول نہ ہو ہر طرف گندگی کے ڈھیر ، غلاظت اور بدبو سے ماحول زہر آلود ہوتو ایسے علاقوں میں اگر قدرت ہوا کو صاف رکھنے کیلئے مذکورہ موذی حیوانات کی تخلیق کا متبادل انتظام نہ کرتی تو وبائی امراض پھیلنے سے نسل انسانی کا قتل عام شروع ہوجاتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صفائی کی اہمیت اور ضرورت کو مختلف پیرایوں میں مسلمانوں کو سمجھاتا ہے۔کبھی فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو بہت زیادہ صفائی کرتے ہیں جیسے نماز پنج وقت کی صحت کیلئے بدن ، لباس اور مکان کی صفائی فرض قرار دی ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ صفائی ایمان کا نصف حصہ یا ایمان کا ایک حصہ ہے۔مگر افسوس کہ مسلمان نے قرآن وحدیث کے ان اہم احکام کو مسجد کی چار دیواری تک محدود سمجھا ہے۔مسجد سے باہر وہ صفائی کے اصول کو پس پشت ڈال چکا ہے جبکہ اس کے برعکس آج کل ترقی یافتہ غیر مسلم اقوام نے پورے معاشرے اور ماحول کیلئے صفائی کو ہر ضرورت پر مقدم قرار دیا ہے۔

ایک سبق آموز لطیفہ

میرا ایک دوست ہے جو ''ویانا'' میں پاکستانی سفارت خانہ میں افسر تھا وہ ایک واقعہ سنانے لگا کہ ہم (میاں، بیوی) گھر کے صحن میں بیٹھے تھے کہ اچانک میری چھوٹی بچی کمرے سے دوڑ کر، روتی باہر آئی اور کہنے لگی کہ کمرے میں باؤلینی ڈراؤنی چیز ہے۔ جب ہم اندر گئے تو بچی نے دیوار پر بیٹھی ہوئی مکھی کی طرف اشارہ کیا کہ وہ ہے۔ چونکہ اس نے اس سے پہلے مکھی کہیں نہیں دیکھی تھی اس لئے اس کی نظر میں یہ ایک ڈراؤنی بلا تھی۔ کہنے لگے کہ ہم دیر تک ہنستے رہے، خیر مکھی تو مار ڈالی اور بچی مطمئن ہوئی اور اسے مذاق میں بتایا کہ جب تو پاکستان میں اپنے گھر پہنچ جائے گی۔تب تجھے اس ڈراؤنی چیز سے الفت ہو جائے گی۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

قصہ کوتاہ: بات حیوانات اور پرندوں کی افادیت کی ہو رہی تھی تو شرعی تعلیمات کی رو سے بیشتر حیوانات کا تحفظ اور افزائش انسانی آبادی کیلئے ایک اہم اور مفید عنصر ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام اور تحفظ حیوانات

جب انسانیت پر ان کی بداعمالیوں کی پاداش میں طوفان نوح کی شکل میں تباہی اور بربادی آنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ صرف ایمان لے آنے والوں کے بچانے کا انتظام نہیں کرنا بلکہ جملہ حیوانات میں سے ایک ایک جوڑے (نر، مادہ) کی حفاظت اور بچانے کا بھی انتظام کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

قلنا احمل فیها من کل زوجین اثنین و اهلک الا من سبق علیه القول و من امن. الآیة.

''ہم نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ کشتی میں سوار کر لو جملہ حیوانات میں سے دو دو جوڑے اور اپنے گھر والوں کو بھی بجز اس کے جس کے بارے میں ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا ہے اور جملہ مؤمنین کو بھی کشتی میں سوار کر لو''۔ (پارہ ۱۲، ھود، آیت ۴۰)

تشریح: معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ حیوانات

(c) ketabton.com: The Digital Library

کا وجود اگر انسانوں کی بقاء کیلئے انتہائی اہم اور شریعت الٰہی میں مطلوب نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو اس نازک گھڑی میں اتنا عظیم بوجھ اٹھانے (کشتی میں مختلف حیوانات کی گنجائش کا انتظام، ان کا کھانا پینا اور ان کو جمع کر کے سوار کرنا وغیرہ) کا حکم کیوں دیتے؟ تفصیل کیلئے میری تالیف ''علوم الانبیاء اور تسخیر کائنات'' کا مطالعہ کریں۔

منشور ابراہیمی اور تحفظ حیوانات

اس کتاب کی ابتداء میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرکز اسلام (بیت اللہ شریف) کی تعمیر کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور جس عمرانی منشور کو منظوری کیلئے پیش کیا اس میں بیت اللہ شریف کے اردگرد پہاڑی علاقہ میں میلوں تک حیوانات اور پرندوں کے شکار کو ممنوع قرار دینے کا قانونی دفعہ بھی شامل تھا اور آج بھی شریعت محمدی میں وہ قانونی دفعہ جوں کا توں برقرار ہے۔

جملہ انبیاء علیہ السلام نے اپنے اپنے علاقوں میں حیوانات کو تحفظ دیا ہے

ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ''عمرانی منشور'' کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

پیروی کرتے ہوئے جملہ انبیاء علیہم السلام نے اپنے اپنے علاقوں میں ایسے محفوظ علاقے قائم کر دیئے تھے جہاں جنگلی حیوانات اور پرندوں کا شکار کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا تھا۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لکل نبی حرم و انی قد حرمت المدینة کما حرم ابراهیم مکة .

'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہر ایک نبی کا حرم (علاقہ محفوظ جہاں شکار وغیرہ کی ممانعت تھی) ہوتا تھا اور بے شک میں نے مدینہ منورہ کو ایسا ہی علاقہ محفوظ بنا دیا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو علاقہ محفوظ بنا دیا تھا''۔

(کنز العمال ج ۱۲، ص ۲۴۴)

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال حرم رسول الله صلی الله علیه وسلم ما بین لا بتی المدینة فلو وجدت الظباء ما بین لا بتیها ما ذاعرتهن و جعل حول المدینة اثنی عشر میلا حمیٰ.

'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ کے دو اطراف کے درمیان یعنی اردگرد

(c) ketabton.com: The Digital Library

بارہ میل تک علاقہ محفوظ بنادیا ہے۔اگر میں اسکے اندر ہرنوں کو دیکھ لوں تو انہیں ہرگز خوفزدہ نہیں کروں گا''۔

(کنزالعمال ج ۱۲ص ۱۴۳)

عن شرجیل ابی سعد انه دخل الاسواق فصاد فیها طائرا فدخل زید ابن ثابت وهو معه فعرق اذنه وقال خل سبیله لا ام لک اما علمت ان النبی صلی الله علیه وسلم حرّم ما بین لا تبیها.

''شرجیل کہتا ہے کہ میں مدینہ منورہ کے شہر میں داخل ہوا تو میں نے ایک پرندہ پکڑلیا، پھر زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور وہ پرندہ میرے پاس تھا۔تو حضرت زید نے میرے کان کھینچ کر کہا کہ چھوڑ دو اس پرندے کو تیری ماں نہ ہو، تجھے معلوم نہیں کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ کے اطراف میں شکار کرنا ممنوع ٹھہرایا ہے''۔

(کنزالعمال ج ۱۴،ص ۱۴۲)

عن سلیمان ابی عبد الله قال رایت سعد ابن بی وقاص اخذ رجلاً یصید فی حرم المدینة الذی حرم رسول الله صلی الله علیه وسلم فسلبه ثیابه فجاء موالیه فکلموه فیه فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حرم هذا

(c) ketabton.com: The Digital Library

الحرم و قال من اخذ احداً يصيد فيه فليسلبه فلا ارد عليكم طعمة اطعمنيها رسول الله صلى الله عليه وسلم و لكن ان شئتم دفعتم اليكم ثمنه .

''حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک آدمی کو پکڑ رکھا تھا جو مدینہ منورہ کے علاقہ محفوظ میں شکار کر رہا تھا تو حضرت سعدؓ نے اسکے کپڑے اور ساز و سامان چھین لیا جب اس غلام کے مالک حضرت سعدؓ کے پاس چھینا ہوا سامان واپس کرنے کے بارے میں بات چیت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ حضور ﷺ نے اس علاقے میں شکار کرنا ممنوع قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے یہاں کسی کو شکار کھیلتے پکڑا تو ضرور اس سے اس کے کپڑے اور سامان وغیرہ چھین لے۔ لہذا جو چیز مجھے حضور علیہ السلام نے دلوائی ہے وہ تو کسی صورت میں واپس نہیں کروں گا ، البتہ اگر تم چاہتے ہو تو اس سامان کی قیمت دے دونگا''۔

(ابو داؤد، کنز العمال ج ۱۴ ص ۱۳۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شخصیت

(c) ketabton.com: The Digital Library

آپ جلیل القدر صحابی ہیں، سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔
آپ کے بقول اسلام لانے والوں میں وہ تیسرے نمبر پر ہیں اور "عشرہ مبشرہ"، یعنی ان دس صحابہ میں سے ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں جنت کی بشارت دی تھی اور تمام صحابہ میں سب سے پہلے جہاد میں تیر پھینکنے والے آپ ہیں۔ جنگ احد کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے جسم کو ڈھال بنا رکھا تھا اور ساتھ ہی کفار پر تیر بھی برسا رہے تھے اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا "**ارم فداك ابی وامی**" کفار پر تیر پھینکتے رہو تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کیلئے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ "**اللهم سدد سهمه و أجب دعوته**" اے اللہ سعدؓ کا تیر نشانہ پر ٹھیک بٹھا اور آپؓ کی دعا قبول فرما اور حضور علیہ السلام کی دعا کا اثر تھا کہ آپؓ کا تیر کبھی نشانہ سے خطا نہیں جاتا اور نہ ہی آپ کی دعا رد ہوتی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ "**مستجاب الدعوات**" یعنی مقبول دعا والے کے لقب سے مشہور تھے، عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت میں کوفہ کے گورنر رہ چکے ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے سب سے آخر میں وفات

(c) ketabton.com: The Digital Library

پائی۔ایسی عظیم شخصیت کی طرف سے مدینہ منورہ کے اطراف میں شکار کھیلنے والوں کے بارے میں مذکورہ سخت برتاؤ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ازروئے شریعت جنگلی جانوروں اور پرندوں کے تحفظ کی کتنی اہمیت ہے۔

طائف کا محفوظ علاقہ

حجاز مقدس میں طائف کی زرخیزی اور تاریخی اہمیت سے کون واقف نہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں کے سبزہ زاروں اور زرخیزی کو دوبالا کرنے کیلئے ''وج'' نامی علاقہ کو محفوظ علاقہ قرار دیا تھا۔

عن زبير رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان صيد و ج و عضائه حرام لله .رواه ابو داؤد.و قال محيي السنة و ج من ناحية الطائف.

''حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علاقہ ''وج'' میں شکار کھیلنا اور خود رو درخت کاٹنا ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے، محی السنۃ نے فرمایا ہے کہ ''وج'' طائف کے نواح میں ایک جگہ کا نام ہے''۔ (ابوداؤد)

حاصل کلام:

پرندوں اور حیوانات کی افزائش اور تحفظ کی اہمیت اور ضرورت

(c) ketabton.com: The Digital Library

کیلئے کسی مسلمان کی نگاہ میں اس سے مزید دلائل اور فوائد اور کیا ہو سکتے ہیں کہ یہ عمل عین رضائے الٰہی، منشور ابراہیمی اور جملہ انبیاء علیہ السلام کی پیروی کا آئینہ دار ہے۔

پرندوں اور دیگر حیوانات کی منفعت اور اہمیت

انسانی معیشت کیلئے زمین کی برآمدات کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی ہے۔ کھیتی باڑی، باغات، شجر کاری کے غلے، پھل سبزی اور آمدنی صرف زمین دار کی محنت، مشقت اور باغبانی کا نتیجہ نہیں، بلکہ اس میں پرندے اور دیگر اڑنے والے اور رینگنے والے، چلنے پھرنے والے خدائی خدمت گاروں کا بھی بہت اہم رول ہے۔ جس کے بغیر زمین دار کی اکیلی محنت اور مزدوری سے خاطر خواہ نتائج اور منافع کے حصول کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

زمین سے برآمد شدہ نباتات اور اگنے والی چیزوں کا سخت ترین دشمن حشرات الارض ہیں جن کی مختلف اقسام اور نام ہیں، ان سب کی ابتدائی شکل انڈے کی ہوتی ہے پھر کیڑے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اس کے بعد بعض اڑتے ہیں، بعض رینگتے ہیں اور بعض پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض اتنے باریک اور ننھے اجسام کے ہوتے ہیں کہ انسانی نگاہ کی حد

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے باہر ہوتے ہیں۔ان میں سے بعض دن بھر باغات پر یلغار کرتے ہیں اور بعض دوسرے دن بھر چھپے رہتے ہیں اور رات کے اندھیرے میں حملہ آور ہوتے ہیں۔

رحمت الٰہی دیکھئے کہ اللہ تعالٰی نے ان موذی حشرات کی افواج کو ختم کرنے کیلئے مختلف پرندے وغیرہ پیدا فرمائے ہیں۔جن کی محبوب ترین غذا یہی کیڑے مکوڑے اور حشرات الارض ہیں۔

فصل بہار میں جوں ہی مذکورہ کیڑے مکوڑے اپنے انڈوں کے خول سے باہر آنا شروع کر دیتے ہیں تو اچانک مختلف پرندوں کی افواج نمودار ہوتی ہیں جو اس موسم کے سوا سال بھر نظر نہیں آتے گویا کہ غیب سے انہیں حکم ملا کہ فلاں علاقے میں زمین دار کی محنت پر دشمنوں نے ایسا بھرپور حملہ کیا ہے کہ جس کا دفاع مقامی افواج (وہاں کے رہنے والے پرندے) نہیں کر سکتے لہذا تمہیں ان کی مدد کیلئے فوراً پہنچنا چاہیے۔

شان الٰہی دیکھئے کہ ان پرندوں میں سے بعض کو اللہ تعالٰی نے دیکھنے کی،بعض میں سننے کی اور بعض میں سونگھنے کی اتنی تیز قوت ودیعت کی ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے،نیز بعض پرندے دن بھر دشمنوں کا پیچھا کرتے ہیں جبکہ بعض دوسرے رات بھر چوکیداری کرتے ہیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

حضرت سلیمان علیہ السلام کا سفیر ''ہُدہُد''

عظیم صوفی شاعر مولانا رومیؒ مثنوی میں لکھتے ہیں کہ ہد ہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی تیز نگاہ اور فہم دی ہے کہ پانی زمین کے اندر خواہ کتنی ہی گہرائی میں ہو اسے دیکھ سکتا ہوں اور یہ بھی معلوم کر سکتا ہوں کہ یہ پانی میٹھا ہے یا کڑوا، اسی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام دوران سفر ہدہد کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ بہر حال اس قصہ کی حقیقت جو بھی ہو، کم از کم اتنی بات تو مشاہدہ کی ہے کہ ہدہد کو جہاں بھی آپ کھیتوں میں دیکھیں گے وہ اپنی لمبی چونچ سے زمین کی کھدائی میں مصروف ہوگا اور زمین کے اندر چھپے کیڑے نکال کر کھاتا رہتا ہے۔ وہ زمین کی سطح پر پڑے ہوئے دانے نہیں چگتا۔

تیشہ دار پرندہ:

دوران اسیری ہری پور سنٹرل جیل میں مجھے ایک علیحدہ احاطے (قید تنہائی) میں رکھا گیا تھا۔ اپنے معمولات کی تھکاوٹ اتارنے کیلئے احاطے کے اندر چہل قدمی کرتے ہوئے (درخت، گل بوٹے اور پرندوں) سے لطف اندوز ہوتا رہتا۔ ٹالی کے درخت میں (کٹ کٹ) کی آواز سنی، جب دیکھا تو درخت کے تنے کے بالائی حصہ کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ساتھ ایک چھوٹا سا حسین پرندہ چمٹا ہوا تھا جس کی چونچ بالکل تیشہ جیسی تھی اور وہ زور زور سے درخت کے تنے پر متواتر ضربیں لگانے میں مصروف تھا۔ اندازاً ایک مربع انچ مگر بالکل گول سوراخ بنانے میں مصروف تھا جس سے وہ پرندہ درخت کے تنے کے اندر داخل ہو سکے، اس منظر کو دیکھنے کے بعد میں نے مختلف درختوں میں وہی عجیب وغریب سوراخ دیکھ لیں جو شاید کوئی ماہر کاریگر ہی بنا سکتا ہے، مقامی لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس نوع کے پرندے کو قدرت نے کوئی ایسی حس دی ہے کہ درخت کے تنے اور شاخ کے اندر موجود کیڑے کو محسوس کرتا ہے اور پھر سوراخ کر کے اس کو نکال کر کھاتا ہے اور یہی اس پرندے کی غذا ہے۔ غور کیجئے کہ درخت کے تنے کے اندر چھپے ہوئے درخت کے دشمن کا کھوج لگانا اور پھر درخت کو گزند پہنچائے بغیر اسے مار ڈالنا اگر یہ ننھا قدرتی پرندہ سر انجام نہ دیتا تو باغباں کیا کرتا؟

کوّا اور انسانیت پر اس کا احسان

مخلوقات میں سے انسان کا معلم اول ہونے کا شرف اس حقیر اور راندۂ درگاہ پرندے کو حاصل ہے جسے ہم کوا کہتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو

(c) ketabton.com: The Digital Library

قتل کیا چونکہ انسانوں میں سے یہی پہلا مردہ اور میت تھی ، اب اسے سنبھالنا قاتل بھائی کیلئے ایک مشکل مسئلہ بنا۔ رشتۂ خون کی حرارت اس کی بھی اجازت نہیں دیتی تھی کہ قاتل اپنے مقتول بھائی کی لاش یوں ہی درندوں کے چیر نے پھاڑنے اور پرندوں کو نوچنے کیلئے چھوڑ دے یا یونہی گلے سڑے۔

کششِ کہ عشق دارد نہ گذاروت بدنیساں
بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد

اور نہ ہی قاتل کو اپنے مقتول بھائی کی لاش کو باعزت طور پر سنبھالنے کی کوئی صورت سمجھ آتی تھی ۔ اس مشکل کے حل کیلئے اللہ تعالیٰ نے کوا بھیجا، وہاں کسی پرندے (شاید کوے) کی لاش پڑی تھی ۔ کوا اس لاش پر کچھ دیر تک چلایا اور نوحہ کیا اس کے بعد زمین کے اندر گڑھا (قبر) کھودنا شروع کر دیا۔ قابیل بھی اسے دیکھتا رہا۔ قبر کی تکمیل کے بعد کوے نے اس مردہ لاش کو قبر میں ڈال دیا اور اس کے اوپر ساری کھودی ہوئی مٹی ڈال کر اپنے بھائی کو دفنانے کے بعد اڑ کر چلا گیا ۔ اب قاتل قابیل حسرت کے ساتھ ہاتھ ملتے ہوئے اپنے مقتول بھائی کی لاش کو دفن کر کے چلے گئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے

(c) ketabton.com: The Digital Library

فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سوأۃ اخیہ .

''پھر بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کوا جو زمین کو کریدنے لگا تا کہ اس کو دکھا کر بتائے کہ کس طرح چھپائے اپنے بھائی کی لاش کو''۔

(پارہ ۶، مائدہ، آیت ۳۱)

حیرت کی بات ہے کہ آج بھی کوا جہاں کہیں بھی اپنے بھائی کی لاش دیکھ لیتا ہے، اس پر چیخنا چلانا شروع کر کے اردگرد کے کووں کو جمع کر کے منڈلانے لگتے ہیں مگر لاش کے قریب نہیں جاتے شاید اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ میرا نمک حرام شاگرد کہیں میرا بھی یہی حشر نہ کرے جو میرے مردہ بھائی کا کر چکا ہے۔

کوّے کی مثالی حیا اور ادب

کوّے کا ذکر چھیڑا ہے تو مزید معلومات کیلئے یہ بھی سنتے جائیں کہ کوّے جب آپس میں نر و مادہ ملتے ہیں تو شرم و حیا کے باعث اس جفتی کے عمل کو انتہائی پردہ داری اور راز داری کی حالت میں سرانجام دیتے ہیں شاید شاذونادر ہی کسی نے دیکھے ہونگے، یہاں تک کہ پیار اور محبت کے حرکات، بوس و کنار بھی لوگوں کے سامنے ہرگز نہیں کرتے اور غالبًا

(c) ketabton.com: The Digital Library

حیاوادب کے اس پہلو میں دیگر حیوانات تو کیا انسان بھی کوے کا ہم پلہ نہیں ہے۔

کوّا اور کھیتی باڑی

یہی کوا آج بھی انسان کے ساتھ زمینداری کے کام میں بہت بڑی خدمت سرانجام دیتا ہے۔ سال بھر اور موسم خزاں میں زمین کے اندر چھپے ہوئے کیڑے مکوڑے ڈھونڈ نکالنے میں مصروف رہتا ہے۔ حالانکہ بصورت دیگر یہی چھپے ہوئے حشرات موسم بہار میں ہزاروں انڈے دے کر فصلوں کیلئے تباہ کن فوج تیار کرتے ہیں۔

اُلّو اور چوہے

اُلّو ایک مشہور پرندہ ہے، نگاہ اتنی تیز ہے کہ سورج کی روشنی برداشت نہیں کرسکتا اس لئے دن بھر وہ اپنی رہائش گاہ میں نیند کرتا رہتا ہے شاید اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رات بھر اس سے فصلوں کی چوکیداری کی خدمت لینا چاہتا ہے۔

اُلّو کی امتیازی خصوصیات

(ا) اس کی نظر اتنی تیز ہے کہ گھٹاٹوپ تاریکی میں بھی اچھی طرح دیکھ

(c) ketabton.com: The Digital Library

سکتا ہے۔

(۲) سننے کی قوت اتنی تیز ہے کہ کہیں آس پاس گیاہ اور پتے کے ہلنے کی معمولی حرکت سن سکتا ہے۔

(۳) اس کا پسندیدہ کھانا چوہے ہیں اگر یہ نہ ملے تو دوسرے حشرات کھاتا ہے۔

(۴) الوّ پانچ چھ بلیوں جتنے چوہے کھالیتا ہے۔

(۵) اس کے لعاب دہن میں ایک تیزابی مادہ ہے کہ جب شکار منہ میں پکڑ لیتا ہے تو تھوڑی دیر میں اس کا گوشت گل کر اسے نگل لیتا ہے اور ہڈیوں کو باہر پھینک دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الوّ کی رہائش گاہ کے قریب ہڈیوں کا ڈھیر پڑا رہتا ہے۔

(۶) الو کے پروں کی جنبش کی آواز بالکل نہیں ہوتی ہے اس لئے جب وہ شکار پر حملہ آور ہوتا ہے تو شکار کو اس کے پروں کی آہٹ بالکل محسوس نہیں ہوتی اور بے خبری کے عالم میں اسے اندھیری رات میں قابو کر لیتا ہے۔ اس طرح الو رات بھر فصل کے دشمن حشرات یعنی چوہے وغیرہ چن چن کر ان کا صفایا کرتا رہتا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سانپ اور چوہے

سانپ کا نام سننے سے عام طور پر انسان خوفزدہ ہو جاتا ہے حالانکہ ہر سانپ نقصان دہ نہیں ہوتا۔ دنیا بھر کے سانپوں کی تقریباً تین سو اقسام ہیں جن میں سے ۴۵ اقسام زہریلے ہیں۔ بعض سانپ انسانوں کیلئے مفید خدمات سرانجام دیتے ہیں سنٹرل جیل ہری پور میں دس سالہ اسیری کے دوران معلوم ہوا کہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ ہر اس قیدی کی قید میں ایک ہفتہ کی تخفیف کرتا ہے جو جیل کے احاطہ کے اندر سانپ مار ڈالتا ہے اتفاق سے جیل کے باغیچے میں کام کرنے والے قیدی نے ایک بہت بڑا سانپ مار ڈالا تھا جسے کالا ناگ کہا جاتا ہے۔ یہ نوع عام سانپوں سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی پشت سیاہی مائل اور سینہ زرد ہوتا ہے۔ مارنے والا قیدی تو خوش تھا کہ جیل کے افسر صاحبان سات دن کی معافی کے ساتھ ساتھ شاباش بھی دیں گے مگر جب افسران نے سانپ دیکھا تو معافی دینا تو درکنار الٹا قیدی کو برا بھلا کہنے لگے کہ یہ سانپ تو زہریلا نہیں بلکہ چوہوں کا شکاری سانپ ہے جو کھیتوں کے اندر چوہوں کے بلوں میں گھستا پھرتا ہے اور چوہوں کا صفایا کرتا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

چمگادڑ اور اس کی خدمت

چمگادڑ ایک جانا پہچانا پرندہ ہے اس کی نظر بھی بہت تیز ہے سورج کی روشنی تیز نظری کے سبب برداشت نہیں کرسکتا۔ اسلئے دن بھر چھپا رہتا ہے۔ سورج غروب ہونے کے ساتھ باہر نکلتا ہے۔ چمگادڑ کے پروں کی جنبش کی بھی آواز نہیں ہوتی۔ اس کی محبوب غذا پھلوں، پھولوں اور نباتات پر حملہ کرنے والے کیڑے مکوڑے اور حشرات ہیں، رات بھر یہی شکار کرتا ہے اور دن بھر نیند کرتا ہے۔ گویا قدرت نے کسان کی مزدوری پر رات کی تاریکی میں پانی پھیرنے والے دشمنوں کے صفایا کیلئے چوری چھپے شکاری پرندے پال رکھے ہیں۔

قدرت کی اس عجیب وغریب شان کو دیکھئے کہ موسم سرما میں جب کھیت اور باغات میں پھل، پھول وغیرہ کچھ نہیں ہوتے اور نہ ہی کسان اور باغباں کی محنت اکارت کرنے والے حشرات ہوتے ہیں، تو یہ چوکیدار پرندہ بھی اپنی رہائش گاہ سے باہر آنے کی زحمت نہیں اٹھاتا بلکہ سارے موسم سرما میں سویا رہتا ہے۔ نہ کھانے کی احتیاج اور نہ پینے کی ضرورت، یورپ کے چودہ ممالک نے چمگادڑوں کو تحفظ دینے کیلئے ایک معاہدے پر لندن میں دستخط کر لئے۔ اس وجہ سے کہ یہ پرندہ انتہائی مضر

(c) ketabton.com: The Digital Library

کیڑے مکوڑے کھاتا ہے، اگر یہ معدوم ہوا تو انسان کی زندگی اجیرن بن جائے گی،۔

(بحوالہ بی بی سی پروگرام ''دریافت'' شب جمعہ ۲۰ جنوری ۱۹۹۴ء)

کونج:

یہ ایک حسین وجمیل پرندہ ہے۔ نظم وضبط کا پابند ہونے کے ساتھ ساتھ بے ضرر بھی ہے۔ اس کی خوراک جھیلوں، فصلوں اور زمین کے اندر اور باہر کیڑے مکوڑے چن چن کر کھانا ہے۔ بقول علامہ طنطاوی المصری قدیم مصری اس پرندے کو'' صدیق الفلاح'' زمیندار کا دوست اور " اخ الفلاح "زمیندار کے بھائی کے نام سے پکارتے تھے اس لئے کہ مصر کی نہری زمینوں میں کپاس کی فصلوں سے کونج کی فوجیں دن بھر یہی مضر کیڑے مکوڑے چنتی رہتی تھیں ۔ یہاں تک کہ قدیم اہل مصر کے نزدیک'' کونج'' اور'' گائے'' کو رفتہ رفتہ تقدس اور معبودیت کا مقام حاصل ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں حیوان کھیتی باڑی اور اس کے تحفظ میں انسان کے عظیم محسن تھے، کیونکہ گائے سے وہ لوگ ہل چلاتے تھے۔

علامہ طنطاویؒ لکھتے ہیں کہ ایک اندازے کے مطابق'' کونج'' جسے عربی میں " ابو قردان " کہا جاتا ہے، اس کی تاریخ دس ہزار سالہ قدیم ہے۔ علامہ لکھتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا تھا کہ جب زمیندار کھیت

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں پانی چھوڑتا تو کونج کی فوج کھیت سے کیڑے مکوڑے چننے کیلئے آ پہنچتی، نیز جب کوئی زمین دار کھیت میں ہل چلاتا تو بھی کونج کی فوج زمین کے اندر چھپے ہوئے کیڑے مکوڑے چن چن کر کھانے کیلئے اس کے پیچھے ہو جاتی، جس کے نتیجے میں کھیت فصلیں، خاص کر کپاس کی فصل جملہ مضر کیڑوں سے محفوظ ہو جاتی، مگر جب سے لوگوں نے اس پرندے کا شکار شروع کیا جس کی ابتداء انگریزوں نے کی تھی تو چند سالوں میں یہ پرندہ انسانی آبادیوں سے فرار ہو کر دریائے نیل کے جزیروں میں پناہ گزیں بنا۔ اہل مصر کی انسانی آبادی سے اس پرندے کا فرار بیسویں صدی عیسوی کی پہلی دہائی کے بعد شروع ہوا۔ نتیجۃً فصلیں اور باغات و زراعت پر اس پرندے کی نایابی کے بعد مختلف بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں نے جو یلغار شروع کی، اس کا تدارک انسانی تدابیر اور علاج معالجہ سے نہ ہو سکا۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ میں نے اور بعض دوسرے اہل قلم نے رسائل اور اخبارات میں کونج اور دیگر پرندوں کو حکومتی سطح پر قانونی تحفظ دینے کی تحریک شروع کر دی۔ آخر کار مصر کے فرمانروا ''محمد پاشا سعید'' نے کونج اور چند دوسرے پرندوں کے شکار پر پابندی لگا دی۔ علامہ طنطاویؒ لکھتے ہیں کہ الحمد للہ کہ میں نے اس قانون کے نتیجے میں اپنی

(c) ketabton.com: The Digital Library

آنکھوں سے دیکھا کہ کونج نے دوبارہ مصری آبادی کا رخ کیا اور اپنی سابقہ خدمات کو اس جوش وخروش سے شروع کیا کہ لوگ انہیں ہٹانے اور بھگانے کی کوشش پر مجبور ہو جاتے، تاہم انہیں مارنے کا تصور تک کوئی نہیں کرسکتا۔

(تفسیر الجواہر ج ۷، ص ۶ تا ۱۱)

آیئے پاکستان میں کونج کی قدر دانی دیکھتے ہیں۔ پاکستان میں جب سے ہم نے آنکھیں کھولی ہیں تب سے ہم دیکھتے ہیں کہ ''کونج'' موسم سرما کے شروع میں گرم علاقوں اور موسم گرما کے اوائل میں سرد علاقوں کا رخ کرتے ہیں۔ اس" **رحلة الشتاء والصيف** " کے دوران ہم دیکھتے ہیں کہ کونج جب پشتون قوم کے علاقوں پر سے گزرتے ہیں تو بہت بلندی پر پرواز کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ بندوق کی گولی کی زد سے بالاتر ہوتے ہیں۔ شاید انہیں غیب سے اطلاع دی جاتی ہے کہ اب تم نے ایک ایسی قوم پر سے گزرنا ہے جو تمہاری معصوم جانوں کی بلا وجہ دشمن ہے۔ لہذا اپنی پرواز کو بلندتر رکھو تا کہ ان کی بے رحمانہ فائرنگ سے بچو۔

پشتون قوم خاص کر علاقہ بنوں کے لوگ کونج کی آمد ورفت کے مذکورہ سیزن میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اور ہاتھ دھو کر ان کے پیچھے پڑتے ہیں، مناسب مقامات پر خیمے اور جوگیاں نصب کر کے وہاں کھانے پینے

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور ساز و گداز کی محفلیں ہفتوں بلکہ مہینوں تک جمی رہتی ہیں رات کو اپنی پالتو کونج کی آوازوں یا ٹیپ ریکارڈر کے اندر ٹیپ کردہ آواز سے ہوائی مسافر کونج کو بہلا پھسلا کر نیچے لے آتے ہیں اور شکاری ان پر اندھیرے میں ایک مخصوص قسم کی لمبی ڈوریاں پھینک کر زندہ پکڑ لیتے ہیں اور صبح کے اجالے میں ان پر بندوقوں اور کلاشنکوفوں کے دہانے کھول دیتے ہیں۔ اس عمل میں علاقہ بنوں کے بوڑھے، جوان، شاہ و گدا، سب قسم کے لوگ حصہ لیتے ہیں، بلکہ آج کل تو وزیرستان اور بلوچستان جیسے دور دراز علاقوں تک باشندگان بنوں جا پہنچتے ہیں۔

اس لہو لعب کے نتیجے میں لاکھوں روپے مختلف طور طریقوں سے داد عیش وصول کرنے کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ان کے قیمتی اوقات اس بے مقصد لہو لعب میں ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مفید ترین پرندہ کو نہ صرف کھو دیتے ہیں بلکہ اس کی نسل کشی کیلئے راستہ ہموار کر رہے ہیں۔ باشندگان بنوں کی بد فالی سے کونج دشمنی کی وباء وزیرستان وانا کے لوگوں میں بھی دو تین سالوں سے پھیلنا شروع ہوئی ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایک دلدوز منظر

دو تین سال پہلے کا واقعہ ہے، ماہ رمضان شریف میں کونج کی واپسی کا موسم تھا واپسی کے دوران کونج کے ہمراہ ان کے معصوم بچے بھی ہوتے ہیں۔ اتفاق سے آسمان ابر آلود تھا اور بارش برس رہی تھی۔ بادو باراں سے یہ پرندہ خوفزدہ ہو کر زمین پر بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جونہی کونج کی نیچی پرواز اور آواز لوگوں نے سنی، تو ہر ایک تراویح گزار نے اپنے گھر کے صحن سے آوازوں کے رخ پر کلاشنکوفوں کے دھانے کھول دیئے۔ اگرچہ اندھیری رات میں کسی کو کچھ نظر نہیں آرہا تھا اور نہ ہی شکار شدہ کونج کسی کے ہاتھ آنے کی توقع تھی اور نہ ہی کوئی اپنی چار دیواری سے قدم باہر رکھنے کا سوچ سکتا تھا۔

آسمان پر آبادی کے قریب کونج کے بچوں کی سراسمیگی کے عالم میں دلدوز چیخیں اور فریاد ان کے والدین کی بے بسی کے عالم میں بچوں کی تلاش کا واویلا اور پکار کا ایک دل سوز اور رقت آمیز منظر اور نیچے زمین سے تراویح گزاروں اور رحمت خداوندی کے طلب گار مسلمانوں کی طرف سے ان پر متواتر بے رحمانہ فائرنگ سے یقیناً میری نہیں سب گھر والوں کی نیندیں اڑ گئیں۔ میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ جب ایک صحابیؓ نے

(c) ketabton.com: The Digital Library

کسی پرندے کا بچہ پکڑ رکھا تھا، بچے کی ماں لوگوں کے سروں پر نیچے پرواز کرتی ہوئی گھومتی چیختی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بآواز بلند فرمایا:

من افجع هذه بولدها "اے کس نے بچے کے غم میں تڑپایا؟ اس کا بچہ اس کے حوالے کردو"۔

روایات میں آیا ہے۔

کہ جو کوئی چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رحمت اور شفقت کا برتاؤ کرے تو چاہیے کہ وہ خود خلق خدا کے ساتھ رحم وشفقت کا معاملہ کرتا رہے۔

حیوانات ماحول کو پاک رکھتے ہیں

شہروں اور دیہاتوں کے قرب وجوار میں لوگ عموماً مختلف قسم کی غلاظتیں پھینک ڈالتے ہیں جسے صحت کے اصولوں کے مطابق ٹھکانے لگانے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا، جن کے گلنے سڑنے سے ماحول میں بدبو پھیلتی ہے اور فضا زہر آلود ہو کر مختلف وبائی امراض کے پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے مگر قدرت کی طرف سے مقرر کردہ یہی خدائی خدمتگاران غلاظتوں کا صفایا کر لیتے ہیں۔ دن بھر کوے، چیل، کتے اور بلیاں اور رات بھر دوسرے جنگلی درندے اسی خدمت میں لگے رہتے ہیں اور راتوں رات

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس غلاظت کی کافی حد تک صفائی کر لیتے ہیں ۔

پرندوں اور دیگر حیوانات کی خدمت گزاری اور کھیتی باڑی اور باغبانی میں معاونت کی یہ جھلک جاننے والوں کے لئے کافی ہے ۔البتہ ان پرندوں اور حیوانات کی افادیت کا اس سے اہم پہلو تا ہنوز مخفی ہے ۔ اس کے بارے میں کچھ سنتے جائیں تا کہ ان خدائی خدمتگاروں کی منفعت اور افادیت پوری طرح اجاگر ہو سکے ۔

پودوں میں نر اور مادہ اور ان کا شادی بیاہ

قولہ تعالیٰ: سبحان الذی خلق الازواج کلها مما تنبت الارض و من انفسهم و مما لا یعلمون .

''پاک ہے وہ ذات جس نے سب چیزوں کے جوڑے بنائے ہیں (نر اور مادہ) اس میں سے جو اگتا ہے زمین سے اور خود ان میں سے (انسانوں میں سے) اور ان چیزوں میں سے کہ جن کی انسان کو خبر نہیں ہے''۔

(پارہ ۲۳ یٰس، آیت ۳۶)

قولہ تعالیٰ: اولم یروا الی الارض کم انبتنا فیها من کل زوج کریم .

''کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے نباتات کی ہر قسم میں سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

بہترین جوڑے نر اور مادہ اگا دیئے ہیں''۔

(پارہ ۱۹، الشعراء، آیت ۷)

قرآن کریم کا اعجاز دیکھئے کہ جس زمانہ میں چند جانے پہچانے حیوانات اور درختوں کے سوا دیگر کائنات میں زوجیت یعنی نر اور مادہ کا انسان تصور نہیں کر سکتا تھا۔ اس زمانہ میں قرآن اعلان کرتا ہے کہ قانون زوجیت جملہ کائنات پر حاوی ہے۔

و من کل شئی خلقنا زوجین لعلکم تذکرون .

''اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنا دیئے ہیں شاید تم سمجھ بوجھ سے کام لو''۔

(پارہ ۲۷، الذاریت، ۴۹)

آج سائنسدان ایٹم کے ننھے ذرات ''الیکٹران'' اور ''پروٹان'' میں بھی زوجیت (مثبت اور منفی) قانون کے قائل ہو گئے ہیں۔ نباتات اور زمین سے اگنے والی چیزیں بعض وہ ہیں جن میں نر اور مادہ مواد کے حامل پودے الگ الگ ہوتے ہیں جیسے کھجور، پستہ اور شہتوت کے درخت یا دیگر پھول وغیرہ اور بعض وہ ہیں جن میں نر اور مادہ اعضاء ایک ہی پودے میں رہتے ہیں البتہ ان کی رہائش گاہوں میں تھوڑا بہت فاصلہ ہوتا ہے، مثال کے طور پر مکئی کا پودا لیجئے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

مکئی کا پودا اور عجائبات قدرت

مکئی کے پودے میں نر مواد پودے کے پھول نما چوٹی میں رہتے ہیں اور مادہ اعضاء مکئی کے وسط میں چھلے (جسے پشتو میں ''سوٹا'' کہا جاتا ہے) پر قطاروں میں رہتے ہیں ۔قدرت نے ان مذکر اور مونث (نر و مادہ) کو آپس میں ملانے کیلئے عجیب وغریب ریشمی راستے یا لحافیں بنا دیئے ہیں۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ چھلے کے منہ یعنی سرے پر ریشمی دھاگوں کا ایک گچھا نمودار ہوتا ہے۔جن کے اندرونی سرے چھلے کے اوپر پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ان ریشمی دھاگوں کے اندر باریک باریک سوراخ ہوتے ہیں جو مادہ اعضاء تک پہنچتے ہیں۔''نر'' مواد مونث یعنی مادہ اعضاء کی طلب میں نیچے گرتے ہیں اور انہی ریشمی سوراخوں اور راستوں سے داخل ہو کر اپنی زوجات سے جا ملتے ہیں جس کے نتیجے میں مکئی کے چھلے پر دانے بن جاتے ہیں اور جس خانہ میں نر نہ پہنچ سکے وہاں دانہ نہیں بنتا اور خانہ خالی رہ جاتا ہے۔خلاصہ یہ کہ تمام غلے، دانے ،میوہ جات اور سبزیاں جسے ہم روزمرہ استعمال کرتے ہیں اسی طرح نر اور مادہ کے ملاپ کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں جیسے حیوانات کی پیدائش کا طریقہ ہے۔

''فسبحان الذی احسن الخالقین''

(c) ketabton.com: The Digital Library

انسانوں کی شادی بیاہ کے مراسم ابتداء سے آخر تک ہم نے دیکھے ہیں کہ زوجین (خاوند بیوی) کے سوا دوسرے رشتہ دار، عزیز و اقارب ان کے وصال کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ شادی کی تقریب میں موسیقی، رقص وسرود، زرق برق اور رنگ برنگ لباس، عطریات، شیرینی اور دعوتیں ہوتی ہیں۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ شادی، بیاہ کی خوشیوں کی یہ محفلیں اور مسرتیں صرف انسانوں کیلئے ہیں۔ دوسری مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے اس سے محروم رکھا ہے؟ ہرگز ایسا نہیں۔

وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجنا حیه الا امم امثالکم .

''اور نہیں کوئی حرکت کرنے والی چیز زمین میں اور نہ کوئی اڑنے والی چیز جو اڑتی ہے اپنے دونوں پروں کے ساتھ مگر وہ تمہاری جیسی امتیں ہیں''۔ (پارہ ۷، انعام، آیت ۳۸)

و ما یعلم جنود ربک الا ھو

''اور نہیں جانتا تیرے پروردگار کی فوجیں اور ان کی کارکردگیاں سوا اللہ کے''۔ (پارہ ۲۹، مدثر، آیت ۳۱)

موسم بہار میں اکثر میوہ دار درختوں، سبزیوں اور گل بوٹیوں پر

(c) ketabton.com: The Digital Library

ابتداء میں رنگ برنگ چھوٹے بڑے پھول نمودار ہوتے ہیں جن میں مختلف اقسام کی خوشبو ہوتی ہے اور ان پھولوں کے اندر شہد جیسا شیریں اور میٹھا مواد ہوتا ہے۔

بلبل اور موسم بہار کے دیگر رنگ برنگ پرندے، رنگین تتلیاں، شہد کی مکھیاں، جگنو اور دیگر اڑنے والے ان گنت حیوانات میں سے بعض تو پھولوں کے حسن و جمال پر عاشق ہوتے ہیں بعض ان کی خوشبو اور عطر بیزی کے دلدادہ ہوتے ہیں، کچھ ان کے اندر مٹھاس اور حلاوت پر مر مٹتے ہیں اور بعض ایک دوسرے کو شکار کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں ہر ایک نوع اپنے مطلوب کی طلب میں مستانہ وار ایک پھول سے دوسرے پھول، ایک گل بوٹے سے دوسرے گلبن اور ایک شاخ سے دوسری شاخ تک اڑتے پھرتے ہیں۔ اڑنے والی چیزوں کے اس عمل کے نتیجے میں مذکر (نر) اجزاء اپنی زوجات کی تلاش میں اور طلب کی غرض سے ان اڑنے والی چیزوں کے پاؤں، چونچوں اور دانتوں سے چمٹ کر مونث (مادہ) اعضاء تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں، ان کی وصال کے نتیجے میں قدرت انسانوں اور ان کے چوپایوں کیلئے لقمہ تر وجود میں لاتی ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

قدرت کی موسیقی

اگر موسم بہار میں ہم کسی باغ، سبزہ زار یا جنگل میں خاموش کھڑے ہو کر ہمہ تن گوش بن جائیں اور بلبل کے نغمات، فاختہ اور قمری کی ''کوکو'' کوئل کی تیز سریلی آواز، مختلف چڑیوں کے مختلف گانے، شہد کی مکھیوں وغیرہ کی بھنبھناہٹ کی ملی جلی موسیقی غور سے سنیں تو انسانوں کی مصنوعی موسیقی بھول جائیں۔

موسم بہار میں ہر طرف نباتات کی شادی بیاہ کی محفلوں میں گویا قدرت کی طرف سے رقص وسرود کی ہنگامہ آرائیاں ہیں۔

بے رنگ وبو پودے اور ان کی شادی بیاہ

ہم جانتے ہیں کہ بعض پودے بے رنگ وبو ہوتے ہیں جن میں اڑنے والی چیزوں کیلئے جاذبیت اور کشش نہیں ہوتی، ان کے نر اور مادہ کے عمل تلقیح یعنی ملاپ کیلئے قدرت نے متبادل انتظام کر لیا ہے۔ وہ اس طرح کہ قدرت ایسے درخت اور پودوں کے حمل کے موسم میں تیز ہوائیں چلاتی ہے جن کی وساطت سے مذکر اجزاء (نر اعضاء) ہوا کے ساتھ اڑ کر

(c) ketabton.com: The Digital Library

مؤنث اعضاء (مادہ) سے جا ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و ارسلنا الریح لواقح.

''اور ہم نے بوجھل کرنے (حاملہ بنانے) والی ہوائیں چلائیں''۔ (پارہ ۱۴، الحجر، آیت ۲۲)

علامہ راغبؒ لکھتے ہیں:

یقال القح الفحل الناقة.

''عربی میں کہا جاتا ہے کہ نر اونٹ نے مادہ اونٹنی کو بوجھل بنایا یعنی حاملہ کردیا''۔

(مفردات، ص ۴۶۸)

یہ گویا کہ صوفی مزاج اور تقویٰ شعار انسانوں کی شادی بیاہ ہے جس میں رنگ و بو، رقص و سرود کی کوئی آمیزش نہیں ہوتی۔ تجربہ شاہد ہے کہ جن باغات اور کھیتوں کے قرب و جوار میں شہد کی مکھیوں کے چھتے ہوتے ہیں ان کے پھل اور غلے دانوں میں دوسروں کی نسبت فراوانی ہوتی ہے۔ منشور ابراہیمی اور وحی آسمانی میں پرندوں اور جنگلی حیوانات کو امن و تحفظ دینے کی جو تعلیم دی گئی ہے اس کے حکمتوں اور اسرار کی ایک جھلک آپ نے گذشتہ صفحات میں پڑھ لی جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انسانی معیشت، زراعت اور ترقی کیلئے پرندوں اور حیوانات کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

موجودگی کتنی ضروری ہے مگر کاش کہ مسلمان کو یہ سمجھ آ جائے۔

پشتون قوم کی معکوس ذہنیت

آج کل کم از کم اتنی بات ہر کسی کو معلوم ہے کہ سائنس نے تجربات سے ثابت کیا ہے کہ درخت، پودے، سبزہ زار اور حیوانات یعنی جنگلی چرندوں اور پرندوں کی وافر مقدار میں موجودگی انسان کی بقاء اور ترقی اور ماحولیات کی پاکیزگی کیلئے انتہائی ضروری ہے۔ اسی بناء پر غیر مسلم اقوام نے دونوں (جنگلات اور حیوانات) کی افزئش اور تحفظ کیلئے مستقل ادارے قائم کئے ہیں۔ جن پر سالانہ بڑی بڑی رقومات خرچ کر رہے ہیں، ان کی پیروی میں پاکستان اور بعض دوسرے اسلامی مما لک بھی کسی قدر متحرک ہوئے ہیں مگر برائے نام اور وہ بھی ڈنڈے کے زور پر، تاہنوز مسلمان قوم ذہنی طور پر اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے انجانے شوق وطلب میں مست ہے اور خاص کر پشتون قوم تو اس سلسلے میں دوسروں سے ایک قدم آگے ہے نہ کہیں خودرو اور جنگلی درخت چھوڑتا ہے اور نہ ان کے نوزائیدہ چھوٹے بچوں کو معاف کرتا ہے اور نہ ہی کاٹے ہوئے درختوں کی جگہ دوسرے مفید تر پودے کاشت کرتا ہے رہا پرندوں اور حیوانات کے قتل عام ہتو یہ ان کا محبوب مشغلہ ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

پرندوں میں نقصانات بھی ہیں مگر فوائد کی نسبت بہت کم

بعض ناظرین شاید میرے پچھلی تحریر سے اتفاق نہیں کریں گے، اس لئے کہ ان کی فصل اور میوہ جات کو بعض پرندوں نے اور اس کی مرغی کے انڈے کو بعض درندوں نے کھا پی کر گزند پہنچائی ہوگی، مگر یاد رہے کہ اس دنیا میں قدرت نے خیر اور شر کو مخلوط اور دوش بدوش پیدا کر دیا ہے۔ آپ کو جس چیز میں خیر ہی خیر نظر آئے گی اس کے ضمن میں تھوڑا بہت شر ضرور موجود ہوگا، اسی طرح جسے آپ سراپا شر سمجھتے ہیں اس میں بھی خیر کا پہلو یقیناً موجود ہوگا بجز چند مستثنیات کے۔

ے از یں چمن گلے بے خار کس نہ چید آری
چراغ مصطفوی با شرار بولہبیت

ے حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب ز شام
ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبیت

لہذا اس دنیا میں جس چیز کے اندر خیر اور منفعت کا پہلو غالب اور عام ہو اسے خیر ہی سمجھنا ہوگا اور جس میں شر اور نقصان کا عنصر غالب ہو اور عام ہو اسے شر قرار دیا جائے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

چینیوں کی پرندوں کے خلاف مہم اور اس کا نتیجہ

علامہ طنطاویؒ نے اپنی تفسیر "الجواہر" میں چینیوں کا پرندوں کے بارے میں ایک عجیب قصہ نقل کیا ہے۔ علامہ لکھتے ہیں کہ ماضی میں چین کے کسانوں اور زمینداروں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ہماری فصلوں اور میووں کو پرندے سالانہ لاکھوں کا نقصان پہنچاتے ہیں لہذا ان کے قتل عام کا حکومتی سطح پر کوئی منصوبہ بننا چاہیے، چنانچہ حکومت نے منظم منصوبے کے تحت جملہ پرندوں کا ملک بھر میں خاتمہ کر دیا کسان اور عوام خوش تھے کہ ہم نے بہت کچھ کمایا مگر انہیں اپنی حماقت اس وقت نظر آئی جب ان کی امیدوں کے برعکس اس سال ان کی فصلوں اور باغات پر دشمن کیڑوں نے یلغار شروع کر دی فصلوں اور باغات میں وبائی امراض پھیلیں جن کا تدارک کسی کے بس میں نہ تھا اس طرح چینی کسان اپنے ہاتھوں سب کچھ کھو بیٹھے۔

چنانچہ آئندہ سال کیلئے حکومت نے دور دراز مقامات اور مما لک سے ضائع کردہ جملہ پرندوں کے نسلوں کو لانے پر بڑی رقومات خرچ کیں اور انہیں اپنے ہاں دوبارہ آباد کیا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

چند اشکالات اور ان کا حل

میرا ایک مخلص شاگرد اور دوست ہے جو کچھ پڑھا لکھا بھی ہے اور اس کا اٹھنا بیٹھنا بھی علماء کے ساتھ ہے، تصوف کی کتابوں کا بھی شوقین ہے، تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ بھی وابستگی ہے، ذہن اور عقیدے کے لحاظ سے دنیا کو مردار اور پلید سمجھتا ہے۔ اور دنیا کمانے کیلئے محنت اور دوڑ دھوپ کرنا بے دینی اور عمر کا ضائع کرنا جانتا ہے۔اس کا عقیدہ ہے کہ اگر آج بھی مسلمان امت نے دنیا کا کام چھوڑ کر سب نے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کردی (دین سے ان کی مراد قرآن و حدیث کے جملہ احکام اور علوم نہیں، بلکہ چند عبادات اور مستحبات کے اندر دین کو محدود اور محصور سمجھتا ہے) تو اللہ تعالیٰ غیبی تائید اور فرشتوں کے ذریعے مسلمان امت کا ہر کام خود کرے گا اور کفار کی طاقت اللہ تعالیٰ کی طاقت کے سامنے کچھ بھی نہیں، لہذا اللہ تعالیٰ کفار کو شکست دے گا اور مسلمان امت کو واحد سپر پاور بنا دے گا وغیرہ وغیرہ۔مگر یہ سب کچھ اس کے عقیدے ،زبانی بیان ،اس کے علم اور سمجھ کا خلاصہ ہے۔

عملی دنیا میں میرا یہی دوست دنیا کمانے میں کسی سے پیچھے ہرگز نہیں بلکہ کہنے والوں کے مطابق مال کمانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

جانے نہیں دیتا خواہ وہ شرعاً وعرفاً معیوب کیوں نہ ہو۔ قصہ کوتاہ میرا یہی دوست میری اس تالیف کو شروع کرنے پر نہ صرف معترض تھا بلکہ برہم اور جذباتی بھی تھا چونکہ وہ میرے اس مسودے کو دیکھتا رہتا تھا اسلئے کہنے لگا کہ مجھے وقت دو مجھے چند شبہات ہیں ان کا ازالہ چاہتا ہوں ۔ میں نے لبیک کہہ کر وقت دیا۔ لہذا جو کچھ سوال و جواب ہمارے درمیان ہوئے وہ آپ بھی پڑھیے۔

سوال: میں نے سنا ہے کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ باغ میں پودے لگا رہے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! تمہارے لئے بہتر ہے کہ جنت کے باغوں میں پودے لگا لو یعنی دنیا میں باغات بنانا چھوڑ کر دین کی خدمت کے لئے زندگی وقف کر لو تو حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ یہاں کے باغات پر وقت ضائع نہ کرے۔

الجواب: جاننا چاہیے کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے دار العلوم اور مدرسہ کا طالب العلم تھا جس نے قرآن وحدیث کے علوم اور مسائل سیکھنے کیلئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی، حضور علیہ السلام کے تمام اعمال اور حرکات وسکنات قرآن کریم کی تفسیر اور بیان تھا اور ان سب کا

(c) ketabton.com: The Digital Library

نام حدیث ہے۔ لہذا حضور علیہ السلام کے مدرسہ کے طلباء کو تعطیلات اور رخصتیں لمحہ بھر کیلئے نہیں ملتی تھیں۔

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

جس کو کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ باقی ماندہ احادیث کو دوسرے طلباء سے سن کر یاد کر لیتے تھے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے حدیث سیکھنے اور یاد کرنے کیلئے اپنی زندگی وقف کر لی تھی، یہاں تک کہ وہ کھانے تک جیسی ضروریات زندگی کیلئے کچھ کمانے کیلئے فارغ نہ تھے۔ فاقے پر فاقے جھیلتے تھے، بھوک سے ایسی بری حالت ہو جاتی کہ زمین پر گر کر بیہوش ہو جاتے مگر کسی سے اظہار نہ کرتے تھے، ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ لوگ سمجھتے تھے کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ پر مرگی کے دورے پڑتے ہیں حالانکہ میں صرف بھوک سے بیہوش ہو جاتا تھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے ساتھ سایہ کی طرح لازم اور پیوست رہتے تھے اور حضور علیہ السلام نے احادیث یاد کرنے کیلئے ابو ہریرہ کو خصوصی دعا فرمادی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ھ میں اسلام لائے تھے، اس تھوڑے عرصے

(c) ketabton.com: The Digital Library

میں حضرت ابو ہریرہ سے جس کثرت سے احادیث منقول ہیں اتنی کثرت سے کسی دوسرے صحابی سے منقول نہیں ہیں حالانکہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ابتداء ہی سے حضور کی رفاقت اختیار کر چکے تھے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ انصار اور مہاجرین دن بھر بازاروں میں تجارت کرتے اور زراعت اور باغات میں کھیتی باڑی کرتے اور میں احادیث اور علوم نبوت سیکھتا اور یاد کرتا رہتا۔ خلاصۂ جواب یہ ہے کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ طالب العلم تھے اور طالب العلم کے لئے حصول علم کے دوران دوسرے کاموں کی آج بھی اجازت نہیں دی جاتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے عمل سے دلیل پکڑنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اسلامی مدارس میں ماہرین علوم قرآن وحدیث کی خدمت کیلئے زندگی وقف کریں اور نہ سہی کم از کم ۴۰ احادیث کے الفاظ، معانی اور تشریحات تو کسی ماہر استاد سے پڑھ کر اور یاد کر کے دوسروں تک تو پہنچائیں تاکہ قیامت کے دن حشر علماء کرام کے ساتھ ہو۔

سوال: بے شک قرآن اور حدیث سے دنیا اور مال ودولت کی مذمت اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

برائی ثابت ہے مثلاً قرآن میں ہے۔

انما اموالکم و اولادکم فتنة

''بے شک تمہارا مال اور تمہاری اولا دفتنہ ہیں''

و ما الحیٰوة الدنیا الا متا ع الغرور.

''دنیا کا سامانِ عیش وعشرت دھوکہ ہے''

حدیث میں ہے کہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ دیتا وغیرہ۔

ان جیسی بیسیوں آیات اور احادیث سے دنیاوی ترقی، جاہ و جلال، دولت وزر کی برائی ثابت ہوتی ہے، مگر آپ اسے اللہ تعالیٰ کا فضل، رحمت اور نعمت ثابت کرنے کیلئے کتابیں لکھ رہے ہیں۔

جواب: میں نے جو کچھ لکھا اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں لکھا ہے بلکہ میری کتاب کی ورق گردانی کیجئے ہر بات کے ثبوت کیلئے قرآن کریم ، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مذہب اسلام کے عظیم مستند ائمہ اور علماء رحمہم اللہ کے اقوال اور افعال کے حوالے اور سندات پیش کیں ہیں، آپ جذباتی ہوکر مجھ پر برس پڑنے کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

بجائے سنجیدگی کے ساتھ دین اسلام،قرآن وحدیث کی سمجھنے کی کوشش کریں اور مجھ سے دریافت کریں کہ قرآن اور حدیث کا اس بارے میں بظاہر تعارض اور ٹکراؤ کا حل اور تطبیق کیا ہے؟ آپ اس ضد اور ہٹ دھرمی کی روش کو چھوڑ دے کہ جو کچھ تو نے سنا ہے اور جو کچھ تیرے عقیدے اور ذہن میں بیٹھ چکا ہے وہی دین اور اسلام ہے۔اس کے خلاف ہر بات کو کسی حیلے اور بے جا تاویل اور اپنے عقلی جوابات کے نتیجے میں نہ صرف ٹھکراتے ہو ، بلکہ سننے اور پڑھنے کیلئے تیار نہیں ہو، یہاں تک کہ اگر کوئی اور عالم دین قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی ایسا وعظ وبیان کرے یا کوئی تصنیف کرے جو کہ آپ کی چند باتوں اور پروگرام سے باہر ہو تو آپ اسے اپنا دشمن اور دین اسلام کا دشمن سمجھنے لگتے ہو،اس طرح چند غیر ضروری باتوں کے سوا قرآن کریم کی ہزاروں آیات،حضور علیہ السلام کی لاکھوں احادیث اور علماء اسلام ،ائمہ اربعہ کے جملہ علوم تفاسیر،احادیث کی شروح،فقہ،اصول فقہ اور علم عقائد وغیرہ سے ہاتھ دھو کر شیطان کی آغوش میں جا پہنچیں گے۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اب میرا دوست سنجیدہ ہو کر کہنے لگا کہ اچھا اب میری مشکل کو حل کیجئے کہ میں نے جو آیات اور احادیث پیش کی ہیں دنیا کی مذمت اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

برائی میں وہ صحیح ہیں اس پر مسلمان کو عمل کرنا چاہیے یا آپ نے دنیا کی اچھائی اور فوائد کے بارے میں جو آیات اور احادیث پیش کی ہیں وہ صحیح ہیں ان پر مسلمان کو عمل کرنا چاہیے۔

میں نے اسے بتایا کہ دونوں قسم کی آیات اور احادیث صحیح بھی ہیں اور دونوں قسموں پر مسلمان کیلئے عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ تفصیل پڑھیے۔

مال و دولت کی برائی اور اچھائی میں خط امتیاز

جاننا چاہیے کہ قیامت میں خیر و شر، اچھائی اور برائی بالکل الگ الگ ہیں، خیر و خوبی کی جملہ اقسام جس مقام پر جمع ہوتی ہیں اسے جنت کہا جاتا ہے اور شر و بدی جہاں جمع ہیں اسے جہنم کہا جاتا ہے، مگر اس دنیا میں خیر اور شر، اچھائی اور برائی ایک ساتھ اور دوش بدوش جمع ہیں مثلاً

بہادری اور شجاعت میں ایک پہلو ظلم کا ہے اور ایک جہاد کا، شہوت رانی اگر اپنی بیوی سے ہو، عبادت ہے اور اگر اجنبی سے ہو تو زنا ہوگا۔ یہی کیفیت جملہ عبادات کی ہے اگر اس میں ریا اور نمود ہو تو گناہ ہے اور اگر خلوص وللہیت ہو تو ثواب ہے۔ مال و دولت کی محبت میں اگر اتنا غلو اور شدت ہو کہ کمانے میں حلال اور حرام کی تمیز نہ ہو اور خرچ کرنے میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

اللہ کے احکام کی پابندی نہ ہو، تو یہی وہ مال ہے جس کا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر قدر و قیمت نہیں، ورنہ کافر کو ایک قطرہ نہ دیتا یہی وہ مال ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے اور مردار نجاست ہے۔ قرآن و حدیث میں مال و دولت کی مذمت میں جتنے احکام آئے ہیں ان سے یہی مالِ خبیث اور کسبِ خبیث مراد ہے۔

دوسری جانب مال و دولت کو قرآن میں جو "فضل اللہ" قرار دیا ہے یا اسے "خیر" بہت بہتری قرار دیتا ہے، احادیث اسے "**فریضة بعد الفريضة**" فرض عبادت کے بعد دوسرا فرض رزق حلال کی تلاش ٹھہراتا ہے اس سے مراد رزق حلال اور کسب حلال ہے۔

ایک فقہی تحقیق

فقہاء کرام نے یہ بحث چھیڑی ہے کہ غنی ہونا افضل ہے یا فقیر ہونا۔ صاحب مبسوط علامہ سرخسیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "المبسوط، ج ۳۰) میں دونوں جانب کی طرف مائل فقہاء کی دلچسپ بحث کی ہے مگر یاد رہے کہ غنا اور فقر کے بارے میں فقہاء کا یہ اختلاف فرد کی شخصی اور انفرادی حیثیت کا مسئلہ ہے، اسے امت کا اجتماعی مسئلہ قرار دینا از روئے عقل و نقل غلط فہمی ہوگی۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ازروئے شریعت امت مسلمہ کا فریضہ ہے کہ وہ زمین کے اندر ''خلافت''اور خدائی عدل وانصاف پر مبنی حکومت قائم کریں اور زمین کے اندر جہاں فتنہ وفساد سر اٹھائے اسے کچل دیں۔

اس مقصد کے حصول کیلئے مسلمان امت کا فریضہ ہے کہ حکمرانی کے ہر شعبہ میں وہ دنیا بھر میں واحد سپر پاور ہونے کا مقام حاصل کریں۔اور ہر ایک جانتا ہے کہ اس عالم اسباب میں آج کل کے زمانے کے لحاظ سے کھربوں روپے کے نہیں بلکہ ہزاروں کھرب کی دولت کا حصول بھی امت کا فریضہ ہے۔اس کے بغیر امت مسلمہ کا سپر پاور بننا ممکن نہیں۔لہذا اجتماعی حیثیت کے لحاظ سے امت کیلئے فقیر اور محتاج ہونا افضل تو کیا بلاخلاف عظیم گناہ ہوگا۔

علامہ شمس الحق افغانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

'' مسلمانوں پر اپنی استطاعت کے دائرہ میں ان تمام آلات اور اسباب کی فراہمی فرض ہے جس سے وہ دشمن پر غالب آسکتے ہوں اور اس کو مرعوب کر سکتے ہوں اس میں آلات حرب، اسباب زراعت، سامان صحت اور ذرائع مواصلات کی اتنی مقدار میں تیاری فرض ہوگئی ہے جو تمام دشمنوں کو مرعوب کر سکے، آلات حرب میں بندوق سے لے کر

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہائیڈروجن بم تک اور بری، بحری اور ہوائی بیڑے کے تمام وسائل شامل ہیں، اگر اس میں ہم نے معمولی سی بھی کوتاہی کی تو یہ ازروئے قرآن جرم اور حکم الٰہی کی نافرمانی ہوگی۔'' علامہ آگے لکھتے ہیں

''مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ تمام جدید آلات میں اتنی ترقی کریں کہ مسیحی اقوام سے سبقت نہ لے جائیں تو کم از کم ان کے مساوی ضرور ہوں اور عالم اسلام اس کیلئے اپنی پوری قوت استعمال کرے نماز، روزہ اور حج کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ جتنی طاقت ہو اتنی نماز پڑھو یا روزے رکھو، حج کرو یا زکوٰۃ دو، سو رکعت نماز پڑھنے کی طاقت ہو، تب بھی پانچ وقت میں اللہ تعالیٰ نے سترہ رکعات نماز فرض قرار دی ہے، سال بھر میں صرف ایک ماہ روزے اور زکوٰۃ اڑھائی فیصد اور عمر بھر میں حج ایک مرتبہ فرض کیا، بقدر طاقت فرض نہیں کیا، لیکن سامان جنگ اور اسباب دنیاوی ترقی کے متعلق کا جو حکم دیا گیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے استطاعت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ '' واعدّوا لهم ما استطعتم من قوّة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوّ الله و عدوّكم''.

(انفال آیت ۳)

جس حد تک تمہارے بس میں ہو پوری قوت اور پلے ہوئے

(c) ketabton.com: The Digital Library

گھوڑے فراہم کرو جس سے تم اپنے اور اللہ کے تمام دشمنوں کو مرعوب کر سکو۔ (علامہ لکھتے ہیں) ''جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان قوم یا حکومت دس لاکھ ہوائی جہاز یا ایٹم بم یا دوسرا سامان بنانے کی طاقت رکھتے ہوئے اس میں کمی کریں تو حکم الٰہی کے ترک کی وجہ سے سب گنہگار اور مجرم قرار پائیں گے''۔

(ترقی اور اسلام ص، ۴۵ تا ۴۶ تالیف علامہ افغانیؒ)

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ شریعت کے دائرہ کے اندر نیک مقصد کے حصول کیلئے مال و دولت کمانا، بھرپور ترقی اور سپر مقام پر جا پہنچنا امت مسلمہ کیلئے نہ صرف جائز اور باعث ثواب ہے بلکہ امت کا مذہبی فریضہ بھی ہے اور شریعت کی اجازت کے بغیر دولت کمانا یا ناجائز مقصد کیلئے کمانا مذموم اور حرام ہے۔

سوال: ہمیں روزی کی فکر نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی اس کی دعوت چلانے کی ضرورت ہے اس لئے کہ روزی دینے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے لے رکھی ہے۔

جواب: اس سوال کا تفصیلی جواب کتاب ہذا کے صفحہ ۶۲ پر ملاحظہ فرمائیں، البتہ اتنا عرض کردوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری لینے کی وجہ سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

کوئی روزی کمانا چھوڑ سکتا ہے تو پھر دین کی خدمت، درس وتدریس اور دعوۃ و تبلیغ بھی چھوڑ دینی چاہیے کیونکہ دین کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ نے لے رکھی ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون

''بے شک ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ''

سوال: آج کل مسلمانوں کو دولت کمانے کی ترغیب دینے کی ضرورت نہیں مسلمانوں میں دنیاوی چیزوں کی کمی نہیں، اگر کمی ہے تو دین کی ہے آج مسلمانوں کی بربادی کا واحد سبب دنیا کی فراوانی ہے۔

الجواب: اگر مسلمانوں کی دنیا کی فراوانی اور خود کفالت سے کسی فرد کے گھر کی چاردیواری کے اندر ضروریات میں خود کفالت ہو تو یہ الگ بات ہے ورنہ امت کی اجتماعی ضروریات میں مسلمان کسی ایک شعبے میں بھی خود کفیل نہیں، شاہ اور گدا نے گداگری کا کچکول گلے میں ڈال کر دربدر مانگتا پھرتا ہے اور دست سوال بھی کافروں کے در پر پھیلاتا ہے۔ تفصیل کیلئے اس کتاب کا صفحہ ٦ سے چند اوراق ضرور دوبارہ پڑھیے، بیشتر سوالوں کا جواب خود بخود مل جائے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سوال: کھیتی باڑی کی مذمت حدیث سے ثابت ہے

بخاری شریف میں ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک گھر میں کھیتی باڑی کے آلات دیکھے تو کہنے لگے کہ جس گھر میں یہ داخل ہوئے وہاں ذلت داخل ہوئی اور اس قول کو انہوں نے حضور علیہ السلام کی طرف منسوب کیا، نیز روایات میں بیل ، گائے کے پیچھے پڑنے (یعنی ہل چلانے) کی مذمت آئی ہے۔اس کے ہوتے ہوئے کاشتکاری کی ترغیب دینے کی کوشش مسلمانوں کو پستی کی طرف دھکیلنا نہیں تو اور کیا ہے؟

نیم ملا خطرہ ایمان

دین اسلام صراط مستقیم اور راہ اعتدال ہے، جس میں سابقہ ادیان اور مذاہب نیز قیامت تک آنے والے حالات کو پیش نظر رکھ کر افراط وتفریط سے ہٹ کر راہ اعتدال اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے، اسی طرح حضور علیہ السلام اور آپ کے اولین شاگرد صحابہ کرام نے جس کسی میں جس کام کے بارے میں اعتدال اور میانہ روی کے معیار سے تجاوز یا کمی دیکھی فوراً اسے ٹوکا اور علاج بالضد کے قانون کے تحت اس شخص یا اس قوم کی روش کی مذمت بیان کی۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

مثلاً جب حضور علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام میں بعض لوگ عبادت گزاری میں میانہ روی سے تجاوز کرنے لگے ہیں یہاں تک کہ بعض پوری زندگی عبادت کیلئے وقف کرنا چاہتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ عمر بھر دن کو روزے رکھوں گا، کوئی کہتا ہے کہ روزانہ ختم قرآن کروں گا، تو کوئی کہتا ہے کہ رات بھر نوافل پڑھتا رہوں گا، حضور علیہ السلام نے منبر پر ایک بلیغ اور زوردار خطاب کرکے مذکورہ روش کی سختی سے تردید فرمائی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جو حضور علیہ السلام کے ساتھ سایہ کی طرح پیوست رہتے تھے اور صحابہ کرام میں "صاحب النعلین والوسادة حضور ﷺ کے جوتے مبارک اور سرہانہ ساتھ لئے پھرنے والے کے لقب سے مشہور تھے۔ نیز حضور علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ ابن مسعودؓ جو کچھ پڑھائے یا سنائے وہ درست ہوگا، گویا اسطرح حضور علیہ السلام نے آپ کو دینی علوم کی دعوت وتبلیغ کی خصوصی سند عطا فرمادی تھی، یہی وجہ ہے کہ مذہب احناف کے مسائل کا بیشتر حصہ صحابہ کرام میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پر مبنی ہے۔

آپ سے جب صحابہ کرام نے مطالبہ کیا کہ ہمیں روزانہ دعوت و

(c) ketabton.com: The Digital Library

تبلیغ ،وعظ ونصیحت سے نوازا کرو تو آپ نے اس مطالبہ کورد فرمایا اور انہیں سمجھایا کہ جیسے حضور علیہ السلام ہمیں یعنی مسلمانوں کو دعوت وتبلیغ دینے میں ہماری ضروریات کی رعایت ملحوظ رکھتے میں بھی ویسا ہی کروں گا۔ لہذا ہفتہ میں ایک مرتبہ دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت کروں گا۔قرآن وحدیث ، صحابہ کرام ،علماء کرام کی تعلیمات پر نظر ڈالیے کہیں دنیا کی مذمت نظر آئے گی اور کہیں دبدبہ اور تاج وتخت سلیمانی ، کہیں فقر ابو ذر غفاریؓ اور کہیں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مال ودولت کے قافلے۔

ان پڑھ سننے والے جب فتویٰ دینے لگتے ہیں تو فساد پھیلاتے ہیں

آج کل مخصوص حالات کے پیش نظر جب کوئی عالم دین کسی خاص خدمت کے لئے اگر قارئین کو تیار کرنا چاہتا ہوتو وہ اسی مخصوص موضوع پر قرآن وحدیث ،صحابۂ عظام اور اولیاء کرام کے قول وعمل سے بھرپور انداز میں استدلال کرتا ہے۔اسکے نتیجے میں اس عالم کے ہم خیال عوام محفل دعوت وتبلیغ سے نکل کر گلی کوچوں میں اسی سنی ہوئی مخصوص مسلک فکر کو ہی اسلام قرار دیدیتے ہیں اور دوسرے موضوع اور انداز فکر پر تقریر کرنے والے علماء کرام کی بیان کردہ صریح نصوص قرآنی اور احادیث

(c) ketabton.com: The Digital Library

نبوی کو حقارت آمیز لہجے میں ٹھکراتے ہیں جس کے نتیجے میں آج دین اور مذہب کی خدمت کرنے والی جماعتوں کے پیرو کاروں میں سرد جنگ کی سی کیفیت اور تناؤ ہے جو کہ کسی وقت بھی دھماکہ خیز ثابت ہو سکتی ہے حالانکہ علماء کرام کے مسائل پر مختلف زاویۂ نگاہ اور موقع ومحل کے لحاظ سے نہ صرف وہ سب کچھ حق بجانب ہے بلکہ ضروری ہے تاکہ امت مسلمہ ہر پہلو میں خود کفیل ہو اور تنگ نظری اور افراط وتفریط سے محفوظ رہے۔

اس بنیادی کسوٹی کے ہاتھ آنے کے بعد جہاں زمینداری کی حوصلہ شکنی کی مذکورہ روایات ہیں وہ اپنے عموم کے اعتبار سے نہیں ہیں بلکہ مخصوص حالات یعنی جہاد اور تحفظ سرحدات، اعلاء کلمۃ اللہ کے فرائض کی ادائیگی سے منہ موڑ کر مادہ پرستی پر ٹوٹ پڑنے کے انجام پر مبنی ہوں گے کیونکہ کفار مسلمانوں کے مال کو لقمۂ تر سمجھ کر ہڑپ کرنے کیلئے آگے بڑھیں گے اور مسلمان محکوم اور مغلوب قوم کی حیثیت سے ذلت کی زندگی گزاریں گے۔

"زارعون" اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

افرائیتم ما تحرثون ء انتم تزرعونہ ام نحن الزارعون.

'' بھلا دیکھو جو تم بوتے ہو، کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم ہیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

اگانے والے۔''

(پارہ ۲۷، الواقعۃ، آیت ۶۴)

کسان اور زمین دار کا کام تو زراعت کے اسباب مہیا کرنا ہے ۔اس کا اگانا، لہلہاتی کھیتی، فصل اور باغ بنانا، اسے زمین میں جماؤ دینا، بار آور کرنا، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے، اس عمل کو زراعت کہا جاتا ہے، اور ایسا کرنے والے کو ''زارع'' یا ''مزارع'' کہا جاتا ہے۔ حقیقتاً یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، کسان یا زمیندار کو مجازاً مزارع کہا جاتا ہے، جب زراعت اللہ کی صفت ہوئی تو زراعت کرنے والے انسان کی یہ خوش نصیبی کیا کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی صفت سے موصوف کیا ہے

دنیا کمانے کی نیت سے بھی زمین آباد کرنا عبادت اور ثواب ہے

کوئی شخص کسب حلال کے طور پر دنیا کمانے کی نیت سے زمین کے اندر باغات زراعت، سرائے اور بازار، مسافر خانے بناتا ہے ہل، کارخانے اور صنعتیں قائم کرتا ہے، نہریں، کنویں اور ٹیوب ویل بناتا ہے یا سڑکیں، پل اور شاہراہیں بناتا ہے غرض جو کچھ بھی زمین کی آبادی اور تعمیر کے زمرے میں آتا ہے وہ سب عبادت اور باعث ثواب ہے،

(c) ketabton.com: The Digital Library

بشر طیکہ فخر اور مباہات کے لئے نہ ہو یعنی کوئی ایسی تعمیر اور آبادی نہ ہو جس سے نہ خود فائدہ حاصل کرتا ہو نہ کسی اور مخلوق کو فائدہ حاصل کرنے دیتا ہو، بلکہ محض نام و ناموس بلند کرنے کیلئے تعمیر کرتا ہے، نیز ایسی آبادی اور تعمیر نہ ہو جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اور رسول خدا کی نافرمانی لازم آتی ہو۔

ایسی جملہ تعمیرات درحقیقت، حکمت تخلیق انسان کے اہم شعبے کی تکمیل اور قرآن کریم کے حکم کی بجا آوری ہی ہوگی۔ ''واستعمرکم فیھا'' اللہ تعالیٰ تم سے زمین کی تعمیر اور آبادی چاہتا ہے مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ ابو المکارم علاؤ الدولہ سمنانی ؒ جو تصوف اور حقائق کے ایک خاص مکتب خیال کا امام اور صوفیائے کرام میں ستون کا درجہ رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں (اصل عبارت فارسی ہے)

'' حق تعالیٰ ایں زمین و مزارع را بحکمت آفرید و میخواہد کہ معمور باشدد فائدہ بخلق رسد ، واگر خلق بدانند کہ از عمارت دنیا کہ برائے فائدہ و دخل کنند نہ بوجہ اسراف ، چہ ثواب است، ہرگز ترک عمارت نہ کنند''۔

(نفحات الانس علامہ جامی ص ۵۰۸ مطبوعہ کلکتہ)

'' اللہ تعالیٰ نے زمین اور کھیتوں کو حکمت سے پیدا فرمایا ہے اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

خدا چاہتا ہے کہ یہ زمین اور کھیت آباد رہیں اور ان سے مخلوق کو نفع پہنچے۔ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ دنیا کی آبادکاری جس سے فائدہ اور آمدنی مقصود ہو، نہ کہ اسراف کتنا عظیم ثواب ہے تو لوگ زمین کی آبادکاری کے کام کو ہرگز نہ چھوڑیں''۔

وضاحت:

علامہ کا یہ جملہ '' برائے فائدہ و دخل ''قابل غور ہے '' دخل '' فارسی میں آمدنی اور کمائی کو کہا جاتا ہے۔علامہ سعدی فرماتے ہیں۔

چو ں دخلت نیست خرچ آ ہستہ تر کن

جب تیری آمدنی نہیں ہے تو خرچ کرنے میں بہت محتاط رہیے۔

پس علامہ سمنانیؒ کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ زمین کی آبادی مثلاً زراعت ،تجارت ،عمارت وغیرہ اگرچہ دینی غرض ،ثواب اور عبادت کی نیت سے نہ ہو بلکہ خاص مال و دولت کمانے کی نیت سے ہو تو بھی باعث ثواب عظیم ہے۔علامہ سمنانیؒ آگے لکھتے ہیں۔

زمین کو غیر آباد چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے

اگر بدانندکہ از ترک عمارت و گذاشتن

(c) ketabton.com: The Digital Library

زمین را معطل چه گناه حاصل می شود ہر گز اسباب آبادی و تعمیر زمین ضائع نمی کردند

(حوالہ مذکور)

اور اگر لوگ یہ جانتے کہ آبادکاری کے کام کے چھوڑنے اور زمین کو بیکار پڑے رہنے دینے میں کتناہ گنا ہےتو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے کہ آبادی کے جو اسباب ہیں ان کو ضائع اور برباد ہونے کیلئے چھوڑ دیں‘‘ (مثلاً مناسب خوراک اور کھاد وغیرہ نہ دینا، تالابوں، نہروں، ندیوں کی صفائی نہ کرنا، اعلیٰ بیج، بروقت بوائی نہ کرنا فصل وغیرہ کو بیماریوں سے تحفظ کی تدابیر نہ کرنا، کھیت کو بے کار جڑی بوٹیوں اور گھاس سے صاف نہ کرنا وغیرہ۔‘‘

(c) ketabton.com: The Digital Library

کم پیداوار اور آمدنی کے جرم کی صورت میں قیامت کے دن باز پرس ہوگی

علامہ سمنانیؒ مزید فرماتے ہیں:

ہر کس که زمینے دارد که ہر سال از اں زمین ہزار من غله حاصل تو اند کرد، اگر به تقصیر و اہمال نه صد من حاصل کند وبسبب آں ، صد من از حلق خلق دور افتد بقدر آں ازوئے باز خواست خواہند کرد"۔ (حوالہ مذکور)

"جس کسی کے پاس اتنی زمین ہو کہ اس سے ہزار من غلہ سالانہ حاصل ہو سکتا ہے اگر اس کی کوتاہی اور سستی وغفلت سے (بجائے ہزار من کے) نوسو من غلہ اس زمین سے حاصل ہوا اور اس طرح مخلوق خدا کے منہ تک سو من غلہ نہ پہنچ سکا تو قیامت کے دن اس سے اس سو من غلہ ضائع کرنے کی باز پرس ہوگی۔"

علامہ سمنانیؒ جیسے عارف باللہ اور صوفیائے عظام کے سرخیل کا یہ جملہ " بقدر آں ازوے باز خواست خواہند "انتہائی معنی خیز ہے، جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ کسان اور مالک زمین کی بے پرواہی اور کوتاہی سے سالانہ آمدنی میں کمی کے نتیجے میں اس دنیا میں اس شخص کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ذاتی خسارے کے ساتھ امت مسلمہ اور خلق خدا کو جس بربادی سے دوچار کیا گیا اس کی سزا کے طور پر قیامت کے دن اس کمی کی سالانہ کے حساب سے پورا کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا اور ظاہر بات ہے کہ اس وقت وہ کہیں سے پورا نہیں کر سکے گا؟

زمین کی پیداوار میں یورپ خود کفیل اور مسلمان گداگر کیوں؟

آج مشاہدہ سے ثابت ہے کہ یورپی کسان زمین کے جتنے رقبے سے مثلاً سو من غلہ حاصل کر لیتا ہے، اسی مقدار کے رقبے سے مسلمان کسان اوسطاً دس من غلہ بمشکل حاصل کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان زمین کی پیداواری اشیاء مثلاً کھانے پینے کی روزمرہ ضروریات میں بھی گداگری اور قرض کی بھیک مانگنے کا کچکول لے کر کافروں کی دہلیز پر خوار و ذلیل کھڑا ہے۔

عقل مندوں کی کہاوت ہے کہ ''عورت کا خاوند مرد ہوتا ہے اور مرد کا خاوند قرض دینے والا ہوتا ہے'' یعنی مقروض قرض خواہ کے سامنے بیوی کی حیثیت رکھتا ہے''۔

یہ فرق اس لئے کہ یورپ کے سائنسدان اور زراعت کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ماہرین کسان اور زمیندار کی فصلوں اور زمین کی زرخیزی اور اس میں کمی بیشی آنے پر گہری نظر رکھتے ہوئے کسان کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ انہیں جدید آلات زراعت، ترقی یافتہ بیج اور مختلف فصلوں کے لحاظ سے کھاد کی مختلف اقسام، ان کے استعمال کے طور طریقے اور فصلوں کی بیماریوں کی شناخت اور ان کا صحیح علاج بارانی، نہری اور زیر زمین آبی خزانوں کو استعمال میں لانے کے وسائل مہیا کرنے کیلئے سرگرم عمل رہتے ہیں اور دوسری طرف یورپ کے کسان اور باغبان ریڈیو، ٹی وی اور رسائل میں زراعتی پروگرام لازمی طور پر بلا ناغہ سنتے اور پڑھتے رہتے ہیں اور ان ہدایات کے مطابق زراعت کے بارے میں جدید طور طریقے اپناتے رہتے ہیں۔

دوسری طرف مسلمان کسان کی حالت یہ ہے کہ نہ تو ان کی پشت پر زراعت اور طبقات الارض کے ماہر سائنسدانوں کا کوئی غم خوار طبقہ ہے اور نہ ہی ان کیلئے جدید ترین آلات و اسباب زراعت کے حصول تک رسائی آسان ہے، اگر کچھ تھوڑا بہت ہے تو کسان طبقے کی جہالت اور بے علمی کے نتیجے میں وہ بھی رائیگاں جاتا ہے، نہ تو کسان ریڈیو وغیرہ کی وساطت سے زراعتی پروگرام سنتے ہیں اور نہ ہی اپنے باپ دادا سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

ورثے میں ملی ہوئی زراعت اور باغبانی میں جدت اور تبدیلی کیلئے آمادہ ہیں۔

دور جانے کی ضرورت نہیں ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں اور تھل کی وسیع وعریض زمینوں پر ایک نظر ڈالیں، جن محدود ٹکڑوں کو عام طور پر آباد سمجھا جاتا ہے، وہ بھی درحقیقت غیر آباد اور بنجر ہیں۔ سال بھر میں کسی زمین سے گندم یا چنے کی صرف ایک آدھ بیمار اور کمزور فصل حاصل کرنا یا کسی قطعۂ زمین پر قدیم اونچے خودرو کھجور کے درخت کے بے ترتیب جھنڈ یا بنوں کی سرزمین پر قدیم بدشکل اور بے ذائقہ کیلوں کے باغات اور گٹھلیوں سے بھرے ہوئے چھلکے یعنی آلوکاٹ کے باغات کو موجودہ ترقی یافتہ دور کے لحاظ سے کوئی دشمن عقل آباد زمین کہے گا؟

زمین اور باغات ایک سال بارآور اور ایک سال بے بر کیوں؟

مسلمان کسانوں اور خاص کر قبائلی باغبانوں میں یہ بات نہ صرف مشہور ہے بلکہ مسلم ہے کہ زمین اور باغات ایک سال بھرپور فصل اور میوہ دیتے ہیں جبکہ دوسرے سال وہی فصل اور میوہ دیتے ہیں مگر برائے نام، البتہ اگر زمین پر متبادل فصل کاشت کی جائے تو زمین بارآور

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہوتی ہے۔

جہاں تک اس بات کی سچائی کا تعلق ہے تو تجربہ اور مشاہدہ اس پر گواہ ہیں مگر اس کا سبب کیا ہے؟ اور اس عظیم نقصان کی تلافی ممکن بھی ہے؟ اس سوالات کے جوابات کے بارے میں وہ لوگ جو زراعت، پھل اور فروٹ کے متعلق جدید سائنسی علوم سے بے خبر ہیں، انتہائی غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور یہی بدقسمت قوم موجودہ دور میں مسلمان اور بالخصوص قبائلی لوگ ہیں۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ زمین اور باغات کی یہی فطرت ہے کہ ایک سال خوب بار آور ہوں گے اور ایک سال بے بر اور بانجھ ہوں گے، لہذا وہ ایک سال لاکھوں اور کروڑوں روپے کے نقصان کو خوشی سے قبول کئے ہوئے ہیں اور اس عظیم نقصان کا انہیں احساس تک بھی نہیں، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ کم از کم اتنی بات تو ہر ایک انسان جانتا ہے کہ ایک ہے زمین اور ایک ہے زمین کی زرخیزی، یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں، زمین ہوگی پانی کی کمی نہیں ہوگی مگر وہ زمین فصل تو کیا سبزہ گیاہ تک نہیں اگائے گی اس لئے کہ اس میں زرخیزی نہیں ہوگی۔

سائنسدانوں نے لیبارٹریوں میں دونوں قسم کی زمین کی مٹی کا تجربہ اور مشاہدہ کیا ہے۔ انہوں نے زرخیز زمین کی مٹی میں تقریباً ۱۴

(c) ketabton.com: The Digital Library

عناصر ایسے دریافت کئے کہ جس زمین کے اندر یہ عناصر بھرپور موجود ہون اس زمین کی فصل ، باغات ، میوے اور سبزیاں مثالی ہوتی ہیں اور جس زمین میں یہ عناصر جس قدر کم ہوں گے اسی مقدار میں اسی زمین اور باغ کی محاصلات میں کمی ہوگی۔

نیز انہوں نے یہ تجربہ بھی کیا کہ مختلف فصلیں ، اناج اور میوے زمین کے زرخیز مواد اور عناصر کے کھانے اور خوراک کے لحاظ سے ایک جیسے نہیں ہیں مثلاً گندم کی خوراک میں ایک عنصر زیادہ شامل ہوتا ہے اور چنے کی خوراک میں دوسرا ، سیب کی خوراک میں ایک عنصر زیادہ خرچ ہوتا ہے اور انار کی خوراک میں دوسرا۔

سائنسدانوں نے یہ تجربات بھی کئے ہیں کہ زمین میں مثلاً (نائٹروجن ، پوٹاشیم ، فاسفورس ، لائم) وغیرہ عناصر کافی مقدار میں موجود ہیں ، مگر کسی معمولی فصل کاشت کرنے کے نتیجے میں فصل کاٹنے کے بعد جب اسی زمین کا دوبارہ تجزیہ کیا تو فی ایکڑ یعنی آٹھ کنال رقبہ میں تقریباً بیس پونڈ نائٹروجن کم ہو چکا تھا اسی پر وہ دوسرے عناصر پوٹاشیم ، فاسفورس وغیرہ قیاس کرو جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر دوسرے سال کسان اسی زمین پر وہی سابقہ فصل کاشت کرنا چاہے تو اس کو لازمی طور پر مذکور

(c) ketabton.com: The Digital Library

خرچ شدہ نائٹروجن وغیرہ عناصر کی کمی کو کیمیاوی مصنوعی کھادوں سے پورا کرنا ہوگی ورنہ وہ زمین اس سال وہی فصل برائے نام دے گی۔البتہ اگلے سال قدرت کی طرف سے بارش ،رعدوبرق ،گردوغبار وغیرہ سے مذکورہ کمی پوری ہو جائے گی اور ایک سال کے وقفے کے بعد وہی فصل بھرپور انداز میں دے گی ،بالکل یہی اصول باغات وغیرہ کا ہے۔

اگر کوئی سمجھدار باغبان مثلاً سیب کے باغ سے میوہ کاٹتے ہی باغ کو جملہ خودرو گھاس وغیرہ سے صاف کرلے اور اس میں سے خرچ شدہ زرخیزی کو کیمیاوی کھادوں سے پورا کردے اور ان کے تنوں اور شاخوں پر زراعت کی تعلیمات کی روشنی میں مقررہ اوقات پر کیڑے مار ادویات کا سپرے کرے اور مقررہ اوقات پر اسے پانی دیا کرے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ باغ دوسرے سال بھی بھرپور میوہ نہ دے۔البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ سب کچھ زراعت کے ماہرین کی ہدایات کے مطابق کرے۔اس طرح اگرچہ باغبان کی جیب سے دس ہزار روپے خرچ ہوئے تو یقیناً وہ آنے والی فصل میں اس سے تین گنا روپے جیب میں ڈالے گا۔انشاءاللہ

کسان اور باغبان کی حقیقی کامیابی کا ایک اہم اصول

(c) ketabton.com: The Digital Library

کھیتی باڑی وغیرہ کے متعلق گذشتہ ذکر شدہ تفصیلات سب کچھ ظاہری اسباب ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے دینے کیلئے وسائل بنا دیئے ہیں، ان سب کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت کا ہاتھ ہے، ان کوششوں کے ایسے نتائج جن سے کسی مسلمان کی دنیا اور آخرت خوشحال اور کامیاب ہو یہ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر موقوف ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی اصل اور بنیاد تقویٰ ہے۔

ولو ان اهل القریٰ اٰمنو ا و التقو لفتحنا علیهم برکات من السمآء والارض .

(پارہ ۹ ، اعراف، آیت ۹۶)

''اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے۔

و من یتق اللہ یجعل له مخرجاً و یرزقه من حیث لا یحتسب . (پارہ ۲۸ ، الطلاق، آیت ۲)

'' اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے گا، اللہ اس کیلئے مشکلات اور مصیبتوں سے راہ نجات بنائے گا اور ایسی جگہ سے اس کو روزی دے گا جہاں سے اس کو وہم وگمان نہ ہو''۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

الـذیـن اٰ مـنـو ا و کانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الـدنیـا و فـی الآخـرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم. (پارہ ۱۱، یونس، آیت ۲۳)

’’وہ لوگ جو ایمان لائے اور نافرمانی سے بچتے رہے ان کیلئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری اور آخرت کی زندگی میں بھی، یہی بڑی کامیابی ہے‘‘۔

تقویٰ کی حقیقت

تقویٰ کی حقیقت تو یہی ہے کہ ایمان کے ساتھ اطاعت بھی ہو یعنی اعمال صالحہ کرنا اور نافرمانیوں سے بچنا، جس کسان، کاشتکار اور زمیندار نے اپنی زمین کو آباد کرنے اور اسے بھرپور کمائی حاصل کرنے کیلئے شب و روز محنت کی اس نے اگر چہ زمین کی آبادکاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور پیغمبر خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری اور عبادت و عمل صالح کا ایسا عظیم کارنامہ سرانجام دیا جس کا درجہ جہاد اور راہ خدا میں نکلنے سے بڑھ کر ہے۔ جس کیلئے ایک فرض نماز (تہجد) کی فرضیت منسوخ کی جا چکی ہے

و آخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

(پارہ ۲۹ ،مزمل ، آیت ۲۰)

''اور بعض لوگ زرق حلال کی تلاش میں روئے زمین پر گھوم پھر کر تھکے ہوں گے (۔یعنی نماز تہجد کی فرضیت منسوخ کرنے کی وجوہات میں سے ایک وجہ معاشی ضروریات کی تکمیل بتائی گئی ہے۔)

نیز کسان اور باغبان نے زمین کی آمدنی ضائع کرنے اور زمین کو بے کار اور مہمل چھوڑ دینے کی عظیم نافرمانی سے بچ کر تقویٰ کا ایک اہم مقام حاصل کر چکا ہے۔لیکن باغاتِ دنیا کو باغاتِ بہشت بنانے اور ترقی وخوشحالی دنیا کو باعث فلاح و کامیابی آخرت بنانے کیلئے تقویٰ اور عمل صالح کی ایک شعبہ تا ہنوز باقی ہے۔جس کا تعلق زمین سے حاصل کردہ آمدنی کے خرچ کرنے کے ساتھ ہے۔

زمین کی حاصلات میں حق اللہ یعنی حصہ خدا

پوری انسانیت اس پر متفق ہے کہ زمین کی پیداوار میں مالک زمین کے ساتھ جس کسی نے محنت ومشقت اور مسلسل معاونت کی وہ اس پیداوار میں تقریباً مساوی حصہ لینے کا حق دار ہے خواہ زمین کے رقبے میں ملکیت میں وہ حق دار نہ بھی ہو اور ہر جاننے والا جانتا ہے کہ زمین سے حاصل شدہ پیداوار حاصل کرنے کیلئے جتنے وسائل اور عوامل ہیں ، ان

(c) ketabton.com: The Digital Library

کا بنیادی میٹریل اور مواد کا وجود میں لانا کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں ہے مثلاً زمین اور اس میں نباتات کی خوراک کے عناصر، ہوا اور اس میں ۷۰ فیصد نائٹروجن گیس، پانی، سورج کی کرنیں، آسمان کے چاند تاروں کی روشنی، بادل کے آنسوؤں، شبنم کی نمنا کی، انسان کی دماغی صلاحیتیں اور کسب وعمل بھی لمحہ بھر کے لئے انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں لہذا اس میں اللہ تعالیٰ کا ایک معین حصہ کیونکر نہ ہو گا؟

یـا ایھا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبٰت ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض.

(پارہ ۳، البقرۃ، آیت ۲۶۷)

''اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے صاف ستھری چیزیں خرچ کرو اور اس چیز میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہے''۔

قولہ تعالیٰ: و اٰتوا حقہ یوم حصادہ.

(پارہ ۸، انعام، آیت ۱۴۱)

اور جس دن تم زمین کی پیداوار حاصل کر لو تو اس کا حق دیا کرو۔

زمین کی پیداواری حاصلات میں جب کہ وہ زمین خراجی نہ ہو، اللہ تعالیٰ

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے حصے کا تعین حضور علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ جو فصل اور آمدنی زمینی پیداوار سے حاصل ہوتی ہے اس میں عشر دسواں حصہ یا نصف عشر بیسواں حصہ مساکین کو دینا فرض ہے۔ (تفصیل کے لئے میری کتاب ''زکوٰۃ اور عشر کے بارے میں چند معرکۃ الآراء مسائل'' ضرور پڑھیے۔)

قال علیه الصلوٰة والسلام ما اخرجت الارض ففيه العشر.

و اخرج البخاری عنه علیه السلام فيما سقت السماء والعيون العشر الخ

و اخرج مسلم عنه علیه الصلوٰة والسلام فيما سقت الانهار والغيم العشر الخ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کچھ زمین سے حاصل کیا جاتا ہے اس میں عشر ہے۔

صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہوتی ہو اس کی پیداوار میں عشر ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو زمین نہروں اور وادیوں سے یا بارش سے سیراب ہوتی ہو اس میں عشر ہے۔

عشر اور زکوٰۃ خرچ کرنے کا مسنون اور افضل طریقہ

اسلام کے بنیادی ارکان میں نماز اور زکوٰۃ کا حکم قرآن وحدیث میں بیسیوں جگہ ایک ساتھ آیا ہے کہ ''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو''۔ دین اسلام میں بدنی عبادات میں اہم ترین عبادت نماز ہے اور مالی عبادات میں اہم ترین عبادت عشر اور زکوٰۃ ہیں۔

دین اسلام میں فرضی عبادات کی ادائیگی میں پیغمبر کا طریقہ اور افضل ترین طریقہ وہی ہے جس میں اجتماعی صورت جتنی زیادہ ہو۔

اگرچہ نفس فرض انفرادی صورت میں ادا ہو جاتا ہے لیکن نماز باجماعت میں جتنے متفرق نمازی یکجا ہوتے جائیں گے، اتنا ہی ہر نمازی کا ثواب بڑھتا جائے گا۔

نیز ہر ایک نمازی اس عظیم فریضہ کی بہتر ادائیگی کیلئے اپنی سوجھ بوجھ اور عقل و دانش چھوڑ کر کسی ماہر اور متقی عالم دین کے قول وعمل کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

پیروی کرتا ہے، اس لئے کہ یہ میرا اہم فریضہ ہے سو فیصد شریعت کے مطابق ادا ہو جائے، اگر چہ انفرادی طور پر اکیلا نماز پڑھنے سے فرض ادا ہو جائے گا مگر بلا عذر شرعی ایسی نماز پر ثواب ملنے کی امید بھولا پن ہو گا بلکہ ایسا کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔

عشر اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں بھی مسنون طریقہ یہی ہے کہ ہر علاقے کا عشر و زکوٰۃ وہاں کے مستحق مصرفوں میں اجتماعی شکلوں میں صرف کیا جائے، حضور علیہ السلام اور شیخین (ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما) کے زمانے میں جملہ مسلمان عشر و زکوٰۃ ان حضرات کے پاس لاتے تاکہ ان کی صوابدید پر ضروری اور مفید تر مقامات اور حقداروں پر خرچ ہو سکے۔ اسلام کے اس ابتدائی دور میں کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش کرنا مشکل ہو گا کہ کسی مسلمان نے عشر و زکوٰۃ کسی مسکین اور محتاج کو حضور علیہ السلام کی اجازت یا شیخین کی اجازت کے بغیر اپنی پسند اور مرضی کے مطابق دیا ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اگر چہ اموال باطنہ (سونے، چاندی، نقد روپے اور دکان کے اندر مال تجارت) کے حساب کرنے اور ان سے چالیسواں خود نکالنے کا اختیار لوگوں کو دیا گیا مگر وہ زکوٰۃ بھی لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لا کر جمع کرتے تھے، آپ ہی کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

صوابدید پر خرچ کرنے کو اپنی صوابدید پر مقدم رکھتے تھے۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے ''بدائع الصنائع'' اور دیگر معتمد فتاوے)

اگر چہ انفرادی طور پر اپنی صوابدید پر ہر مسلمان کا عشر اور زکوٰۃ ادا تو ہو جائے گی۔ جیسے اکیلے نماز پڑھنا، بشرطیکہ ایسے لوگوں کو دیں جو ازروئے شریعت عشر وزکوٰۃ لینے کا مصرف اور حقدار ہو، مگر کیا اس پر وہ ثواب ملے گا جو مسنون طریقہ پر یعنی اجتماعی طور پر سو فیصد شرعی مصرفوں پر صرف کرنے سے ملے گا؟

عشر وزکوٰۃ کن لوگوں پر خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے

یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ نے کسی عالم دین کیلئے نہیں چھوڑا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں واضح طور پر بیان فرمادیا ہے۔

للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضرباً فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف.

(پارہ ۳، البقرہ، آیت ۲۷۲)

(اللہ کیلئے خرچ کرنے کے اولین حقدار) وہ فقراء ہیں جو راہ خدا میں رکے ہوئے ہیں (کمانے کیلئے) زمین میں چل پھر نہیں سکتے ہیں، جاہل لوگ انہیں مالدار سمجھتے ہیں، اس لئے کہ وہ لوگوں سے بھیک نہیں

(c) ketabton.com: The Digital Library

مانگتے ہیں۔

حجۃ الاسلام علامہ شیخ الہندؒ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

''یعنی ایسے لوگوں کو دینا بڑا ثواب ہے جو اللہ کی راہ اور اس کے دین کے کام میں مقید ہو کر چلنے پھرنے، کھانے کمانے سے رک رہے ہیں اور کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے جیسے حضرت کے اصحاب، اہل صفہ نے گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت اختیار کی تھی۔ علم دین سیکھنے کو اور مفسدین، فتنہ پردازوں پر جہاد کرنے کو، اسی طرح جب بھی جو کوئی قرآن کو حفظ کرے یا علم دین میں مشغول ہو تو لوگوں پر لازم ہے کہ ان کی مدد کریں۔''

(ترجمہ شیخ الہند،۵)

علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں

لا یستطیعون ضربا فی الارض ای مشیاً فیھا و ذھابا للتکسب و التجارة و ھم اھل الصفة رضی الله تعالیٰ عنھم ، قاله ابن عباس و محمد بن کعب القرظی و کانوا نحواً من ثلٰثمائة و یزیدون و ینقصون من فقرآء المھاجرین یسکنون سقیفة المسجد یستغرقون اوقاتھم

(c) ketabton.com: The Digital Library

بالتعلم والجهاد الخ.

(روح المعانی ج ۲، جزء ۳، ص ۴۶)

صاحب روح المعانی (لا یستطیعون ضرباً فی الارض) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ وہ فقراء زمین میں کسب وتجارت کیلئے آنے جانے سے بے بس تھے اور وہ اصحاب صفہ تھے (یعنی حضور علیہ السلام کے مدرسہ کے طلباء) یہی تفسیر ابن عباس اور محمد بن کعب القرظی نے کی ہے۔ان کی تعداد تین سو تھی اور کبھی اس سے زیادہ،کبھی کم ہوتے تھے، یہ فقراء مہاجرین تھے جو مسجد نبوی کے ایک چبوترے میں سکونت پذیر تھے جنہوں نے جملہ اوقات تعلیم دین اور جہاد کیلئے وقف کردی تھیں۔

پس قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ صدقات اور عشر وزکوٰۃ خرچ کرنے کا افضل ترین مصرف اور مقام اسلامی مدارس میں پڑھنے والے طلباء ہی ہیں۔

موجودہ دور میں عشر وزکوٰۃ کس طرح خرچ کیا جائے؟

موجودہ دور میں جب کہ نہ تو صحیح اسلامی حکومت ہے اور نہ ہی شرعی بیت المال اور اگر کہیں برائے نام اسلامی حکومت ہے تو بھی عشر وزکوٰۃ کے لینے اور خرچ کرنے میں قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

شرائط اور ہدایات کے بارے میں قطعی طور پر بے پرواہی کا مظاہرہ کرتی ہے ، ان حالات کے ہوتے ہوئے مسنون طریقہ پر اجتماعی طور پر عشر وزکوۃ کی ادائیگی کیونکر ممکن ہے؟اور کس طرح ادا کرنا افضل ہوگا؟

جواب: دیکھئے نماز باجماعت ادا کرنے کا مسنون طریقہ یہی ہے کہ خلیفہ (صدر، وزیر اعظم) سے لے کر ادنیٰ افسر تک ہر جگہ نماز جمعہ، نماز عیدین، پنجگانہ نمازوں میں یہی منصب داران اور امراء خود نماز پڑھائیں گے، یا ان کے نامزد کردہ نمائندے ان کی غیر موجودگی میں امامت کے حقدار ہوں گے مگر آج جب ان حقیقی حقداروں نے امامت کی اہلیت کھودی ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ لوگ مسنون طریقہ اور اجتماعی صورت میں نماز کی ادائیگی سے بری الذمہ ہوکر ہر ایک انفرادی طور پر فریضہ ادا کرتا رہے، اس طرح تو نماز کی حقیقی حکمت اور افادیت ہی فوت ہوجائے گی، بلکہ ہر علاقے کے مسلمانوں پر لازم ہ کہ وہ کسی قابل اعتماد عالم دین، وارث پیغمبر پر اتفاق کرکے اسے اپنا خطیب، امام اور قاضی مقرر کریں، یہی عالم دین ان کیلئے شرعی قاضی اور امام کا حکم رکھتا ہے اور اس کی پیروی میں جب یہ لوگ نماز جیسا اہم فریضہ ادا کرتے رہیں تو ان کی یہ نماز عین سنت طریقے کے مطابق اجتماعی نماز ہوگی اور اگر مسلمان ایسا نہیں کریں گے بلکہ انفرادی طور پر

(c) ketabton.com: The Digital Library

نماز پڑھنے لگےتو سب گناہگار ہوں گے۔عشر اور زکوۃ کے بارے میں چاہیے کہ ہر علاقے ،قصبےاور گاؤں کے قابل اعتماد علماءدین کی رہنمائی میں وہاں کے دینی اور اجتماعی ضروریات خاص کر اسلامی مدارس کے طلباءاور اسلامی علوم کی درس وتدریس اور نشر واشاعت پر خرچ کرتے رہیں یا مقامی علماءکرام کی راہنمائی کے مطابق دین اسلام کے مقرر کردہ اہم ترین مصرفوں اور مقامات پر خرچ کرتے رہیں جن کی افادیت اسلام اور مسلمانوں کیلئے اجتماعی، عام اور دائم ہوعشر وزکوۃ کی ادائیگی کامسنون اور افضل ترین طریقہ یہی ہے۔

موجودہ دور میں جبکہ ہر ایک مالدار مسلمان خود دیکھتا ہے کہ حکومتی سطح پر قرآن وحدیث کے علوم ،درس وتدریس ،تعلیم وتربیت اور نشر واشاعت کیلئے نہ تو بجٹ میں کوئی رقم مختص کی جاتی ہے اور نہ ہی ان علوم کے طلباء،اساتذہ اور اسلامی مدارس کوقدر کی نگاہ سے دیکھاجاتا ہے اور نہ ہی ان کیلئے کوئی مراعات ہیں اور نہ ان علوم کے سند یافتہ ماہرین کے لئے کسی باعزت پوسٹ اور منصب پر ملازمت کرنے کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں بلکہ ان علوم اور ان کے ماہرین اور اسلامی مدارس کو ختم کرنے کیلئے مسلمانوں کے اندر ان کا وقار کم کرنے کیلئے منظم طور پر

(c) ketabton.com: The Digital Library

مختلف ہتھکنڈے اور پروپیگنڈے زور وشور سے شروع ہیں۔انہیں بنیاد پرستی ،فرقہ واریت جیسے القاب سے نوازا جاتا ہے حالانکہ کالجوں ، یونیورسٹیوں اور کلبوں وغیرہ میں یہی روشن فکر حضرات انگریز کی نقل اتارنے میں جس بنیاد پرستی کا مظاہرہ کرر ہے ہیں اس کی وہ اپنی مثال آپ ہیں مثلاًفرسٹ ایپرَ میں انگریز قوم نے عقل وشرافت سے بیگانہ ہوکر ''فولنگ''،یعنی حماقت اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا ہےتو آج بھی مسلمان بچوں کواسی روش پرمجبور کیا جاتا ہے،اگر کسی تاریخ کوانگریز نے جھوٹ بولا ہےتو آج بھی ان روشن فکر مسلمانوں کے چھوٹے بڑے انگریز کی اس سنت کوزندہ رکھنے پرسختی سے مصر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

تو خودحدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

جبکہ کوئی مسلمان اگر قرآن وحدیث کے کسی حکم کوزندہ رکھنے پر قائم ہوتو اسے بنیاد پرستی کے طعنے دیئے جاتے ہیں۔

فرقہ واریت ہےسیاست میں مگر بدنام علماء ہیں

دین جمہوریت کے پیروکاروں کے نزدیک حزب اقتدار اور حزب اختلاف کاوجوداور ہر بات پران کی جنگ وجدل ،غل غپاڑہ ، دست وگریبان ہونا جزوایمان ہے۔اسمبلیوں ، بازاروں ،گلی کوچوں ،

(c) ketabton.com: The Digital Library

اخبارات، ریڈیو، ٹی وی میں ہاتھا پائی توڑ پھوڑ، ایک دوسرے پر کرسی دے مارنا،، پتھراؤ، لاٹھی چارج، آنسو گیس کے گولے برسانا، گھیراؤ، جلاؤ، گولی چلانا، دھماکے کرنا روزانہ کا معمول بن چکا ہے جن سے ایوان اقتدار محفوظ ہے نہ تعلیمی ادارے اور عبادت گاہیں، یہاں تک کہ اقتدار کی خاطر باپ بیٹا، ماں، بیٹی، بہن بھائی ایک دوسرے کے کپڑے نوچتے ہیں مگر پھر بھی یہ سب کچھ نہ صرف جائز ہے بلکہ قابل ستائش ہے۔ سالانہ کتنی معصوم جانیں، لوگوں کی جائیدادیں اور مال وآبرو دین جمہوریت کی بھینٹ چڑھتے ہیں۔ پاکستان جیسے عظیم ملک، حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی فرقہ واریت کے نتیجے میں دوٹکڑے ہوا، مگران سب کچھ پر شکر وثنا ادا کرنی چاہیے اس لئے کہ اس سے یورپ کا ایجاد کردہ دین جمہوریت پروان چڑھتا ہے اگر مذمت اور قابل تمسخر کوئی چیز ہے تو وہ مذہبی لوگوں کا اختلاف رائے ہے اور یہی فرقہ واریت نا قابل برداشت ہے۔

عقل انگشت بدنداں کہ اسے کیا کہیے؟

ان حالات کے پیش نظر مالدار حضرات پر لازم ہے کہ قرآن و حدیث کے علوم کی نشر واشاعت، اسلامی مدارس کے قیام اور نگہبانی کیلئے

(c) ketabton.com: The Digital Library

نہ صرف عشر وزکوٰۃ بلکہ جملہ خیرات اور صدقات وقف کردیں۔

عشر وزکوٰۃ کی ادائیگی کی صحت الگ چیز ہے اور قبولیت الگ ہے

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر عبادات کی صحت اور جائز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان عبادات کے جملہ ارکان، شرائط اور واجبات موجود ہوں خواہ اخلاص وللہیت، تقویٰ اور رضائے الٰہی مطلوب ہونے کا جذبہ کارفرما ہو یا نہ ہو، یہ عبادت ازروئے فتویٰ ادا ہوگئی ہے اور صحیح بھی ہے۔

عبادات کی قبولیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ جملہ ارکان، شرائط واجبات اور آداب کے ساتھ ساتھ خالصتاً لوجہ اللہ اور رضائے الٰہی کے جذبے کے تحت ادا کی جائے جس میں کسی بھی غیر اللہ کی رورعایت، نفسانی اغراض ومقاصد اقرباء پروری، نام ناموس اور فخر وغرور کی آمیزش نہ ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو عبادت اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول ہوگی اسی عبادت پر ثواب اور جنت ملے گی اور آخرت کے عذاب اور جہنم سے نجات ملنے کا ذریعہ ہوگا۔

مثلاً اگر کوئی نمازی سود کی آمدنی یا سور کے گوشت سے بلا ضرورت شرعی پیٹ بھر کر کھائے اور کسی غریب سے کپڑے چھین کر پہن

(c) ketabton.com: The Digital Library

لے، کسی غریب سے زمین غصب کی ہے اور اس پر کسی سے جبراً چھینا ہوا مصلٰی بچھا کر نماز پڑھے، تو دنیاوی احکام کے تحت اس کی نماز تو صحیح ہے اور فرض ادا ہو گیا مگر عنداللہ یقیناً ایسی نماز کی کوئی قدر و قیمت نہ ہو گی۔

حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن عالم دین، مجاہد اور سخی کو اللہ تعالٰی کے سامنے پیشی کے دوران کہا جائے گا کہ تم نے علم اس لئے حاصل کیا تھا کہ دنیا میں تیرے علم کے چرچے ہوں، مجاہد سے کہا جائے گا کہ تم نے بہادری کی داد پانے کیلئے جان دی تھی، سخی کو بتایا جائے گا کہ تو نے نام و ناموس کی خاطر دولت خرچ کی تھی اور جو کچھ تم دنیا میں چاہتے وہ میں نے دنیا میں دے دیا اب یہاں مجھ سے کیا چاہتے ہو، اس طرح تینوں کو جہنم میں اوندھے منہ پھینک دیا جائے گا۔

مزارع اور مزدور کو زکوٰۃ دینے کی رسم

بعض زمیندار اپنے مزارع یا مزدور کو کاشت کاری کے علاوہ عشر اور زکوٰۃ کا ایک معین حصہ بھی دیتا ہے حالانکہ اس کے پڑوس میں اس سے کہیں زیادہ مستحقین، غریب اور بے کس لوگ پڑے رہتے ہیں مگر اپنے مزارع کو عشر و زکوٰۃ دینے میں واضح جذبہ یہی کارفرما ہوتا ہے کہ یہ مزارع مزارعت چھوڑ کر کہیں اور نہ چلا جائے اور مزدوری زیادہ کرے۔ ایک

(c) ketabton.com: The Digital Library

شخص مجھ سے کہنے لگا کہ میرا ایک شخص پر اسی ہزار روپے قرض ہے، قرض کی وصولی کی کوئی صورت نہیں، اگر میں مقروض کے ہاتھ میں زکوٰۃ کی نیت سے اسی ہزار روپے رکھ دوں اور پھر فوراً اس سے اپنے قرض کے عوض وہ اسی ہزار ان سے لے لوں تو کیا میری زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

ایک دوسرے نے مجھ سے پوچھا کہ میری ایک شخص پر پچاس ہزار روپے قرضہ تھا، وہ دینے میں ٹال مٹول کرتا رہا، آخر کار دو ثالثوں نے فیصلہ کیا کہ مبلغ بیس ہزار روپے زکوٰۃ میں واپس کر دو اور تیس ہزار روپے لے لو، چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق میں نے اس کو بیس ہزار روپے زکوٰۃ کی نیت سے واپس کر دیئے، کیا میری زکوٰۃ ہو گی؟

بعض لوگ اپنے مخصوص رشتہ داروں کو عشر و زکوٰۃ اس لئے دیتے ہیں کہ وہ اس کے معاوضے میں سال بھر اس دینے والے کے ساتھ حفاظتی گارڈ اور حاضر باشی وغیرہ کی مختلف خدمات سر انجام دیتے رہیں۔

میں نے ان پر واضح کیا کہ جہاں تک زکوٰۃ کی صحت کی بات ہے دنیاوی احکام کے لحاظ سے تو زکوٰۃ شاید ادا ہو جائے لیکن جہاں تک ایسی زکوٰۃ کے ثواب کا معاملہ ہے تو آپ خود جانتے ہیں کہ اس سے آپ گم شدہ قرض وصول کرنا چاہتے تھے یا مزارع اور رشتہ دار کو اپنے مفادات کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

حصول پر آمادہ کرنا چاہتے تھے وہ بدلہ تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دے دیا، آپ کا قرض وصول ہوا، مزارع تیری مزارعت کیلئے رہن ہوا، رشتہ دار تیری آقائی کا طوق غلامی لئے پھرتا ہے چونکہ تیرا ضمیر گواہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی مذکورہ صورتوں میں خالصتاً رضائے الٰہی اور احکام خداوندی کی بجا آوری کا جذبہ کارفرما نہ تھا، تو عین ممکن ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار سے وہی جواب سننے میں آئے جو مذکورہ سخی کو ملا ہے کہ جس مقصد کیلئے تو نے دنیا میں مال و دولت خرچ کیا تھا وہ مقصد تو میں نے تجھے دنیا میں دے دیا ہے میری رضا کیلئے تو تم نے کچھ نہیں کیا لہذا اب مجھ سے مزید کیا مانگتے ہو؟

قصہ کوتاہ: چاہیے کہ عشر و زکوٰۃ قرآن و حدیث کے علوم کی تعلیم و تعلم کیلئے مختص کر کے جملہ شکوک و شبہات سے پاک و صاف رکھا جائے۔

کیا اسلامی مدارس پر زکوٰۃ و عشر کی رقم خرچ کرنا جائز ہے؟

عام طور پر سننے میں آتا ہے کہ اسلامی مدارس کی تعمیر، طلباء کی خوراک، درسی کتابوں کی خرید اور اساتذہ کی تنخواہوں پر بغیر حیلۂ تملیک عشر و زکوٰۃ اور نذر خرچ کرنا جائز نہیں ہے، یہاں تک کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے امداد الفتاویٰ اور مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے امداد المفتیین، احسن

(c) ketabton.com: The Digital Library

الفتاویٰ وغیرہ اردو کے فتاوؤں میں بھی یہی کچھ تحریر ہے۔

جواب: اسلامی مدارس کے مہتممین یا مہتمم کے مقرر کردہ افراد کے ہاتھ میں طلباء کیلئے عشر وزکوٰۃ یا نذر دینے کے ساتھ عشر اور زکوٰۃ وغیرہ بغیر حیلۂ تملیک کے فوراً ادا ہو جاتی ہے، اب مہتمم اس مالِ زکوٰۃ سے مستحقین طلباء کی ضروریات، مدرسہ کی تعمیر، مطبخ کا انتظام، کتابوں کا خریدنا، اساتذہ کو تنخواہ دیناوغیرہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ یہی فتویٰ ہے۔ جناب ابوحنیفۂ وقت علامہ رشید احمد گنگوہی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اور یہی فتویٰ ہے رأس الفقہاء علامہ خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کا۔

نیز مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ اور مفتی محمد شفیع صاحب نے امداد الفتاویٰ اور امداد المفتین کے فتووں سے رجوع کیا ہے، تفصیل کیلئے دیکھئے مفتی محمد شفیع صاحب کا رسالہ'' اختیار الصواب فی مختلف الابواب'' اور بندہ کا رسالہ ''زکوٰۃ اور عشر کے بارے میں چند معرکۃ الآراء مسائل ''ص ۵۸۔

اسلام مسلمانوں کو اپنی مدد آپ کی تعلیم دیتا ہے

اسلامی تعلیمات کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ وہ '' تیار خوری'' کے رجحانات کا سختی سے قلع قمع کرتا ہے اور اپنی مدد آپ کرنے پر زور دیتا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کچھ مدد کرنے کو کہا، حضور نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی چیز تو ہوگی، اس نے بتایا کہ گھر میں ایک ٹاٹ ہے جس کا ایک حصہ نیچے بچھاتا ہوں اور ایک حصہ اوپر اوڑھ کر سوتا ہوں، نیز لکڑی کا ایک کاسہ (پیالہ) ہے جس میں کھانے پینے اور وضوء وغیرہ ضروریات سر انجام دیتا ہوں، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جاؤ یہ دونوں چیزیں لاؤ چنانچہ وہ لائے، حضور علیہ السلام نے مسجد کے اندر ایک بھرے مجمع میں اعلان فرمایا۔

من یشتری ھذین

''یہ دونوں چیزیں کون خریدتا ہے؟''

ایک صحابی نے کہا کہ'' انا اخذ ھما بدرھم '' میں دونوں کو ایک درہم پر لیتا ہوں، حضور علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ'' من یزید علیٰ درھم ''ایک درہم سے زیادہ بولی کون کرتا ہے؟ دوسرے آدمی نے دو درہم کی بولی دی، حضور علیہ السلام نے بولی ختم کرتے ہوئے اسی کو دونوں چیزیں دیں، حضور علیہ السلام نے سوال کرنے والے کو کہا کہ جاؤ ایک درہم کی کھانے کی چیز خرید کر گھر والوں کے حوالہ کر دو اور ایک

(c) ketabton.com: The Digital Library

درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، حضور علیہ السلام نے اس کلہاڑی میں خود دستہ ٹھونک کر کلہاڑی اس انصاری کے حوالہ کی اور اس کو تاکیداً حکم کیا کہ جاؤ روزانہ پہاڑی علاقے سے لکڑی کاٹ کاٹ کر پیٹھ پر لایا کرو اور بازار میں بیچ دیا کرو اور پندرہ دن تک میں تجھے ہرگز نہ دیکھوں، پندرہ دن گزرنے کے بعد جب وہی انصاری دربار نبوی میں حاضر ہوئے تو بتانے لگا کہ یارسول اللہ ان پندرہ دنوں میں، میں نے دس درہم کمائے جن میں چند درہم کے کپڑے اور چند درہم کے کھانے کی چیزیں خریدیں حضور علیہ السلام نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

هذا خير لك من ان تجئي والمسئلة نكتة في وجهك يوم القيامة.

(ابو داؤد، ترمذی)

"ایسا کرنا تمہارے لئے اس گداگری سے بہت بہتر ہے جس کے نتیجے میں قیامت کے دن تمہارے چہرے پر یہ سوال، بدنما داغ بن کر حاضر ہوتے"۔

دیکھئے حضور علیہ السلام نے نہ صرف ایک فرد کو اپنی مدد آپ

(c) ketabton.com: The Digital Library

کرنے کی تعلیم دی بلکہ مسجد نبوی کے اندر بھرے مجمع میں تقریباً سب صحابہ کرام کو یہی تربیت دی کہ سائل کو حضور علیہ السلام نے نہ خود دیا اور نہ نمازیوں سے کچھ دلوایا، بلکہ سائل کی جملہ جائداد اور پونجی نیلام کرکے اسے محنت پر مجبور کیا، یہاں تک کہ اسے حکم دیا کہ" ولا اربنک خمسة عشر یوماً " میں تجھے ہرگز نہ دیکھوں پندرہ دن تک۔

اندازہ کیجئے صحابہ کرام کو حضور علیہ السلام کے پاس آنے جانے کی کتنی بھوک تھی اور آپ کی مجلس میں علوم اور عبادات، ثواب اور فضائل و برکات کے کتنے خزانے تھے سب سے روکا کس لئے ؟ کسب معاش کیلئے حضور علیہ السلام کے انکار کی وجہ یہ نہ تھی کہ حضور علیہ السلام کسی کیلئے چندہ نہیں کرتے تھے ۔متعدد موقعوں پر حضور علیہ السلام نے مجاہدین کیلئے اور دین اسلام کے احکام سیکھنے کیلئے باہر سے آنے والے طلباء کیلئے صحابہ کرام سے انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر چندے کا پرزور مطالبہ کیا ہے لیکن اس موقع پر ایک تندرست انسان کی تیارخوری کی حوصلہ شکنی کیلئے یہی کرتا ہے جو آپ نے پڑھا ہے۔

عن عبد الله ابن عمر رضی الله عنهما ، انه سمع اباه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يزال

(c) ketabton.com: The Digital Library

الرجل یسأل الناس حتی یاتی یوم القیامة لیس فی وجهه مزعة لحم.

(مسلم ج ۱، ص ۳۳۳)

''عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے والد سے سنا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص گداگری کا پیشہ اختیار کرتا ہے، قیامت کے دن ایسی حالت میں پیش ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت و پوست کا ذرّہ بھر نہ ہوگا یعنی اس کا چہرہ ہڈیوں کے ڈھانچے کا بھیانک منظر پیش کرے گا۔ نیز حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ'' جس کے گھر میں صبح اور شام کے کھانے کے لئے کچھ ہو، اس کے ہوتے ہوئے وہ سوال کرتا ہے، وہ جہنم کے انگارے جمع کر رہا ہے۔

مسلم شریف کے حوالہ بالا کے ساتھ مذکور ہیکہ حضور علیہ السلام نے بعض صحابہ سے اس بات پر بیعت لی کہ کسی سے کچھ نہ مانگنا ان صحابہ سے اگر اونٹ پر سواری کے دوران چھڑی گرتی تو وہ اونٹ بٹھا کر خود اٹھا لیتے، مگر ساتھ والے کھڑے آدمی سے یہ نہ کہتے کہ یہ چھڑی اٹھا کر دیجئے، روایات میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے غالباً ایسی ہی بات منقول ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک سبق آموز واقعہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

کون نہیں جانتا کہ راہ خدا میں جہاد کرنا ایک عظیم عبادت ہے ،امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک مسافر مسجد نبوی میں کھڑے ہوکر نمازیوں سے عرض کرتا ہے کہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں، میرے پاس وسائل نہیں ہیں اگر کوئی مسلمان اس کار خیر میں میری مدد کرے۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر آگے بڑھے، سائل کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور مجمع میں اعلان فرمایا کہ ہے کوئی جسے کھیتی باڑی اور باغبانی کیلئے مزدور کی ضرورت ہو؟ ایک شخص نے عرض کیا مجھے ضرورت ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ مزدوری طے کرکے اس کے ہاتھ میں سائل کا ہاتھ دے دیا۔ایک مدت کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کے اندر مجمع میں اس مزدور کے بارے میں پوچھا تو نوکر رکھنے والے صاحب بولے جناب وہ بڑے مزے میں ہے کافی سرمایہ جمع کیا ہے ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ اس سرمایہ کے ساتھ اسے میرے پاس بھیج دو، چنانچہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس شخص نے مزدور کے گلے میں مزدوری کی رقم سے بھری ہوئی تھیلی (بیگ) ڈال کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا، اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نقدی سے بھری ہوئی تھیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اسے

(c) ketabton.com: The Digital Library

لے جا، اب اگر جی چاہے تو جہاد کر و یا جی چاہے تو گھر بیٹھ۔

(کنزالعمال بحوالہ اسلامی معاشیات ص مناظر احسن)

حقیقی ہمدردی

آپ نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام جیسے رحمۃ للعلمین ، شفیق ، مہربان اور سخاوت کرنے والوں کا سردار ایک ایسے سائل جس کے پاس ایک ٹاٹ کا ٹکڑا اور ایک لکڑی کا پیالہ ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں تو بھی نہ تو حضور علیہ السلام خود کچھ دیتے ہیں اور نہ لوگوں سے دلواتے ہیں، اسلئے کہ وہ شخص تندرست اور توانا تھا۔

اسرار شناس شریعت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی میں جہاد کے نام پر گداگری کرنے والے کو دیکھا تو آپ جان گئے کہ از روئے شریعت نہ تو تجھ پر جہاد فرض عین ہے اور نہ واجب اور ضروری ہے۔ پھر ایک عبادت اور ثواب حاصل کرنے یا کسی غیر لازم دینی خدمت کرنے کیلئے سوال جیسے مذموم اور عقلاً ونقلاً حرام کام کا ارتکاب کیوں کرنا چاہیے؟ اور پھر خاص کر خدا کی نافرمانی خدا کے گھر میں ، رسول خدا کی مخالفت رسول کی مسجد میں حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب بھرے مجمع میں جس کے نتیجے میں ممکن ہے کہ کوئی دوسرا مسلمان اس بری عادت میں مبتلا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہوجائے اور عین ممکن ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نگاہ فراست سے بھانپ لیا کہ یہ شخص جہاد کے نام پر سامعین کو دھوکہ دے رہا ہے، ان وجوہات کی بناء پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صرف اس سوال کرنے والے کو رزق حلال پر مجبور نہیں کیا بلکہ مسجد نبوی میں گداگری کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کیا۔ اس طرح حضور علیہ السلام اور عمر فاروق ؓ نے نہ صرف مذکورہ افراد پر شفقت کرکے انہیں اپنی مدد آپ پر مجبور کیا بلکہ امت مسلمہ کیلئے قیامت تک ایک زرین اصول قائم کیا جس سے مسلمان کی دنیا اور آخرت نکھر جاتی ہے۔

ناواقفوں کی ہمدردی مسلمانوں کی بربادی

آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ عشر وزکوٰۃ اور صدقۃ الفطر یا عید قربانی کے سیزن میں بازاروں، مسجدوں اور عید گاہوں میں بھیک مانگنے والوں کی فوج ظفر موج پھیل جاتی ہے، مختلف حیلوں، بہانوں، ہتھکنڈوں اور شعلہ بیاں تقریروں کا دور شروع ہے کوئی کہتا ہے کہ مسجد بنا رہا ہوں، کوئی کسی مدرسہ کے طلباء کی بھوک اور پیاس کا واویلا کرتا ہے، کوئی مجاہد یا مہاجر بن جاتا ہے۔ کسی کا گھر جل کر خاکستر ہوتا ہے تو کسی کے ہاں یتیم بچوں کی بھرمار ہوتی ہے، کسی کی جیب، جیب کتروں نے کاٹ کر

(c) ketabton.com: The Digital Library

سفر خرچ سے محروم کیا ہے وغیرہ وغیرہ جن میں سے بھاری اکثریت پیشہ ور گداگروں کی ہوتی ہے۔ الا ماشاء اللہ

عام مسلمانوں اور خاص کر قبائلی مسلمانوں کی بے علمی اور بے عقلی دیکھئے کہ وہ بلاسوچ وسمجھ اور بلا تحقیق سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ہر ایک کو کچھ تھوڑا بہت دیتے رہتے ہیں بلکہ خالی ہاتھ واپس کرنا گناہ سمجھتے ہیں، جس کے نتیجے میں تیار خوروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوکر ان کی دنیا اور آخرت کی تباہی میں معاونت کرتے ہیں اور اپنی زکوٰۃ اور صدقات ضائع کر کے ثواب کی جگہ گناہ خریدتے ہیں۔

مذہب احناف کے سرخیل فقیہ اور محدث صاحب فتح القدیر لکھتے ہیں

ولا تحل المسئلة لمن يملك قوت يومه بعد تستره بدنه و عند بعضهم لاتحل لمن كان كسوباً.

(فتح القدیر ج۲،ص ۱۵)

''سوال کرنا جائز نہیں اس شخص کیلئے جس کے پاس صبح اور شام کے کھانے کیلئے کچھ ہو اور ستر چھپانے کا کپڑا اس کے بدن پر ہو بعض فقہاء نے کہا ہے کہ اگر اس کے پاس صبح وشام کے کھانے کیلئے کچھ بھی نہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہو، مگر وہ صحت مند اور تندرست ہو تو بھی اس کیلئے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں

القاعدة الرابعة عشر : ما حرم اخدة حرم اعطاء ه .

(الاشباہ والنظائر ج ا ص ۴۴۹)

'چودھواں قاعدہ: جس چیز کا لینا حرام ہو، اس کا دینا بھی حرام ہے''

صاحب درمختار لکھتے ہے۔

''(ولا يحل ان يسأل من له قوت يومه) بالفعل او بالقوة كا لصحيح المكتسب و يأثم معطيه ان علم بحاله لاعانته على المحرم .''

(در مختار ج ۲ ، ص ۷۶)

'' جس کسی کے پاس صبح اور شام کے کھانے کیلئے چیز ہو، اس کیلئے لوگوں سے مانگنا جائز نہیں ہے، خواہ حقیقتاً اس کے پاس کچھ ہو یا حقیقتاً اس کے پاس تو کچھ نہیں مگر اس میں صبح شام کھانے کیلئے کچھ کمانے کی قوت ہے یعنی وہ صحیح اور تندرست ہے محنت ومزدوری کرسکتا ہے جس

(c) ketabton.com: The Digital Library

شخص کو معلوم ہو کہ سوال کرنے والے کے پاس صبح شام کے کھانے کا کچھ ہے یا وہ دیکھ رہا ہے کہ سوال کرنے والا تندرست اور توانا ہے، پھر بھی وہ سوال کرنے والے کو کچھ دیتا ہے تو دینے والا گناہ گار ہوگا۔ اسلئے کہ اس نے ایک حرام کام میں حرام خور کی مدد کی ہے۔''

'' قال النووی اختلف اصحابنا فی مسئلة القادر علی الکسب علی وجهین ، اصحهما انها حرام بظاهر الحدیث ''.

'' شارح مسلم شریف علامہ نوویؒ لکھتے ہیں کہ جو شخص محنت و مزدوری پر قادر ہے (صحیح اور تندرست ہے) اس کیلئے سوال کرنے کے بارے میں دو قول ہیں۔ جن میں سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اس کیلئے سوال کرنا حرام ہے، بوجہ ظاہر حدیث شریف کے۔''

(مسلم شریف ج ا ص ۳۳۳)

آپ نے دیکھا کہ کتنے لوگ ہیں جنکی زکوٰۃ اور خیرات نہ صرف برباد ہوتی ہے بلکہ دینے والوں کیلئے باعث گناہ اور عذاب بنتی ہیں۔ البتہ اگر مذکورہ مساکین صراحتاً یا کنایۃً کسی سے سوال نہیں کیا کرتے ہیں، بلکہ محنت مزدوری کرتے رہتے ہیں اور کوئی شخص از خود انہیں عشر و زکوٰۃ

(c) ketabton.com: The Digital Library

دیتا ہے تو ایسی صورت میں انہیں لینا اور دینے والوں کیلئے دینا جائز ہے۔

جہاں تک دینی مدارس کے طلباء یا مساجد کیلئے چندہ کرنا ہے یا کسی دوسری دینی خدمت یا فلاحی کام کیلئے مانگنے کا مسئلہ ہے تو اس کے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ اس میں کوئی فراڈ اور دھوکہ اور فریب نہ ہو، دینے والے کو حقیقت حال کی سچائی معلوم ہو تو بے شک دینے میں یا لینے میں گناہ نہ ہوگا، مگر اس بارے میں افضل اور بہترین روش لینے والوں اور دینے والوں کیلئے کیا ہوگی؟ اس میں کچھ تفصیل ہے۔

دینی خدمات کی ادیگی میں علماء کرام تبلیغی جماعت کی نقل کرنی چاہیے

اس میں شک نہیں ہے کہ تبلیغی جماعت والے بھائی بحیثیت مجموعی دین اسلام اور مسلمانوں کے لئے کئی اہم قابل تقلید خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ جن میں سے ایک مثالی کام یہ ہے کہ وہ ہر ایک علاقے میں بڑے بڑے مراکز بناتے ہیں جن پر لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ یہ رقومات یقیناً عشر وز کوٰۃ اور خیرات سے پوری کی جاتی ہیں مگر کسی

(c) ketabton.com: The Digital Library

نے نہیں دیکھا ہو گا کہ کوئی تبلیغی بھائی کسی مسجد یا بازار میں یا گاؤں گاؤں شہر شہر اپنے مرکز یا مسجد یا مدرسہ کیلئے چندے مانگتا پھرتا ہو بلکہ یہ حضرات اپنے ہم خیال حضرات کو جمع کر کے ان کے سامنے مسجد یا مرکز، یا مدرسہ اور دعوت وتبلیغ کی ضروریات پیش کرتے ہیں اور مقامی لوگوں کی ذہن سازی کرتے ہیں کہ یہ تمہارا ذاتی کام ہے اور تم ہی نے کرنا ہے، اب اگر مقامی لوگوں نے کہا کہ ہم یہ قربانی نہیں کر سکتے ہیں تو وہ اس کام کو چھوڑ دیتے ہیں اور یوں ہی دوسروں کی بنی ہوئی مسجدوں میں چبوتروں میں دعوت تبلیغ کا کام کرتے رہتے ہیں۔ کسی دوسرے علاقوں میں گھوم پھر کر چندہ جمع کرنے کی مہم نہیں چلاتے ہیں اور جب کبھی مقامی لوگ، مسجد، مراکز اور مدرسہ بنانے کیلئے آمادہ ہو جائیں اور جس مقدار اور نوعیت (چھوٹی یا بڑی، کچی یا پختہ) کیلئے خود آمادہ ہو جائیں اسی کے مطابق کام شروع کر لیتے ہیں۔ دینی خدمات انجام دینے کیلئے اسلامی ہدایات یہی ہیں کہ ہر علاقے کے مالدار طبقے کی خیرات، عشر و زکوٰۃ اسی علاقے کے مستحقین اور مساکین پر خرچ کرنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی مقرر فرما کر بھیجا تو انہیں حکم دیا کہ یمن کے مال دار طبقہ سے جو صدقات عشر و زکوٰۃ وصول ہوں گی وہ سب کچھ وہاں کے مقامی لوگوں کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

ضروریات پر خرچ کیا کرو، سوچنے کی بات ہے کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے اندر ایک چبوترے میں حضور علیہ السلام کے قائم کردہ مدرسہ میں تین سو سے لے کر چار سو تک طلباء ہر وقت مقیم تھے، مسجد نبوی میں ہر عبادت کا ثواب بھی حرم شریف کے علاوہ کرۂ ارض کے جملہ مقامات سے پچاس ہزار گنا زیادہ ہے (بجز بیت المقدس)۔ حضور علیہ السلام کی مسجد اور مدرسہ ایک چبوترہ ہے۔ بارش کا پانی نیچے ٹپکتا ہے۔ باوجود اس کے حضور علیہ السلام اپنے کسی داعی کو یہ نہیں کہتے ہیں کہ کسی دوسرے علاقے سے جمع شدہ عشر اور زکوۃ وغیرہ سے کچھ رقم میرے پاس بھیج دو تا کہ مدینہ منورہ کی مرکزی مسجد اور مدرسہ مثالی بنائیں اور لوگوں کیلئے پچاس ہزار گنا ثواب کے حصول کا موقع فراہم کریں۔

حضور علیہ السلام کی پوری زندگی میں شاید ایسی مثال نہ مل سکے گی کہ آپ نے اپنی مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کیلئے باہر کے علاقوں سے عشر و زکوۃ اور چندہ جمع کرنے کی مہم چلائی ہو۔

ایک علاقے کا عشر و زکوۃ دوسرے علاقے میں نہ بھیجنے کی حکمت

حضور علیہ السلام کا ہر ایک فرمان امت کیلئے عمومی رحمت پر مبنی ہوتا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے اگر ایک علاقے کی فاضل آمدنی یعنی عشر و زکوٰۃ اور خیرات اس علاقے سے باہر لے جانا شروع ہوجائے اور باہر کے فقراء مدارس اور مساجد اس پر آبا دہونا شروع ہوجائیں تو یہ درحقیقت اس علاقے کے مساکین ،مدارس اور مساجد کا استحصال ہے وہاں کے مستحقین کی حق تلفی ہے، نیز اس میں قرآن وحدیث کے علوم اوراس کے حاملین اور مساجد کا، مسلمانوں کی نگاہوں میں بے حرمتی ہے اس لئے شریعت نے اس عمل کا دروازہ بند کیا ہے اور حضور علیہ السلام نے حضرت معاذ کو حکم دیا کہ ہر علاقے کے مال داروں کے صدقات اس علاقے کے حقداروں پر خرچ کرنا اس طرح حضور علیہ السلام نے گویا کہ مساجد وغیرہ کے نام پر دھوکہ دہی اور گداگری کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کیا۔ وہ اس طرح کہ دھوکہ باز اور تیار خور لوگ اپنے علاقے میں مسجد بنانے ،قرآن وحدیث کے طلباء اور مدرسہ کے نام پر یا مجاہد اور مہاجر کے نام پر، نیز گھر جل کر خاکستر ہونے ،یا یتیموں کے بہانے کسی مسلمان کو ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتے ہیں اسلئے کہ اپنے علاقے کے لوگ ایک دوسرے کے اہم واقعات سے آگاہ ہوتے ہیں، اس لئے گداگری اور فراڈی لوگوں کی فوج دور دراز علاقوں پر یلغار کرتے ہیں اور مساجد ، مدارس اور دیگر فلاحی تنظیموں کی جعلی سندات ،

(c) ketabton.com: The Digital Library

رسید بک اور مہریں وغیرہ دستاویزات کی تھیلیوں سے مسلح ہو کر حملہ آور ہوتے ہیں۔

اب جبکہ مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کے مذکور احکام اور تعلیمات معلوم ہوں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ برتاؤ جو آپ نے جہاد کرنے کے نام پر ایک مسافر گداگر کے ساتھ کیا تھا یاد ہو تو وہ سائل سے کہے کہ جناب جو کچھ جس دینی کام کیلئے مانگتے ہو، میرا اسلامی فریضہ ہے کہ یہی دینی خدمت اپنے علاقے میں اپنی خیرات اور عشر وزکوٰۃ سے سرانجام دوں لہذا آپ تشریف لے جاکر اپنے علاقے کے لوگوں کو اس خدمت پر آمادہ کرو، اور اگر وہ غریب ہیں تو ان کی غربت کی مناسبت سے کچے چبوترے کی مسجد اور مدرسہ پر کفایت کرو، تجھ پر شریعت نے اس سے زیادہ ذمہ داری عائد نہیں کی ہے۔اس طرح دھوکہ باز گداگروں کی حوصلہ شکنی ہوگی اور امت کو تیار خوری کی لعنت سے بچانے میں مدد ملے گی۔

قصہ کوتاہ میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ تبلیغی جماعت والے حضرات اپنی مدد آپ کے تحت دین اسلام کی ایک عظیم کام جس مسنون طریقے پر کررہے ہیں۔چاہیے کہ علماء کرام، مساجد، اسلامی مدارس وغیرہ دینی خدمات کی ادائیگی کے سلسلے میں تبلیغی بھائیوں کی نقل کریں، یعنی ہر علاقے

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے متعلقہ لوگوں کو دینی مدارس اور مساجد کی اہمیت اور ضرورت کی طرف متوجہ کریں اور وہاں کے لوگوں کی ضرورت اور قربانی دینے کے متعلق کام شروع کرے اور اگر خدانخواستہ مقامی لوگ دین کے بارے میں خاطر خواہ قربانی نہیں کرتے ہیں یا غریب اور مفلس ہیں تو عالی شان مسجد بنانا، مدرسہ تعمیر کرنا، طلباء کی گوناگوں ضروریات مہیا کرنا، شریعت اسلامی نے نہ تو کسی عالم اور امام پر فرض کیا ہے اور نہ واجب ولازم ٹھہرایا ہے نہ سنت، پھر ایک غیر لازم کام کیلئے دور دراز علاقوں میں غیر متعلقہ لوگوں سے مسجدوں میں، بازاروں، گلی کوچوں میں جھولی پھیلا کر مانگنا کیوں ضروری ہوا؟ کیا تجربہ اور مشاہدہ گواہ نہیں ہے کہ اس عمل کے نتیجے میں علم اور اہل علم کی ناگفتہ بہ تحقیر اور توہین کے رجحانات مسلمانوں میں پھیلتے جارہے ہیں؟

علماء کرام کے بارے میں ایک غلط فہمی کا ازالہ

میرے مذکورہ بیان کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ حقیقت میں علماء کرام، یا مہتممین مدارس، یا خطیبان مساجد ایک غیر اسلامی اور باعث توہین اسلام کے عمل میں (نعوذ باللہ) لگے ہوئے ہیں، آپ نے کہیں بھی نہیں دیکھا ہوگا کہ کسی مشہور ومعروف دینی درس گاہ، اسلامی مدرسہ یا

(c) ketabton.com: The Digital Library

جامع مسجد کا سفیر یا نمائندہ مسجدوں، بازاروں میں یا گھر گھر پیسے مانگتا پھرتا ہو چونکہ حقیقت حقیقت ہوتی ہے ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' کے مطابق مخیّر حضرات خود جا کر مذکورہ دینی خدمات کی ادائیگی میں علماء کرام کی بھرپور مدد کرتے ہیں اور علماء کرام بھی علم کی لاج رکھتے ہوئے حکمت وبصیرت اور پوری خودداری کے ساتھ مذکورہ خدمات انجام دیتے ہیں۔ تاہم فریب کار لوگ بعض مدارس اور مساجد کے نام سے جعل سازی کرتے رہتے ہیں۔ نیز آج کل جو گھر گھر اسلامی مدرسہ بنانے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے، جس کے متعلق میری ذاتی رائے اور تجربہ یہ ہے کہ یہ امر نیک شگون ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے، اس لیے کہ جب گھر گھر سرکاری سکول بننے لگیں، جس کے نتیجے میں نئی نسل میں بداخلاقی اور دین سے بیزاری کی رجحانات کی وبا پھیلتی جارہی ہے، نیز ہر گلی کوچے میں ٹیلی وژن اور وی سی آر جیسے گمراہ کن، حیاسوز اور ننگ انسانیت دام ابلیس بچھتے جارہے ہیں، اس کی توڑ کے لئے مساجد اور اسلامی مدارس کا جال بچھانا وقت کی اہم ضرورت ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ ایسا کرنے کا بوجھ برداشت کرنے کے لئے مقامی لوگوں کو آمادہ کیا جائے اور اسی کے مطابق بالکل محدود اور ''اپنی مدد آپ'' کے تحت کام شروع

(c) ketabton.com: The Digital Library

کیا جائے۔

عذر لنگ: رہا یہ سوال کہ اگر غریب علاقوں میں مساجد اور اسلامی مدارس کے قیام کے لئے دور دراز مالدار علاقوں کے مالدار لوگوں سے مانگ مانگ کر چندے جمع نہ کئے جائیں تو غریب علاقوں میں دین اسلام کی تعلیم ٹھپ ہو کر رہ جائے گا اور پڑھانے والے علماء کے اخراجات، تنخواہیں کہاں سے ادا کی جائیں گی، تو ان جیسے دلائل میں اتنا وزن نہیں ہے کہ اس کے پیش نظر سوال کرنے کا مذکورہ غیر اسلامی کام محمود بن جائے۔

اگر حضور علیہ السلام کھجور کے شاخوں سے ڈھکی ہوئی ایسی مسجد میں نماز پڑھتے پڑھاتے جس میں سے بارش کا پانی نیچے گرتا، اگر حضور علیہ السلام کے طلباء ایک چبوترے کے سایہ میں سکونت پذیر تھے، جن کی تعداد چار سو تک جا پہنچی تھی۔ باوجود اس کے آپ ﷺ نے دوسرے علاقوں سے عشر وزکوٰۃ جمع کرلانا منع کیا تھا (جیسے کہ عاملین کو حکم تھا کہ ہر علاقے کے عشر وزکواۃ اسی علاقے کے مستحقین پر صرف کی جائے) اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دین کی عظیم خدمت سرانجام دینے کے ساتھ اپنے اخراجات کسی کے کندھے پر نہیں ڈالتا تھا، بلکہ ''خز'' جیسے قیمتی کپڑے کا نہ صرف تجارت کرتا تھا، بلکہ اس کا کارخانہ قائم کیا تھا، جس کی آمدنی سے خود کھاتا اور طلباء کو کھلاتا تھا، اگر

(c) ketabton.com: The Digital Library

ماضی قریب تک بڑے بڑے علماء کچی مسجدوں کے دالانوں میں چٹائی پر بیٹھ کران غریب بستیوں میں بلا معاوضہ پڑھاتے تھے اور اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے۔ اگر آج تبلیغی جماعت والے ان ہی غریب بستیوں کی کچی مساجد میں بغیر معاوضہ دعوت وتبلیغ تعلیم کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں، بلکہ ان غریب لوگوں سے بڑے بڑے جانی اور مالی قربانیاں اور خدمتیں لے رہے ہیں جس کے لئے کسی جگہ مانگ کر چندہ جمع کرنے کی مثال کوئی پیش نہیں کرسکتا ہے۔

تو وارثان انبیاء علیہم السلام پر کیا آن پڑی ہے کہ ایک غیر ضروری عمل کے لئے ایک ایسے غیر محمود طریقے کو اختیار کرتے ہیں جس سے عوام الناس میں علم اور علماء کا وقار بری طرح مجروح ہونا مشاہدہ سے ثابت ہے۔

خویش واقارب پر زکوٰۃ وصدقات صرف کرنے کے آداب

یہ مسئلہ تو ہر کسی کو معلوم ہے کہ عشر وزکوٰۃ، نذر وفطرانہ، اپنے والدین یا والدین کے والدین کو دینا جائز نہیں ہیں، خواہ وہ کتنے مسکین اور محتاج ہو، نیز اپنے اولاد اور اولاد کی اولاد کو بھی دینا جائز نہیں، نیز

(c) ketabton.com: The Digital Library

خاوند اور بیوی ایک دوسرے کو نہیں دے سکتے ہیں، اسی طرح نفع ونقصان میں شریک افراد ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے ہیں، اس کے سوا دوسرے رشتہ دار جب مساکین ہوتو انہیں دینا جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے، مگر چند شرائط کے ساتھ یہ اولویت مشروط ہوگی۔

(۱) انہیں زکوٰۃ وغیرہ دینے میں محض یہ جذبہ کارفرما ہو کہ چونکہ اللہ اور رسول کا حکم یہ ہے کہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھائی کا برتاؤ کرو، جس کی پہچان یہ ہوگی کہ وہ رشتہ دار خواہ تیرے ساتھ رشتہ داری نبھاتا ہو، تیری خدمت گزاری اور خوش آمد کرتا ہو یا تیری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتا ہو، بات بات پر تیری مخالف اور مقابلہ پر آتا ہو، دونوں حالتوں میں آپ کی مدد اور معاونت میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا ہو، پھر تو سمجھ لو کہ تیرا دینا اللہ تعالیٰ اور رسول خدا کے احکام کی بجا آوری کے تحت رشتہ داری نبھانا ہے اور دینا افضل اور اولیٰ ہے۔ بصورت دیگر جو رشتہ دار بلا تنخواہ تیری خدمت اور حاضر باش نوکر کا فریضہ انجام دے رہا ہے اس پر تیری زکوٰۃ اور خیرات کی بارش ہے اور جو ایسا نہیں کرتا ہے، اس کے ساتھ سلام اور کلام گوارا نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس سے لقمہ تر دیتے ہو، تو ایسا دینا رشتہ داری کے لئے نہیں، بلکہ خواہشات نفس اور معاوضہ کی سی صورت

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے جس کی افضلیت تو کیا قبولیت بھی مشکوک ہے۔

(۲) وہ رشتہ دار تجھ سے عشر و زکوٰۃ اور صدقات حاصل کرنے کے لئے سوال نہ کرے، اگر سوال کرتا پھرے تو اس کو دینا افضل تو کیا بلکہ حرام اور باعث گناہ ہے جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔

(۳) وہ رشتہ دار فاسق و فاجر، بے نماز اور کبائر گناہوں میں علانیہ مبتلا نہ ہو ورنہ ایسے شخص کی رشتہ داری نبھانا شرعاً اور عقلاً مذموم ہے۔

(۴) وہ رشتہ دار صحیح اور تندرست ہوتے ہوئے تیار خور، آرام پرست اور کاہل نہ ہو، اگر اس قسم کا ہو تو چاہئے کہ مال زکوٰۃ نقد صورت میں دینے کی بجائے اس کے لئے کسب اور معاش کے حصول کے ذرائع فراہم کرے، تاکہ وہ کسب شروع کرکے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔ بصورت دیگر اسے زکوٰۃ وغیرہ دینے سے اس کی تیار خوری میں اعانت اور مدد کرنا ہے جس میں افضلیت کے لئے غیر افضل طریقے پر زکوٰۃ صرف کرنے کے مترادف ہوگا۔

هذاما تيّسر لی والله اعلم بالصواب

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library